شفرة الصفيحة
على
عنق طاعن أبي حنيفة رضي الله عنه

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ائمہ محدثین کی نظر میں

مؤلف

علامہ عبد المصطفیٰ سعدی ازہری
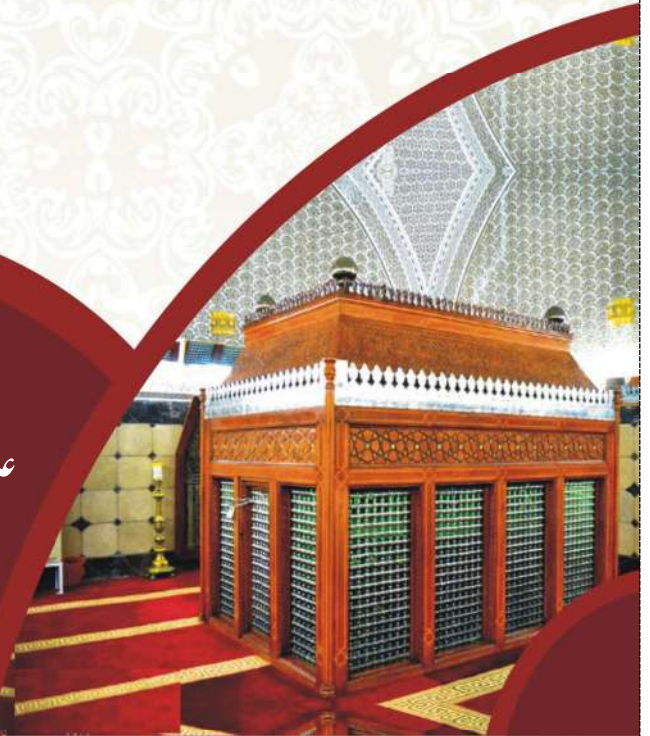
ا ا ت ا

شفرة الصفيحة
على
عنق طاعن أبي حنيفة رضي الله عنه

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
ائمہ محدثین کی نظر میں

عبد المصطفیٰ سعدی ازہری
جامعہ انیس المدارس سکھر پاکستان

شرف انتساب

اس ذات کے نام جسکی فقہی بصارت ، تفسیر قرآن و حدیث میں مہارت کی پورے عالم نے گواہی دی جس کی فکر کے آگے ہر فن کا امام اپنا سر جھکائے" امام الائمہ" کہتا نظر آتا ہے سراج الامہ ، فقیہ ملت امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہ آپ کی علمی بصیرت سے یہ عالم منور ہوا اور فقہاء عظام کو استنباط مسائل کا طریقہ میسر ہوا۔

اور مجدد دین وملت ، رہبر شریعت و طریقت ،فقیہ اعظم ، حسانِ ہند اعلی حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب کہ آپ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عقائد میں بصارت نے برصغیر کو ضلالت کے اندھیروں سے بچایا۔

وہ شخصیت جس نے مجھ سمیت سینکڑوں کے دلوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عصر حاضر تک تمام علمائے اہلسنت کی محبت کی شمع روشن کی جدِ امجد انیس ملت الحاج انیس احمد نوری مہتمم "جامعہ انیس المدارس سکھر" کے جن کی کاوشوں کا الفاظ میں احاطہ صعب ہے۔ کی جانب کرتا ہوں۔

اللہ کریم تمام مقدس ہستیوں کے صدقے اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

فہرست مضامین

مولای صلی وسلم دائماً أبداً　　علی حبیبك خیر الخلق کلهم

یارب بالمصطفی بلغ مقاصدنا　　واغفر لنا ما مضی یا واسع الکرم

مختصر تعارف:

- مقدمہ
- باب اول: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث میں مقام رفیع کے بیان میں۔
  - فصل اول: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ان تلامذہ کے بیان میں جو کبار محدثین کے استاذ ہیں۔
  - فصل دوم: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویات اور آپ سے مرویات کے بیان میں مختصراً۔
- باب دوم: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے بیان میں۔
  - فصل اول: اکابر علماء حدیث کی امام اعظم رضی اللہ عنہ سے متعلق توثیق وامامت اور آپ بحیثیت مجرح ومعدل کے بیان میں۔
  - فصل دوم: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جرح وقدح کرنے والوں کے رد میں۔
- خاتمہ: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور فقہ حنفی سے متعلق چند امور مہمہ کے بیان میں۔

الحمد لله الذي اختص العلماء بوراثة الأنبياء والتخلق بأخلاقهم * وجعلهم القدوة للكافة في معاشهم ومعادهم * وميز المجتهدين منهم بقيامهم بمصالحهم وايضاح الحق لهم في مصادرهم ومواردهم * وباضطرار الخلق إليهم في قوام ما به حياة أرواحهم وأبدانهم * فهم الملوك لا بل الملوك تحت أقدامهم وفي أسر رأيهم وأقلامهم * وهم النجوم لابل النجوم تستمد من أنوارهم * وهم الشموس لا بل الشموس تستضئ من أضوائهم .

وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له شهادة أترقي بها في كمالات معارفهم * وأشهد أن محمدا عبده ورسوله المذيع لمعالي مناقبهم وكمالهم * والمفيض عليهم من سوابق التوفيق لاقتناء آثاره في سائر أحوالهم * ماسبقوا به من سواهم إلى الخلافة الكبرى عنه في الهداية والإمداد للخلق ببواطنهم وظواهرهم * صلى الله عليه وسلم وعلى آله وأصحابه الذين حازوا من قصب السبق في مضمار الكمالات الصمدانية والمعارف المصطفوية ما صاروا به القدوة الكبرى والمحجة البيضاء لأوائل الخلق وأواخر هم و صلاة و سلاما دائمين بدوام العلماء وظهور سؤددهم ومآثرهم.

وبعد: ہر دور میں اللہ کریم نے اپنے دین حق کے نمائندے اس دنیا میں بھیجے جن کے ذریعے اللہ کریم حق کی وضاحت فرماتا اور باطل کی ناک خاک آلود فرماتا، وہ نمائندے اللہ کریم کے پیغمبر کہلائے گئے اور اللہ کریم نے ان کی حمایت اور انکی امت کو صراط مستقیم کی ہدایت کے لئے کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے ایسا بھی رہا کے روئے زمیں پر ایک وقت میں تین سو سے زائد انبیاء و رسل بھی تشریف لائے اورانھوں نے اپنی اپنی قوموں کو اللہ کے دین کی طرف تبلیغ فرمائی اللہ جل جلالہ نے ہر قوم کی ہدایت کے واسطے نبی یا رسول بھیجا چناچہ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا﴾۔[1] ترجمہ: اور بے شک ہر امت میں سے ہم نے ایک رسول بھیجا۔ اور فرمایا: ﴿إِنَّا

---

[1] النحل 36۔

أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾۔[2] ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا۔ ایسی دسیوں آیات مبارکہ موجود ہیں جو ہر قوم کی ہدایت کے واسطے نبی یا رسول کی آمد کی خبر دے رہی ہیں۔ بہر حال یہ تو بات تھی امت محمدیہ سے پہلے کی امم کی امت محمدیہ پر اللہ کریم کے لاتعداد احسانات ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ کریم نے اس امت کی ہدایت کے لئے اپنے آخری نبی محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپکے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد آپکی امت کے علماء کو آپکے علوم کا مظہر بنایا اور انکے ذریعے اس امت کو ہدایت پر چلتے رہنے کا وسیلہ بنایا اور جس طرح بنی اسرائیل میں انبیاء کی کثرت رہی ایسے امت محمدیہ میں علماء کی کثرت فرمائی اس بات کی استناد اس حدیث سے بھی کی جاسکتی ہے کہ: [علماء أمتى كأنبياء بنى إسرائيل][3] میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔ اور یہ بات کسی بھی عاقل سے مخفی نہیں کے ہر دور میں اہل حق کی مختلف طریقوں سے مخالفت کی گئی معاذ اللہ کبھی کسی نبی کو مجنون کہا گیا تو کبھی کسی کو شاعر کبھی کسی کو مخالفت میں شہید تک کر دیا، اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾[4] ترجمہ: اور جب انسے کہا جائے اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا تم فرماؤ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا۔ اور کئی طریقوں سے انبیاء کو تکلیف پہنچائی گئی یہی حال ہے علماء حق کا ابتدا سے لیکر دور حاضر تک مختلف طریقوں سے مخالفت کی جاتی رہی اور مختلف انداز میں انہیں ازیتیں دی جاتی

---

[2] فاطر 24۔

[3] اس حدیث کی سند میں کلام ہے۔

[4] البقرة 91.

رہی۔ طرح طرح سے ان پر ردو قدح، طعن و تشنیع کی جاتی رہی اور یہ سلسلہ اس دور تک جاری وساری ہے ۔ اس امت پر اللہ کریم کا ایک عظیم احسان جناب امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی صورت میں فرمایا اہل علم نے جہاں انکے علوم وفنون سے فائدہ اٹھایا اور انکے فضائل ومناقب پر کتب تحریر فرمائیں وہیں اہل علم میں سے بعض اور جھال میں سے اکثر نے آپ پر مختلف طریقوں سے طعن و تشنیع کی اور آپ پر اور آپکے اصحاب پر کئی طرح کے افتراء باندھے ان میں سے ایک بہت بڑا اور لا یعنی افتراء یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ حدیث اور فن حدیث سے بلکل بے بہرہ تھے اور اپنے مذہب میں حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی رائے کو ترجیح دیتے.سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ اور اس افتراء کو ہوا اس طرح ملی کہ ابتدائی ادوار میں دیگر مذاہب کی نسبت فقہ حنفی کے وہ مسائل جو حدیث نبوی سے مستنبطہ ہیں ان کو صحیح شکل میں ترتیب نہ دیا جاسکا اور دیگر مذاہب جیسے مذہب شافعی ہے انکے علماء نے ابتدا ہی سے احادیث مستدلہ کو ایک جگہ جمع کیا جس کی وجہ سے اس طعن سے بری ہیں۔

ہر دور میں اس افترا کے رد میں کئی علماء اپنی تحقیقی صلاحیات کو بروئے کار لائے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علم حدیث میں حیثیت اور اعلیٰ مقام کو عوام کے سامنے واضح کیا لیکن زیادہ تر عربی میں ہونے کی وجہ سے عوام میں سے بہت بڑا وہ طبقہ جس کی عربی تک رسائی نہیں وہ محروم رہا۔ ان میں سے بعض کتب اور مؤلفین کے نام درج ذیل ہیں:

1. **قلائد عقود الدر والعقيان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان لإمام شرف الدين بن عبدالعليم بن أبي القاسم القربتي.**
2. **محمود الكلام في سيرة الإمام أبي حنيفة النعمان للإمام الذهبي.**
3. **الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان لشهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي.**

4. مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه أبي يوسف و محمد بن الحسن لأبي عبد الله شمس الدينمحمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي.

5. عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان.

6. فضائل أبي حنيفة و أخباره و مناقبه لعبد الله بن محمد السعدي.

7. مناقب أبى حنيفة للموفق بن أحمد المكي.

یہ چند ایک کتب کے نام میں نے ذکر کئے ورنہ اس باب میں بے شمار کتب تحریر کی گئیں ان تمام کا ذکر یہاں کرنا اختصار کے پیش نظر ناممکن ہے۔

ان تمام صورت حال کے پیش نظر عبد عاجز کا ارادہ ہوا کے اس موضوع پر کچھ لکھا جائے ساتھ ہی اللہ کریم کا ایسا فضل ہوا کہ بر صغیر کی ایک عظیم تحریک **"دار التحقیقات انٹر نیشنل"** کا حصہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور مشاورت کے بعد اس موضوع پر کام کرنے کا شرف میرے حصے میں آیا اللہ کریم مجھے حق سننے حق کہنے، اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین، میں اس مختصر سی کاوش کا نام **''شفرة الصفيحة على عنق طاعن أبي حنيفة**رضی اللہ عنہ**''**، **''امام اعظم ابو حنیفہ** رضی اللہ عنہ **ائمہ محدثین کی نظر میں''** رکھا اللہ کریم جل جلالہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور بندے کو امام اعظم کے خدام میں شمار فرمائے، اور اسے نافع خلائق ہونے کا شرف بخشے۔

آمین یارب العالمین

عبد المصطفیٰ سعدی ازہری

جامعہ انیس المدارس سکھر پاکستان

باب اول

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث میں مقام رفیع کے بیان میں۔

فصل اول: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ان تلامذہ کے بیان میں جو کبار محدثین کے استاذ ہیں۔

فصل دوم: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویات اور آپ سے مرویات کے بیان میں مختصرا۔

باب اول

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث میں مقام رفیع کے بیان میں۔

فصل اول

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تعلق کبار تابعین میں سے ہے آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی اور تمام ائمہ فقہ (امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم) اور ائمہ حدیث (امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم) میں سے واحد امام ہیں جنہیں شرف تابعیت ملا اور اللہ کریم کے اس قول کے تحت اپکا شمار ہوا﴿**وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ**﴾۔[5] ترجمہ: اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

❖ امام اعظم اور رؤیتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

1. جناب انس ابن مالک رضی اللہ عنہ۔
2. عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ۔
3. عبد اللہ انیس رضی اللہ عنہ۔
4. عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ۔
5. واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ۔
6. معقل بن یسار رضی اللہ عنہ۔
7. سھل بن سعد رضی اللہ عنہ۔

[5] التوبة 100.

8. سیدہ عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا۔

بعض اصحاب سیر نے اس سے بھی زائد اصحاب کے نام شمار کئے جن نفوس عالیہ سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو شرف صحبت ملا۔[6]

❖ امام اعظم کے شرفِ تابعیت پر آئمہ حدیث و سیر کی چند نصوص:

1. امام اعظم رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں:

رأيت أنس بن مالك قائما يصلي۔[7] میں نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ حالت قیام میں نماز ادا فرما رہے تھے۔

2. ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

قدم أنس بن مالك الكوفة ونزل النخع رأيته مرارا۔[8] جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے نخع کے مقام پر اترے میں نے آپ کی کئی بار زیارت کی۔

3. خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

رأى أنس بن مالك۔[9] آپ رضی اللہ عنہ نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔

4. امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

النعمان بْن ثَابِت، أَبُو حنيفة التيمي، إمام أصحاب الرأي ولد سنة ثمانين، رأى أنس بْن مالك۔[10] نعمان بن ثابت، ابو حنیفہ اصحاب رای کے امام ہیں ۸۰ھ کو پیدا ہوئے اور آپ نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔

---

[6] خلاصة كلام عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان، الخيرات الحسان، الفتاوى لابن حجر، تدريب الراوي. وغیرہ

[7] مسند أبي حنيفة – أبو نعيم الأصبهاني24- مناقب أبي حنيفة للموفق المكي 27.

[8] التدوين في أخبار قزوين 153/3.

[9] تاريخ بغداد 444/15.

[10] المنتظم في تاريخ الأمم والملوك 129/8.

5. مشہور محدث اور سیرت نگار امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بنَ مَالِكٍ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمُ الكُوْفَةَ۔[11] انہوں نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی جب وہ ان کے پاس کوفہ تشریف لائے تھے۔

6. امیر المومنین فی الحدیث امام ابن حجر فرماتے ہیں:

قيل إنه من أبناء فارس رأى أنسا۔[12] ان کے لئے کہا گیا ہے کے وہ ابناء فارس سے ہیں اور انہوں نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی۔

یہ کبار آئمہ حدیث کے صریح اقوال ہیں جو دلالت کر رہے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کر کے شرف تابعیت حاصل کیا۔

❖ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سماعت حدیث:

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے مختلف اقوال کے مطابق کئی ایک اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعتِ حدیث فرمائی۔

1. جناب انس ابن مالک رضی اللہ عنہ۔
2. عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ۔
3. جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔
4. عبد اللہ بن انیس الجھنی رضی اللہ عنہ۔
5. عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ۔
6. واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ۔
7. معقل بن یسار رضی اللہ عنہ۔

---

[11] سير أعلام النبلاء 412/4.

[12] تهذيب التهذيب 449/10.

8. عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ۔

9. سیدہ عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا۔

10. ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ۔

• امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کبار محدثین کے اساتذہ:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قد مبارک نہ صرف فقہ میں بلند ہے بلکہ آپ میدان علم حدیث کے بھی عظیم شاہ سوار ہیں اور انکے علم سے نہ صرف تریہ مستفید ہوئے بلکہ محدثین نے بھی اس سمندر سے اپنی پیاسیں بجھائیں آپ جہاں فقہاء کے استاذ ہیں وہیں محدثین کو بھی آپکی شاگردی کا شرف ملا۔

امام المحدثین امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

قرآن عظیم کے بعد سب سے معتبر کتاب صحیح بخاری کے مصنف جناب ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاري الجعفي رحمہ اللہ تعالیٰ (194 – 256ھ، 810 – 870م) امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

پہلا طریق

1. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ← ابو محمد عبید اللہ بن موسی کوفی رحمۃ اللہ علیہ[13] محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[14]

[13] سير أعلام النبلاء 393/6، تبييض الصحيفة لجلال الدين السيوطي 83، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 421/29.

[14] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 32/1، تذكرة الحفاظ للذهبي259/1، لسان الميزان لابن حجر العسقلاني 297/7، شرح النووي على صحيح البخاري(التلخيص شرح الجامع الصحيح للبخاري) 208/1، 232.

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تقریبا ۴۳ آحادیث جناب ابو محمد عبید اللہ بن موسی رحمہ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے روایت کیں [15] جن میں سے بعض یہ ہیں:

أ- [حدثنا عبيد الله بن موسى، قال: أخبرنا حنظلة بن أبي سفيان، عن عكرمة بن خالد، عن ابن عمر، رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " بني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله، وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والحج، وصوم رمضان "] [16].

ہم سے **عبید اللہ بن موسیٰ** نے یہ حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس بات کی حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی۔ انہوں نے عکرمہ بن خالد سے روایت کی انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ اول گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

ب- [حدثنا عبيد الله بن موسى، عن إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن الأسود، قال: قال لي ابن الزبير، كانت عائشة تسر إليك كثيرا فما حدثتك في الكعبة؟ قلت: قالت لي: قال النبي صلى الله عليه وسلم:"يا عائشة لولا قومك حديث عهدهم - قال ابن الزبير - بكفر، لنقضت الكعبة فجعلت لها بابين: باب يدخل الناس وباب يخرجون " ففعله ابن الزبير] [17].

---

[15] صحيح البخاري ح8، 126، 127، 354، 520، 865، 1139، 1140، 1330، 1915، 2006، 2340، 2518، 2699,3359، 3632، 4039، 4043,4053، 4150، 4251، 4512، 4706، 4839، 4904، 4917 وغيره.

[16] صحيح البخاري ح8.

[17] صحيح البخاري ح126.

- ہم سے **عبید اللہ بن موسیٰ** نے اسرائیل کے واسطے سے نقل کیا، انہوں نے ابو اسحاق سے اسود کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ "عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے بہت باتیں چھپا کر کہتی تھیں، تو کیا تم سے کعبہ کے بارے میں بھی کچھ بیان کیا، میں نے کہا ہاں مجھ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ (ارشاد فرمایا تھا کہ اے عائشہ !اگر تیری قوم) دور جاہلیت کے ساتھ (قریب نہ ہوتی) بلکہ پرانی ہو گئی ہوتی (ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یعنی زمانہ کفر کے ساتھ) قریب نہ ہوتی (تو میں کعبہ کو توڑ دیتا اور اس کے لیے دو دروازے بنا دیتا۔ ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکلتے،) بعد میں ابن زبیر نے یہ کام کیا۔

ت- **[حدثنا عبيد الله بن موسى، عن إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن البراء رضي الله عنه، قال:"آخر آية نزلت خاتمة سورة النساء: ﴿يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة﴾"]** [18].

- ہم سے **عبید اللہ بن موسیٰ** نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ `آخری آیت) میراث کی (سورۃ نساء کے آخر کی آیتیں نازل ہوئیں ﴿ **يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة** ﴾ کہ " آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجئیے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے"۔

[18] صحيح البخاري ح6744.

دوسرا طریق

2. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ←امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ ←[19] محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔[20]

امام بخاری دوسرے واسطے سے امام اعظم کے شاگرد ہیں جناب ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ(متوفی ۲۱۸ھ) شاگرد ہیں امام اعظم کے اور اور امام بخاری انکے شاگرد ہیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں تقریبا ایک سو تیراسی(۱۸۳)احادیث روایت فرمائیں[21] جن میں سے بعض یہ ہیں:

أ- [حدثنا أبو نعيم الفضل بن دكين، سمع زهيرا، عن منصور بن صفية، أن أمه، حدثته أن عائشة حدثتها أن النبي صلى الله عليه وسلم:«كان يتكئ في حجري وأنا حائض، ثم يقرأ القرآن»]۔[22]

-ہم سے **ابو نعیم فضل بن دکین** نے بیان کیا، انہوں نے زہیر سے سنا، انہوں نے **منصور بن صفیہ** سے کہ ان کی ماں نے ان سے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول ﷺ میری گود میں سر رکھ کر قرآن مجید پڑھتے، حالانکہ میں اس وقت حیض والی ہوتی تھی۔

---

[19] سير أعلام النبلاء 393/6، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 86، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 421/29.

[20] تقريب التهذيب 446/1، تذكرة الحفاظ للذهبي273/1، لسان الميزان لابن حجر العسقلاني 335/7، شرح النووي على صحيح البخاري(التلخيص شرح الجامع الصحيح للبخاري) 208/1، 232.

[21] صحيح البخاري ح 52، 112، 124، 152، 201، 204، 206، 253، 256، 286، 291، 297، 305، 312، 360، 546، 556، 590، 597، 635، 638، 690، 759، 779، 831، 871، 882، 891، 913، 970، 976، 1005، 1022، 1024، 1051، 1089، 1094، 1114، 1124، 1130، 1167، 1207، 1271، 1291، 1294، 1568، 1681، 1696، 1701، 1704، 1718، 1732، 1765، 1789، 1815، 2056، 2080، 2211، 2253، 2280، 2305، 2393، 2407، 2493، 2511، 2565، 2625، 2628، 2668، 2714، 2718- باقی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ ایک مستقل کتاب میں ذکر کی جائے گی۔

[22] صحيح البخاري ح297.

ب-   [أخبرنا أبو نعيم الفضل بن دكين، حدثنا ابن عيينة، عن الزهري، عن سعيد، عن أبي هريرة، قال: لما رفع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه من الركعة قال: «اللهم أنج الوليد بن الوليد، وسلمة بن هشام، وعياش بن أبي ربيعة، والمستضعفين بمكة، اللهم اشدد وطأتك على مضر، اللهم اجعلها عليهم سنين كسني يوسف»]-[23]

-ہم سے **ابو نعیم فضل بن دکین** نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک رکوع سے اٹھایا تو یہ دعا کی "**اللهم أنج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام، وعياش بن أبي ربيعة، والمستضعفين بمكة**" اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ میں دیگر موجود کمزور مسلمانوں کو نجات دیدے۔" **اللهم اشدد وطأتك على مضر، اللهم اجعلها عليهم سنين كسني يوسف**" اے اللہ! قبیلہ مضر کے کفاروں کو سخت پکڑ، اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط نازل فرما۔

ت-   [حدثنا أبو نعيم الفضل بن دكين، قال: حدثنا شيبان، عن يحيى، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة: أن خزاعة قتلوا رجلا من بني ليث – عام فتح مكة – بقتيل منهم قتلوه، فأخبر بذلك النبي صلى الله عليه وسلم، فركب راحلته فخطب، فقال: «إن الله حبس عن مكة القتل، أو الفيل»]-[24]

-ہم سے **ابو نعیم الفضل بن دکین** نے بیان کیا، ان سے شیبان نے یحییٰ کے واسطے سے نقل کیا، وہ ابو سلمہ سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ کے کسی شخص نے بنو لیث کے کسی آدمی کو اپنے کسی مقتول کے بدلے میں مار دیا تھا، یہ فتح مکہ والے سال کی بات ہے، رسول

---

[23]. صحيح البخاري ح6200

[24] صحيح البخاري ح112.

اللہ ﷺ کو یہ خبر دی گئی، آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے مکہ سے قتل یا ہاتھی کو روک لیا۔

تیسرا طریق

3. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ← مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ[25] ← محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ۔[26]

امام مکی بن ابراہیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے شگرد اور انکے شاگرد امام بخاری ہیں اور امام مکی بن ابراہیم بلخی وہی شخصیت ہیں جن سے امام بخاری نے اپنی ۲۲ ثلاثیات میں سے ۱۱ ثلاثیات روایت کیں ہیں۔ امام بخاری نے تقریبا ۷۰ احادیث صحیح بخاری میں آپ سے روایت فرمائیں[27] جن میں سے بعض یہ ہیں:

اً- [حدثنا المكي بن إبراهيم، قال: أخبرنا حنظلة بن أبي سفيان، عن سالم، قال: سمعت أبا هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «يقبض العلم، ويظهر الجهل والفتن، ويكثر الهرج»، قيل يا رسول الله، وما الهرج؟ فقال: «هكذا بيده فحرفها، كأنه يريد القتل»]-[28]

-ہم سے مکی ابن ابراہیم نے بیان کیا، انہیں حنظلہ نے سالم سے خبر دی، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب علم اٹھالیا جائے گا۔ جہالت اور فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ

---

[25] سيرأعلام النبلاء 394/6، تبييض الصحيفة لجلال الدين السيوطي 92، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 421/29-

[26] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 32/1، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 477/28،شرح النووي على صحيح البخاري(التلخيص شرح الجامع الصحيح للبخاري) 206/1، 232.

[27] صحيح البخاري ح85، 109، 298، 497، 502، 561، 762، 1557، 1647، 2007، 2160، 2258، 2289، 2309، 2960، 3041، وغيره.

[28] صحيح البخاري ح85.

یارسول اللہ! ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر فرمایا اس طرح، گویا آپ ﷺ نے اس سے قتل مراد لیا۔

ب- [حدثنا مكي بن إبراهيم، قال: حدثنا يزيد بن أبي عبيد، عن سلمة، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: «من يقل علي ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار»]-[29]

-ہم سے **مکی ابن ابراہیم** نے بیان کیا، ان سے **یزید بن ابی عبید** نے **سلمہ بن الاکوع** رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص میرے نام سے وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

ت- [حدثنا المكي بن إبراهيم، عن هشام، عن يحيى بن أبي كثير، عن عبد الله بن أبي قتادة، عن أبيه، قال: «كان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الركعتين من الظهر والعصر بفاتحة الكتاب، وسورة سورة، ويسمعنا الآية أحيانا»]-[30]

ہم سے **مکی بن ابراہیم** نے بیان کیا، انہوں نے ہشام دستوائی سے، انہوں نے یحیٰی بن ابی کثیر سے، انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے، انہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ: نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی دو رکعات میں سورۃ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھتے تھے۔ اور آپ ﷺ کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا بھی دیا کرتے۔

[29] صحيح البخاري ح109.

[30] صحيح البخاري ح762.

چوتھا طریق

4. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ← ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل شیبانی بصری رحمۃ اللہ علیہ ←[31] محمد بن اسماعیل البخاري رحمہ اللہ تعالیٰ ۔[32]

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری ۔ آپ کا تعلق بھی ان چند ایک شخصیات میں سے ہے جن سے امام بخاری کی ثلاثیات مروی ہیں صحیح بخاری میں آپ سے امام بخاری نے تقریبا ۵۰ احادیث روایت فرمائیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

أ- [حدثنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا أبو عاصم، عن حنظلة، عن القاسم، عن عائشة، قالت [ص:61]: كان النبي صلى الله عليه وسلم «إذا اغتسل من الجنابة، دعا بشيء نحو الحلاب، فأخذ بكفه، فبدأ بشق رأسه الأيمن، ثم الأيسر، فقال بهما على وسط رأسه»]-[33]

محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا، کہا کہ ہم سے **ابو عاصم (ضحاک بن مخلد)** نے بیان کیا، وہ حنظلہ بن ابی سفیان سے، وہ قاسم بن محمد سے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ آپ نے فرمایا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو حلاب کی طرح ایک چیز منگاتے۔ پھر پانی کا چلو اپنے ہاتھ میں لیتے اور سر کے داہنے حصے سے غسل کی ابتداء کرتے۔ پھر بائیں حصہ کا غسل کرتے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے بیچ میں لگاتے تھے۔

ب- [حدثنا أبو عاصم، عن مالك، عن أبي الزناد، عن عبد الرحمن الأعرج، عن أبي هريرة، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «لا يصلي أحدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقيه شيء»]-[34]

---

[31] سيرأعلام النبلاء 393/6، تبييض الصحيفة لجلال الدين السيوطي 77، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 11/34.

[32] تهذيب الكمال المرجع السابق، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 15/1.

[33] صحيح البخاري ح258.

[34] صحيح البخاري ح359.

ہم سے **ابوعاصم ضحاک بن مخلد** نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالہ سے بیان کیا، انہوں نے ابوالزناد سے، انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھنی چاہیے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔

ت- [حدثنا أبو عاصم، عن مالك، عن سمي، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "الشهداء: الغرق، والمطعون، والمبطون، والهدم "]-[1] "]-[1]

ہم سے **ابوعاصم ضحاک بن مخلد** نے امام مالک کے واسطہ سے بیان کیا، انہوں نے سمی سے، انہوں نے ابوصالح ذکوان سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈوبنے والے، پیٹ کی بیماری میں مرنے والے، طاعون میں مرنے والے اور دب کر مرنے والے شہید ہیں۔

پانچواں طریق

5. امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ← ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ[2] ← محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ [3]

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور آپ کے شاگرد امام بخاری ہیں آپ بھی ان چند شخصیات میں سے ایک ہیں جن سے امام بخاری کی ثلاثیات مروی ہیں۔ امام بخاری نے آپ سے تقریبا ۳۶ احادیث روایت فرمائیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

[1] صحيح البخاري ح720.

[2] سيرأعلام النبلاء 394/6، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 89 لكن الأمام السيوطي ذكر فيه اسما هكذا(محمد بن عبدالأنصاري). تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 421/29.

[3] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 32/1، فتح الباري شرح صحيح البخاري /224، شرح النووي على صحيح البخاري(التلخيص البخاري(التلخيص شرح الجامع الصحيح للبخاري) 232/1.

أ- [حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرُّبَيِّعَ -وَهْيَ ابْنَةُ النَّضْرِ- كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الأَرْشَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ ، فَأَبَوْا. فَأَتَوُا النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ. فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا. فَقَالَ: يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ. فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: «إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لأَبَرَّهُ» زاد الفزاري، عن حميد، عن أنس، فرضي القوم وقبلوا الأرش]۔[1]

ہم سے **محمد بن عبد اللہ انصاری** نے بیان کیا، کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: نضر کی بیٹی ربیع رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیئے۔ اس پر لڑکی والوں نے تاوان مانگا اور ان لوگوں نے معافی چاہی، لیکن معاف کرنے سے انہوں نے انکار کیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلہ لینے کا حکم دیا۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ربیع کا دانت کس طرح توڑا جاسکے گا۔ نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انس! کتاب اللہ کا فیصلہ تو بدلہ لینے (قصاص) ہی کا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ راضی ہوگئے اور معاف کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ خود ان کی قسم پوری کرتا ہے۔ فزاری نے اپنی روایت میں حمید سے، اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے یہ زیادتی نقل کی ہے کہ وہ لوگ راضی ہوگئے اور تاوان لے لیا۔

ب- [حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري، حدثنا حميد، أن أنسا، حدثهم عن النبي ﷺ، قال: «كتاب الله القصاص»]۔[2]

---

[1] صحيح البخاري ح2703.

[2] صحيح البخاري ح4499.

ہم سے **محمد بن عبد اللہ انصاری** نے بیان کیا، کہا ہم سے حمیدی نے بیان کیا، ان سے **انس بن مالک** رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: **نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کا حکم قصاص کا ہے۔**

ت– [حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري، قال: حدثني أبي، عن ثمامة، عن أنس: «أن أم سليم كانت تبسط للنبي صلى الله عليه وسلم نطعا، فيقيل عندها على ذلك النطع» قال: «فإذا نام النبي صلى الله عليه وسلم أخذت من عرقه وشعره، فجمعته في قارورة، ثم جمعته في سك» قال: فلما حضر أنس بن مالك الوفاة، أوصى إلي أن يجعل في حنوطه من ذلك السك، قال: فجعل في حنوطه]۔[1]

ہم سے **قتیبہ** بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے **محمد بن عبد اللہ انصاری** نے، کہا کہ **مجھ سے میرے والد** نے، ان سے **ثمامہ** نے اور **انس** رضی اللہ عنہ نے کہ: **ام سلیم، نبی کریم ﷺ کے لیے چمڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں اور نبی کریم ﷺ ان کے یہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔ بیان کیا پھر جب نبی کریم ﷺ سو گئے اور بیدار ہوئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کا پسینہ اور (جھڑے ہوئے) آپ کے بال لے لیے اور پسینہ کو ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر (سک) میں اسے ملا لیا۔ بیان کیا ہے کہ پھر جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس (سک) (جس میں نبی کریم ﷺ کا پسینہ ملا ہوا تھا) میں سے ان کے حنوط میں ملا دیا جائے۔ بیان کیا ہے کہ پھر ان کے حنوط میں اسے ملایا گیا۔**

---

[1] صحيح البخاري ح6281.

چھٹا طریق

6. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ ← ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ[1] ← محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[2]

امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقری المکی العدوی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے شاگرد اور انکے شاگرد امام بخاری ہیں۔ امام بخاری نے آپ سے صحیح بخاری میں تقریباً ۱۳ احادیث جن پر راقم الحروف مطلع ہو سکا وہ ذکر کیں جاتیں ہیں:

أ- [حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ، حدثنا حيوة، وغيره، قالا: حدثنا محمد بن عبد الرحمن أبو الأسود، قال: قطع على أهل المدينة بعث، فاكتتبت فيه، فلقيت عكرمة، مولى ابن عباس فأخبرته، فنهاني عن ذلك أشد النهي، ثم قال: أخبرني ابن عباس: «أن ناسا من المسلمين كانوا مع المشركين يكثرون سواد المشركين، على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، يأتي السهم فيرمى به فيصيب أحدهم، فيقتله – أو يضرب فيقتل» – فأنزل الله: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾[3] الآية رواه الليث، عن أبي الأسود]۔[4]

ہم سے **عبد اللہ بن یزید المقری** نے بیان کیا، کہا ہم سے حیوہ بن شریح وغیرہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبد الرحمٰن ابو الاسود نے بیان کیا، کہا کہ `اہل مدینہ کو شام والوں کے خلاف ایک فوج نکالنے کا حکم دیا گیا۔ اس فوج میں میرا نام بھی لکھا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ سے میں ملا اور

---

[1] تاريخ بغداد 502/15، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 43/34، تبييض الصحيفة لجلال الدين السيوطي 79.

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي المرجع السابق، تذكرة الحفاظ للذهبي555/2، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 32/1.

[3] النساء: 97.

[4] صحيح البخاري ح4596.

انہیں اس صورت حال کی اطلاع کی۔ انہوں نے بڑی سختی کے ساتھ اس سے منع کیا اور فرمایا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی تھی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کے خلاف ان کی زیادتی کا سبب بنتے، پھر تیر آتا اور وہ سامنے پڑ جاتے تو انہیں لگ جاتا اور اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے انہیں قتل کر دیا جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی» ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ﴾ وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اپر ظلم کرتے تھے۔ "آخر آیت تک۔ اس روایت کو لیث بن سعد نے بھی ابو الاسود سے نقل کیا ہے۔

ب- [حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ، حدثنا سعيد، حدثني عقيل، عن ابن شهاب، عن عامر بن سعد بن أبي وقاص، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إن أعظم المسلمين جرما، من سأل عن شيء لم يحرم، فحرم من أجل مسألته»]۔[1]

ہم سے عبد اللہ بن یزید المقری نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا" سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھا جو حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کر دی گئی۔

ت- [حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ المكي، حدثنا حيوة بن شريح، حدثني يزيد بن عبد الله بن الهاد، عن محمد بن إبراهيم بن الحارث، عن بسر بن سعيد، عن أبي قيس، مولى عمرو بن العاص، عن عمرو بن العاص، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إذا حكم الحاكم فاجتهد ثم أصاب فله أجران، وإذا حكم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر»، قال: فحدثت بهذا الحديث أبا بكر بن عمرو بن حزم، فقال:

[1] صحيح البخاري ح7289.

هكذا حدثني أبو سلمة بن عبد الرحمن، عن أبي هريرة، وقال عبد العزيز بن المطلب، عن عبد الله بن أبي بكر، عن أبي سلمة، عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله]۔[1]

ہم سے **عبداللہ بن یزید مقری مکی** نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، انہوں نے مجھ سے یزید بن عبد اللہ بن الہاد نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم بن الحارث نے، ان سے بسر بن سعید نے، ان سے عمرو بن العاص کے مولیٰ ابو قیس نے، ان سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے اک ثواب ملتا ہے بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور عبد العزیز بن المطلب نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بیان فرمایا۔

❁ یہ چھ وہ واسطے تھے جن سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے صرف ایک واسطے سے شاگرد ہیں۔ اب ان واسطوں کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے جن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک سے زائد واسطے ہیں۔

---

[1] صحيح البخاري ح7352.

1. امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ← امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ[1] ← امام یحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ[2] ← محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[3]

2. امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ← امام یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ[4] ← امام ابراھیم بن موسی رحمۃ اللہ علیہ[5] ← محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[6]

3. امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ← امام هشیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ[7] ← امام عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ[8] ← محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[9]

---

[1] التاريخ الكبير 81/8، 2253، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 78، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 460/29.

[2] تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 886/4.

[3] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 426/3، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جناب عبد اللہ بن مبارک تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 312/30، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 896/5. سے بقول امام خطیب بغدادی براہ راست بھی روایات صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

[4] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 98، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 421/29.

[5] طبقات الحفاظ للسيوطي 199/1.

[6] **المرجع السابق.**

[7] التاريخ الكبير 81/8، 2253، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15.

[8] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 312/30، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 896/5.

[9] المرجع السابق.

4. امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ← امام عباد بن العوام رحمۃ اللہ علیہ[1] ← امام عباد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ[2] ← محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[3]

5. امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ← امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ[4] ← امام یحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ[5] ← محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[6]

6. امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ← امام عبد الرزاق بن ھمام رحمۃ اللہ علیہ[7] ← امام محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ[8] ← محمد بن اسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ۔[9]

---

[1] التاريخ الكبير 81/8، 2253، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 78.

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 176/14، 178، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 1153/5.

[3] المرجع السابق.

[4] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 96، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه للذهبي 20، عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان لمحمد بن يوسف الشامي 157.

[5] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 263/163، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 545/31.

[6] طبقات الحفاظ للسيوطي 188/1، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 546/31.

[7] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 80، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15.

[8] سيرأعلام النبلاء 556/5، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 936/5.

[9] طبقات الحفاظ للسيوطي 210/1، سيرأعلام النبلاء 556/5، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 936/5.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے عالی سند ثلاثیات کے (۵) راوت میں سے (۴) امام اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے شاگرد ہی ہیں۔[1]

نمبر	نام	کل مرویات
1	امام مکی بن ابراھیم بلخی رحمۃ اللہ علیہ	11
2	امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل شیبانی بصری رحمۃ اللہ علیہ	6
3	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ	3
4	امام خلاد بن یحیی رحمۃ اللہ علیہ[2]	1

خلاصہ کلام: یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں رئیس المحدثین بھی کہا جاتا ہے وہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کئی طرق سے شاگرد ہیں حتی کے امام بخاری کی اعلی طرین اسناد میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد شامل ہیں بہر حال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کئی ایک شیوخ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ ہیں کلام ہمارے ذکر کردہ نفوس میں منحصر نہیں یہ سب بطور مثال ذکر کئے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب

[1] ثلاثيات صحيح البخاري جامعها خير النظام الماليزي

[2] مناقب ابي حنيفة لمحمد بن محمد الكردري 219/2، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 260/8، سيرأعلام النبلاء 317/8، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 309/5.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداود، امام نسائی اور امام ابن ماجہ بھی امام اعظم کے شاگروں کے شاگرد ہیں اور ان میں سے تو بعض واسطوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات واسطہ ہے بایں طور کہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ ذکر ہوئے انہیں کے واسطے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے دیگر ائمہ ستہ نے احادیث روایت کیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی امام اعظم کے تلامذہ کے شاگرد ہیں تفصیل کچھ یوں ہے:

پہلا طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ [1] اور انکے شاگرد ہیں امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ [2] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری و مسلم اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم پھر امام بخاری و مسلم کے شاگرد ہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو داؤد کے شاگرد ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم۔ [3] امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ [4]

1. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15.
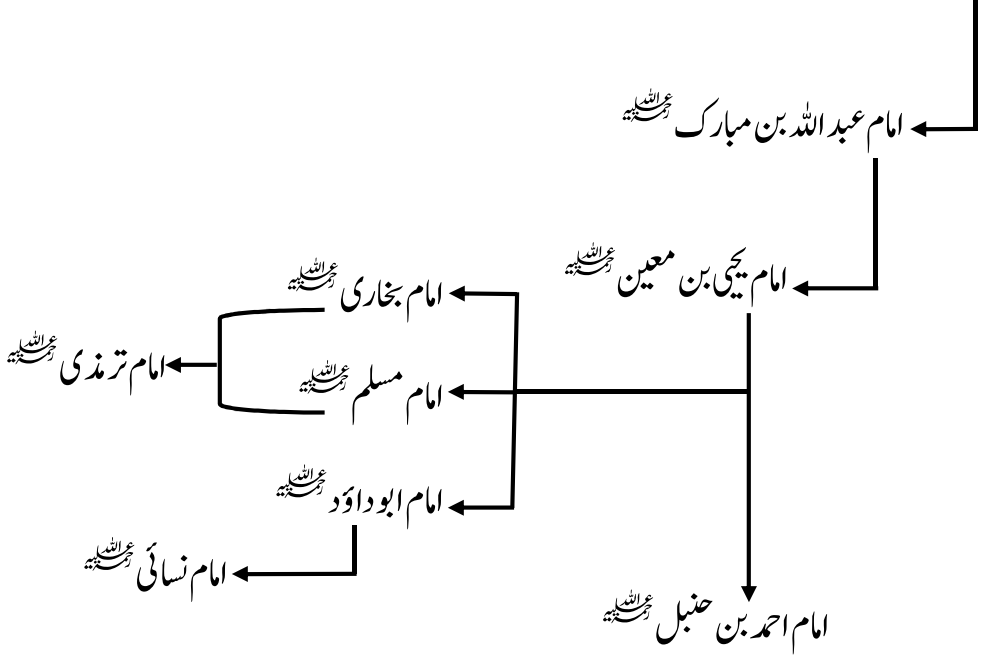
[2] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 263/16.

[3] المرجع السابق.

[4] المرجع السابق.

دوسرا طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور انکے شاگرد ہیں امام عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ پھر امام بخاری و مسلم کے شاگرد ہیں امام ترمذی اور امام ابو داؤد کے شاگرد ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم۔ امام عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔[2]
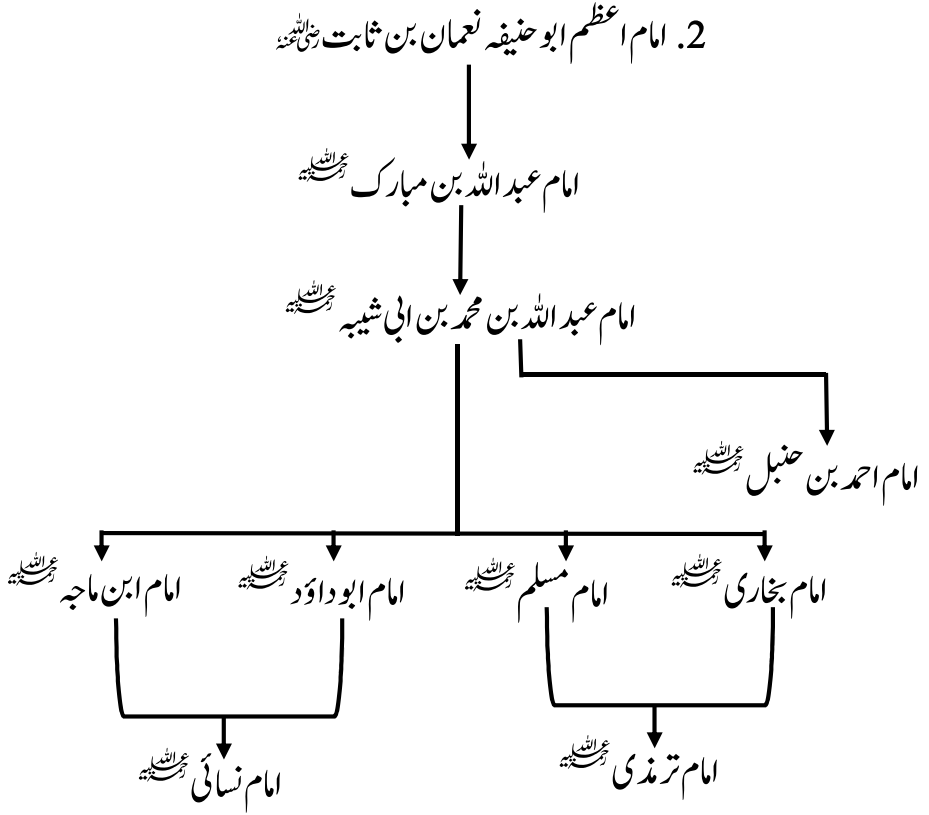
[1] تاریخ بغداد للخطیب البغدادي 318/11، 259، تاریخ الإسلام وَوَفیات المشاهیر وَالأعلام للذهبي 855/5.

[2] تاریخ بغداد للخطیب البغدادي259/11.

تیسرا طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام ابراہیم بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد[3] پھر امام بخاری و مسلم کے شاگرد ہیں امام ترمذی اور امام ابو داؤد کے شاگرد ہیں امام نسائی و امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم۔

3. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

امام یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ

امام ابراہیم بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

[1] تهذيب التهذيب 449/10، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 98.

[2] تهذيب التهذيب 170/1، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 219/2-

[3] تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 526/5، تهذيب التهذيب 171/1، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 220/2-

چوتھا طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام ہشیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم۔[3]

---

[1] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15، التاريخ الكبير 81/8.
[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 276/30، تاريخ الإسلام وَوفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 895/5.
[3] سيرأعلام النبلاء 406/11، تاريخ الإسلام وَوفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 895/5.

پانچواں طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام عباد بن عوام رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام عباد بن یعقوب اسدی رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم۔[3]
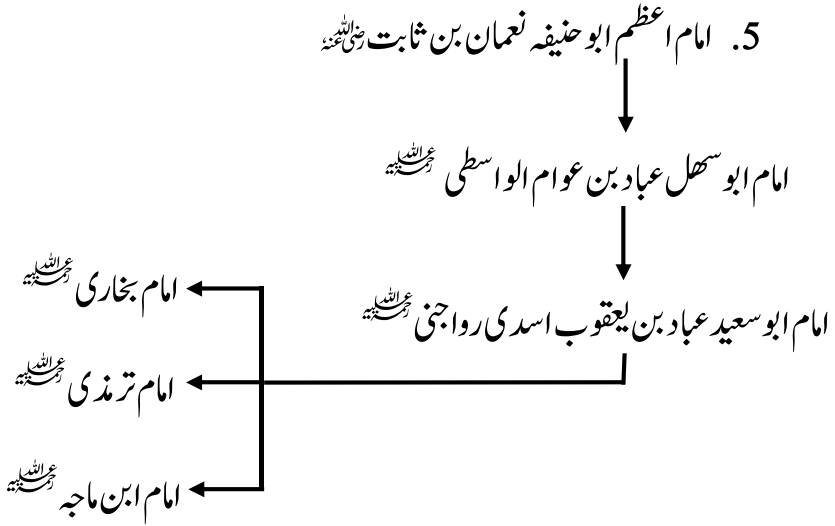
[1] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 78، سيرأعلام النبلاء 393/6.

[2] تهذيب التهذيب 99/5، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 142/14.

[3] الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد 863/2، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 176/14-177.

چھٹا طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں تمام ائمہ ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم۔[3]
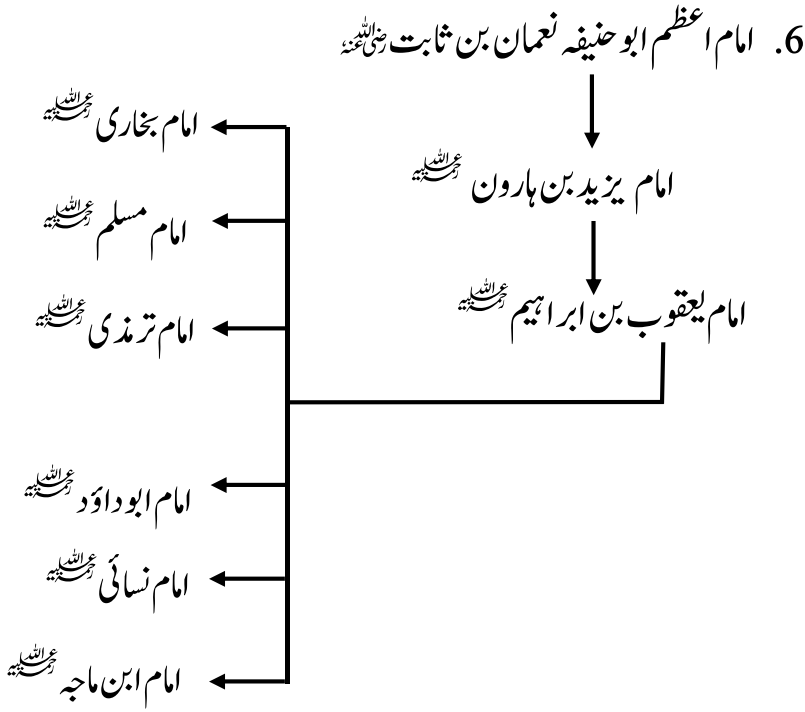
[1] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 98، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15.

[2] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 404/16، تهذيب التهذيب 381/11-

[3] المرجع السابق.

ساتھواں طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد پھر امام بخاری و مسلم کے شاگرد ہیں امام ترمذی[3] اور امام ابو داؤد کے شاگرد ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم[4]۔[5]
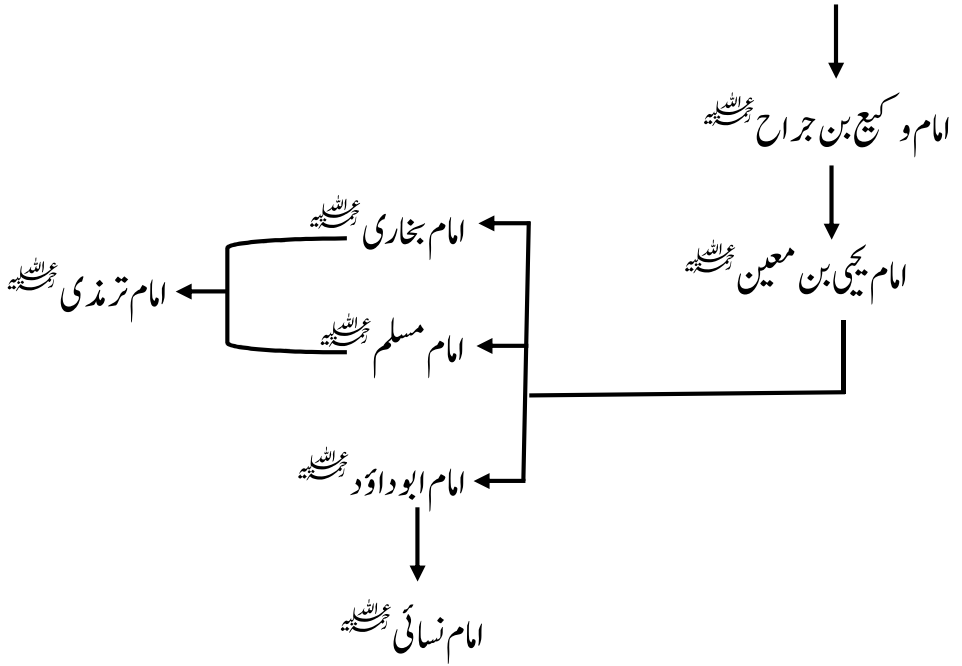
[1] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 96، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه للذهبي 20، عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان لمحمد بن يوسف الشامي 157.

[2] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 263/163، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 545/31.

[3] تهذيب التهذيب 47/9، 126/10.

[4] تهذيب التهذيب 170/4.

[5] طبقات الحفاظ للسيوطي 188/1، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 546/31.

آٹھواں طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد پھر امام بخاری و مسلم کے شاگرد ہیں امام ترمذی اور امام ابو داؤد کے شاگرد ہیں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم۔
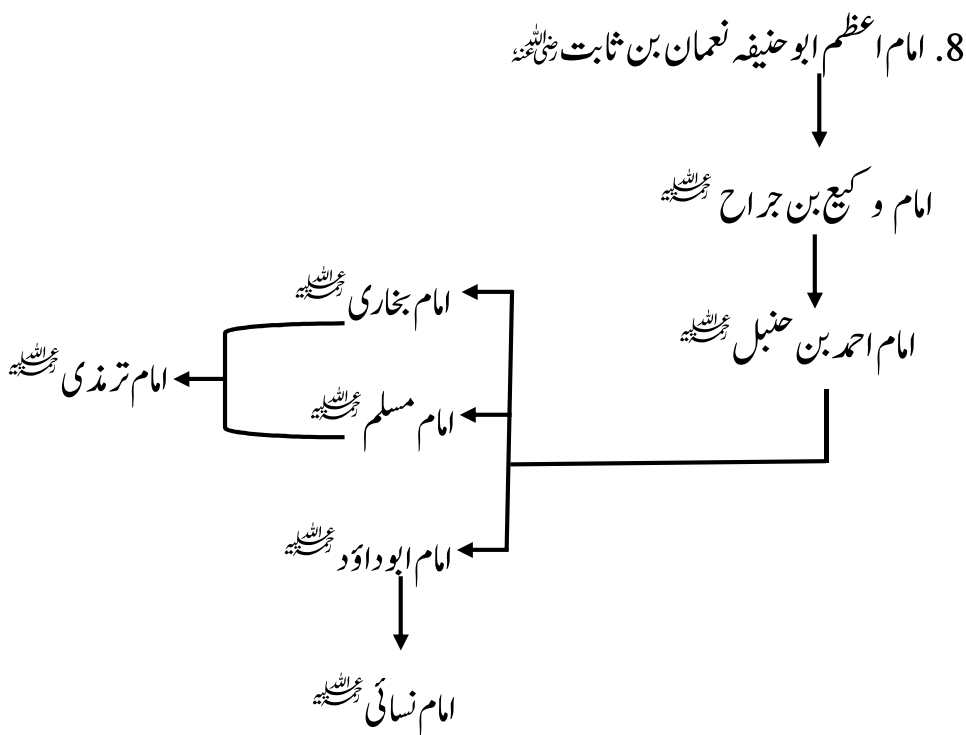
[1] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 96، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه للذهبي 20، عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان لمحمد بن يوسف الشامي 157.

[2] تهذيب التهذيب 124/11، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 647/15.

نواں طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام ابو موسی ہارون بن عبد اللہ بن مروان بزاز رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں امام مسلم، امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم۔[3]

امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جیسے ما قبل ہم بیان کر چکے۔

9. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ
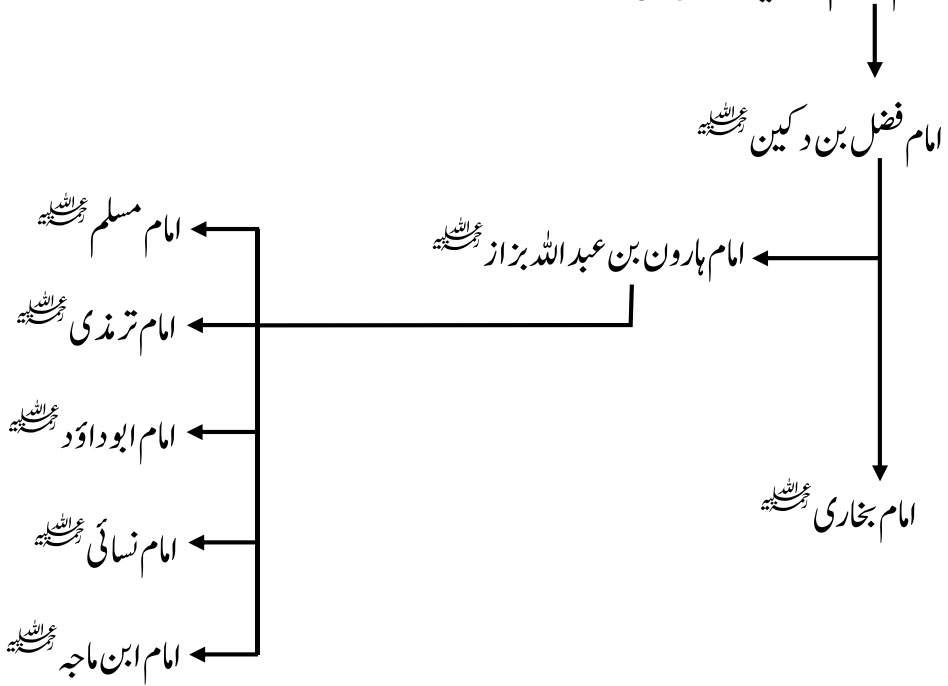
امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ

امام ہارون بن عبد اللہ بزاز رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

[1] سير أعلام النبلاء 393/6، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 86، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 421/29.

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 30/97-98، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 31/16.

[3] تذكرة الحفاظ للذهبي 49/2۔

دسواں طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام عبد الرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ[2] اور انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم۔[3]
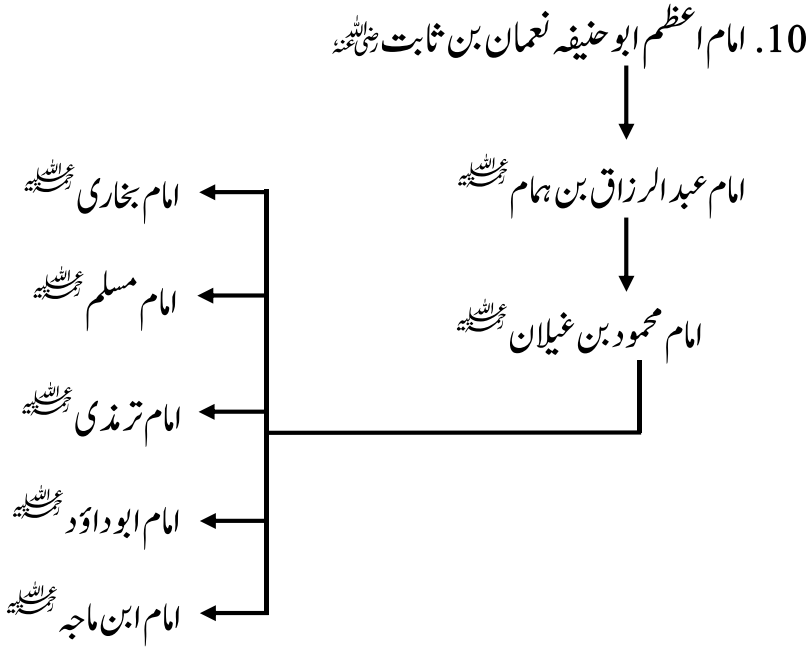
[1] تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 80، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15.

[2] سيرأعلام النبلاء 556/5، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 936/5.

[3] طبقات الحفاظ للسيوطي 210/1، سيرأعلام النبلاء 556/5، تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام للذهبي 936/5، [3] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 307/27.

گیارہواں طریق: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ[1] اور انکے شاگرد ہیں امام ابو موسی محمد بن مثنی رحمۃ اللہ علیہ[2] انکے شاگرد ہیں امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم۔[3]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بلاواسطہ بھی شاگرد ہیں جیسے ہم نے ماقبل ذکر کیا۔
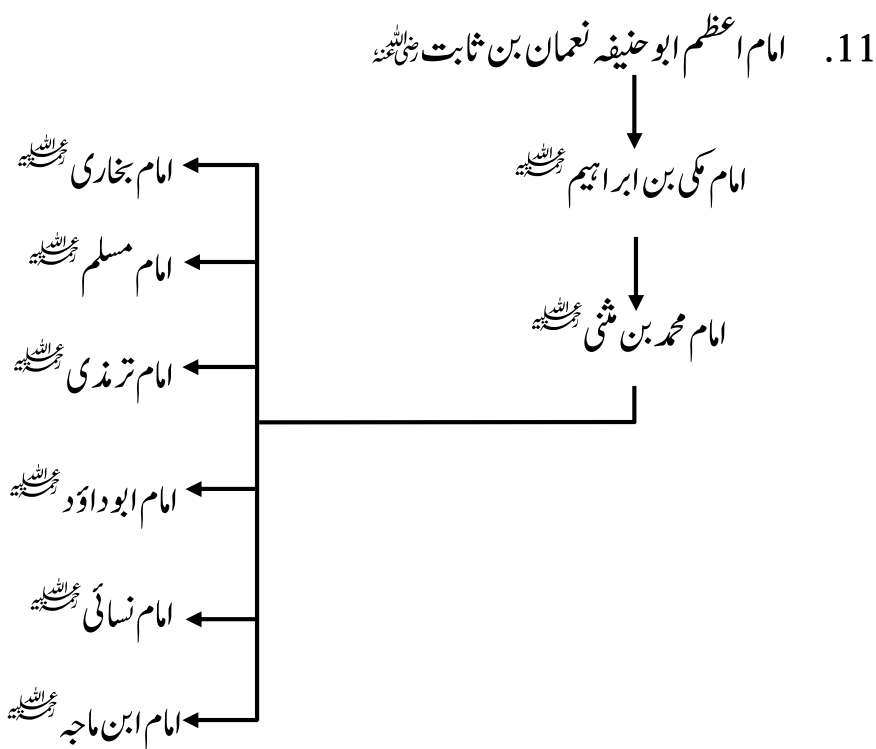
11. امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

↓

امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

↓

امام محمد بن مثنی رحمۃ اللہ علیہ

- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ
- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
- امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ
- امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ
- امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] سيرأعلام النبلاء 394/6، تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة لجلال الدين السيوطي 92، تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 421/29۔

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 361/26 و478/28، تهذيب التهذيب 426/9.

[3] تهذيب الكمال في أسماء الرجال للمزي 362/26و333/34، تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 458/4، تذكرة الحفاظ للذهبي73/2.

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ (۱۱) طرق سے ائمہ ستہ کے استاذ ہیں جن کی تفصیل ماقبل گزری اور ان میں سے بعض میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں فقط امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہی نہیں بلکہ بعض طرق سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں جس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہماری بحث ائمہ حدیث کے متعلق ہے اگرچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی فن حدیث میں ایک بہت اعلی مقام رکھتے ہیں لیکن آپ کی شہرت آپکی فقاہت کی وجہ سے زیادہ ہے اور جماعت معترضین اپنے اعتراضات میں آپ کو شامل نہیں کرتے۔

فصل دوم:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرویات اور آپ سے مرویات کے بیان میں مختصرا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سماعت حدیث فرمائی ساتھ ہی اپکے اپنے کئی اقوال ہیں جس میں صریح الفاظ کے ساتھ آپ اپنے معظم شیوخ کا ذکر کر رہے ہیں اورآپ کی آحادیث کی سند اکابر صحابہ و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سے جاملتی ہے۔

علم حدیث سیکھنے سے متعلق سوال اور اسکا جواب:

قال أبو حنيفة: دخلت على أبي جعفر أمير المؤمنين، فقال لي: يا أبا حنيفة عمن أخذت العلم؟ قال: قلت عن حماد، عن إبراهيم، عن عمر بن الخطاب، وعلي بن أبي طالب، وعبد الله بن مسعود، وعبد الله بن عباس، قال: فقال أبو جعفر: بخ، بخ، استوثقت ما شئت يا أبا حنيفة الطيبين الطاهرين المباركين، صلوات الله عليهم.[1]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں امیر المومنین ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیاتو آپ نے مجھ سے پوچھا! ابو حنیفہ آپ نے علم حدیث کس سے حاصل کیا؟ میں نے کہا کہ جناب حماد، جناب ابراہیم نخعی کے واسطے سے جناب عمر رضی اللہ عنہ، جناب علی بن طالب رضی اللہ عنہ، جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ یہ سن کر امیر المومنین ابو جعفر کہنے لگے: آپ نے ان پاک و مبارک ہستیوں سے جیسے چاہا ویسے اپنے علم میں پختگی، مضبوطی اور ثقاہت حاصل کر لی۔ **صلوات الله عليهم۔**

مسانید امام اعظم رضی اللہ عنہ

[1] تاريخ بغداد للخطيب البغدادي 444/15.

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے بیان سے فراغت کے بعد اب آپ کی مسانید کے بارے میں مختصر تحقیق ملاحظہ ہو:

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فن حدیث میں کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا تصنیف فرمائی آپ ہمیشہ مسائل فقہیہ کے استنباط و استخراج میں مشغول رہتے جب کبھی ضرورت ہوتی تو آپ نے جو اپنے شیوخ سے حدیث سماعت کی وہ ذکر کرتے آپ نے کبھی محدثین کی طرح مستقل طور پر روایت حدیث کی مجلس نہیں سجائی اسی وجہ سے آپکی روایات قلیل ہیں لیکن آپکا تعلق ان محدثین میں سے ہے جن کی روایات کثیر ہیں۔

جناب یحیی بن نصر سے مروی ہے آپ کہتے ہیں ایک روز میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا وہ کتب سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی یہ سب کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ سب آحادیث ہیں۔ میں بہت کم صرف وہ حدیث روایت کرتا ہوں جس سے فقہی طور پر نفع لیا جاسکے۔

آپ کے تلامذہ نے آپکی روایت کردہ آحادیث کو جمع کیا بعض نے ترتیب فقہی پر جمع کیا بعض نے حروف ہجائیہ کی ترتیب پر جمع کیا۔

مثلا: ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۰ھ نے آپکی مسند کو بہت احسن انداز میں جمع کیا اور اس میں احادیث کے طرق وغیرہ پر خوب جدوجہد کی اور وہ بہت بڑی مسند تیار ہوئی انکے بعد قاضی امام صدر الدین موسی بن زکریا حصکفی رحمۃ اللہ علیہ ۶۵۰ھ نے اس مسند کی کا اختصار کیا، پھر علامہ عابد سندھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵۷ھ نے اسے ابواب فقیہ کے طریقے سے ترتیب دیا(المواهب اللطيفة شرح مسند الإمام أبي حنيفة)۔

اپکی مسانید جو آپ سے مروی ہیں انہیں (۱۵) اشخاص نے روایت کیا ہے اور انہیں امام محمد بن محمد خوارزمی نے مکرر آحادیث کو حذف کرکے بہترین ترتیب دیا۔ جن (۱۵) اشخاص نے مسانید امام اعظم رضی اللہ عنہ روایت کی ہیں وہ یہ ہیں:

1. ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔
2. ابو قاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل المعروف بالنفار رحمۃ اللہ علیہ۔
3. ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ۔
4. ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ۔
5. ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ انصاری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔
6. ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ۔
7. حسن بن زیاد لوئلوئی رحمۃ اللہ علیہ۔
8. قاضی ابو حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ۔
9. ابو بکر احمد بن محمد بن خالد بن خلی کلاعی رحمۃ اللہ علیہ۔
10. ابو عبد اللہ حسین بن محمد خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ۔
11. ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد)۔
12. محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد)۔
13. حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے)۔
14. محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد، دوسری روایت)۔
15. ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی رحمۃ اللہ علیہ۔

مسند امام اعظم کی چند قابل مطالعہ شروحات:

1. شرح مسند امام اعظم شارح: نور الدین ملا علی بن سلطان محمد ہروی قاری۔
2. شرح مسند امام اعظم شارح: علامہ محمد حسن سنبلی ہندی۔

مسند امام اعظم سے چند احادیث:

تمہید: اسناد میں سے بہترین سند وہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے دور کے قریب ترین ہو اور یہ خصوصیت انسان کے درجات کے علو کا سبب بنتی ہے کیوں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے دور مبارک سے جتنا قریب ہو گا اسکی روح نبی کریم ﷺ کے نور مبارک سے اتنی منور ہو گی اور وہ اللہ کریم کے مقرب بندوں میں شمار ہو گا جیسا کے امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد اسلم طوسی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ: "قرب الإسناد قرب أو قربة إلى الله عز وجل" اسناد کا عھد نبوی کے قریب ہونا اللہ کریم کا مقرب ہونے کے مرادف ہے۔ پھر امام ابن صلاح اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: " لأن قرب الإسناد قرب إلى رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، والقرب إليه قرب إلى الله عز وجل"۔[1] کیوں کہ آحادیث کی اسناد کا قرب کا مطلب ہے نبی کریم ﷺ کے قریب ہونا، اور نبی کریم ﷺ کے قریب ہونے کا مطلب ہے اللہ کریم جل جلالہ کے قریب ہونا۔

سند سے متعلق چند اصطلاحات:

- سند کہتے ہیں: رجال کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچانے والا ہو۔[2]
- **مسند:** وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی مسند کو الگ انکے مراطب وطبقات کے اعتبار سے جمع کیا جائے اور انکی جمیع مرویات "صحیح ہوں یا ضعیف" کو نقل کرنے کا التزام کیا جائے۔

- **سند:** اسناد کی صفات کے اعتبار سے اقسام میں سے ۲ قسمیں:

---

[1] معرفة أنواع علوم الحديث، ويُعرف بمقدمة ابن الصلاح 257/1.

[2] مقدمة أصول الحديث لأستاذي العلامة المفتي محمد چمن زمان نجم القادري 3-13.

1. عالی: جناب رسول اللہ ﷺ تک واسطوں کا متصل اور قلیل ہونا یا ائمہ حدیث میں سے کسی تک، نسبتاً دوسری حدیث کی سند کے وہ ہی حدیث وارد ہو کثیر عدد کے ساتھ۔

2. نازل: جناب رسول اللہ ﷺ تک واسطوں کا متصل اور کثیر ہونا (یہ سند عالی کی ضد ہے)۔[1]

❖ وحدانی: جس میں مصنف بلاواسطہ صحابی رسول ﷺ سے روایت کرے۔

- **ثنائی:** وہ حدیث جس میں مصنف اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف (۲) راوی ہوں۔
- **ثلاثی:** وہ حدیث جس میں مصنف اور نبی کریم ﷺ کے درمیان (۳) راوی ہوں۔

ائمہ ستہ و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اسانید کے درمیان موازنہ:

امام ابو عبد اللہ حاکم نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ پہلی تقسیموں میں سے یہ تقسیم ہے اور آپ نے یہ عنوان باندھا ''معرفة عالي الإسناد'' اور فرمایا کہ سند عالی کو حاصل کرنا سنت صحیحہ ہے۔[2]

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **وَطَلَبُ الْعُلُوِّ سُنَّةٌ، وَمَنْ ... يُفَضِّلُ النُّزُولَ عَنْهُ مَا فَطَنْ.**[3]

سند عالی کو حاصل کرنا سنت ہے اور جو شخص نازل کو عالی پر فضیلت دے وہ علم حدیث میں ماہر نہیں۔

اس کی سنیت پر دلیل یہ ہے کے جناب ضمام بن ثعلبہ نے نبی کریم ﷺ کی حدیث سنی پھر آپ خود بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ نے دہن اقدس سے پھر وہ حدیث سماعت کی۔ تو اگر اس عمل میں کسی قسم کی کوئی قباحت ہوتی تو جناب رسول اللہ ﷺ منع فرما دیتے لیکن آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی جس کے سبب یہ عمل سنت بن گیا، جیسا کہ صحیح بخاری میں جناب انس بن مالک سے روایت ہے:

---

[1] امداد المغيث للدكتور لقمان الحكيم الأندونيسي 147، 155.

[2] معرفة علوم الحديث للحاكم 5.

[3] ألفية السيوطي في علم الحديث 195.

[حدثنا عبد الله بن يوسف، قال: حدثنا الليث، عن سعيد هو المقبري، عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر، أنه سمع أنس بن مالك، يقول: بينما نحن جلوس مع النبي ﷺ في المسجد، دخل رجل على جمل، فأناخه في المسجد ثم عقله، ثم قال لهم: أيكم محمد؟ والنبي ﷺ متكئ بين ظهرانيهم، فقلنا: هذا الرجل الأبيض المتكئ. فقال له الرجل: يا ابن عبد المطلب فقال له النبي ﷺ: «قد أجبتك». فقال الرجل للنبي ﷺ: إني سائلك فمشدد عليك في المسألة، فلا تجد علي في نفسك؟ فقال: «سل عما بدا لك» فقال: أسألك بربك ورب من قبلك، آلله أرسلك إلى الناس كلهم؟ فقال: «اللهم نعم». قال: أنشدك بالله، آلله أمرك أن نصلي الصلوات الخمس في اليوم والليلة؟ قال: «اللهم نعم». قال: أنشدك بالله، آلله أمرك أن نصوم هذا الشهر من السنة؟ قال: «اللهم نعم». قال: أنشدك بالله، آلله أمرك أن تأخذ هذه الصدقة من أغنيائنا فتقسمها على فقرائنا؟ فقال النبي ﷺ: «اللهم نعم». فقال الرجل: آمنت بما جئت به، وأنا رسول من ورائي من قومي، وأنا ضمام بن ثعلبة أخو بني سعد بن بكر]-[1]

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار ہم مسجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر پوچھنے لگا تم لوگوں میں محمد (ﷺ) کون سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا یہ سفید رنگ والے بزرگ ہیں جو تکیہ لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ تب وہ آپ سے مخاطب ہوا کہ اے عبد المطلب کے فرزند! آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہو میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔ وہ بولا میں آپ ﷺ سے کچھ دینی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں اور ذرا سختی سے بھی پوچھوں گا تو آپ اپنے دل میں برا نہ مانئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں جو تمہارا دل چاہے پوچھو۔ تب اس

[1] صحيح البخاري ح63.

نے کہا کہ میں آپ کو آپ کے رب اور اگلے لوگوں کے رب تبارک وتعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ نے دنیا کے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ! پھر اس نے کہا میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپ ﷺ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ! پھر کہنے لگا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اس مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ! پھر کہنے لگا میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہم میں سے جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیا کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ! تب وہ شخص کہنے لگا جو حکم آپ ﷺ اللہ کے پاس سے لائے ہیں، میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا جو یہاں نہیں آئے ہیں ان کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں، میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے، میں بنی سعد بن بکر کے خاندان سے ہوں۔

سند کا علو کے حصول کے لئے ہر محدث نے حتی الوسع کوشش کی حتی کے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا انسان صرف عالی سند کے حصول کے لئے سفر کر سکتا ہے ؟؟؟ آپ فرماتے ہیں:"بلى والله شديدا، لقد كان علقمة والأسود يبلغهما الحديث عن عمر رضي الله عنه، فلا يقنعهما حتى يخرجا إلى عمر فيسمعانه منه." هذان الإمامان الجليلان من أئمة التابعين يخرجان من العراق إلى المدينة مسيرة شهر لكي يسمعا من عمر حديثا بلغهما عنه.[1] ہاں واللہ کیوں نہیں امام علقمہ اور امام اسود رضی اللہ عنہما تک جناب عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے

---

[1] الرحلة في طلب الحديث للخطيب البغدادي 197.

ایک حدیث پہنچی تو آپ دونوں نے بلکل صبر کئے بغیر جناب عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سفر طے کیا پھر جناب عمر سے خود وہ حدیث سنی، وہ دو جلیل قدر امام ائمہ تابعین میں سے ہونے کا شرف رکھتے ہیں پورے مہینے کا سفر طے کر کے جا رہے ہیں عراق سے مدینہ منورہ تا کہ خود وہ حدیث سن سکیں جو ان تک جناب عمر کے واسطے سے پہنچی تھی۔

سند عالی اس قدر فضیلت والی کیوں ہے۔۔۔؟؟؟اسکی وجہ یہ ہے کہ روات جس قدر کم ہونگی اسقدر حدیث کی صحت میں شبہ کم ہو گا جس قدر روات زیادہ ہونگے اسقدر انکے احوال انکی سیرت وغیرہ پر نظر ساتھ ہی حدیث کے موضوع ہونے کا ڈر زیادہ ہو گا اس وجہ سے سند عالی کو سند نازل پر فضیلت دی گئی ہے۔

سند عالی جہاں جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعض شاگردوں کی خصوصیات میں سے ہے وہیں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہ خصوصیت و شرف حاصل ہے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طلب حدیث خصوصا سند عالی کے حصول کا اندازہ اپکی مسند میں موجود وحدانیات و ثنائیات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی مسند میں عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکی مثل اسانید کثرت سے دیکھنے کو ملتیں ہیں۔اور صرف یہ ہی نہیں اگر سند عالی کی قسم علو نسبی کو دیکھیں کہ ائمہ حدیث میں سے کسی امام کے قرب، ائمہ حدیث میں سے کسی امام کے قریب ہونا اگرچہ اس امام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک رجال کثیر ہی کیوں نہ ہوں۔اسی وجہ سے صحاح ستہ کی آحادیث کی اسناد فن حدیث میں اعلیٰ ترین مقام رکھنے والے چھ اماموں کے گرد گھومتی نظر آتیں ہیں:

1. امام زھری رضی اللہ عنہ
2. امام عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ

3. امام قتادہ رضی اللہ عنہ

4. امام یحیی بن کثیر رضی اللہ عنہ

5. امام ابو اسحاق رضی اللہ عنہ

6. امام اعمش رضی اللہ عنہ

اور امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ان تمام محدثین سے آحادیث سے روایت فرمائیں یہ ان تمام کا شمار امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔اور صحاح ستہ کے تمام اماموں نے ان سے احادیث روایت فرمائیں ۔جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کے امام اعظم نے صرف کبار تابعین سے آحادیث روایت نہیں فرمائی بلکہ صحابہ سے بھی آحادیث روایت فرمائیں۔ تو پھر جنکے اساتذہ کا درجہ اس قدر بلند و بالا ہوں انکے فن حدیث میں مقام و درجہ میں شک کرنا ناانصافی اور بغض و عناد کے سوا کچھ نہیں۔ جیسا کہ ہم نے ماقبل خلیفہ جعفر منصور رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا۔

ائمہ ستہ و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اسانید کے درمیان موازنہ:

ائمہ ستہ میں سے امام بخاری، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم اور امام احمد بن حنبل ، امام عبد بن حمید، امام دارمی، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہم کی کتب حدیث میں سب سے عالی سند ثلاثی ہے جبکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں ثنائیات بھی موجود ہیں۔ جبکہ امام مسلم، امام ابو داؤد، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہم کی کتب میں ثلاثیات بھی نہیں۔رہی بات امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسند کی تو اس میں ثلاثیات، ثنائیات تو موجود ہیں ہی ساتھ ساتھ وحدانیات بھی موجود ہیں یعنی امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بلاواسطہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے۔

تفصیل:

❖ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ:

آپ کی جامع میں (۲۲) ثلاثیات موجود ہیں جس کے روات کی تفسیل ماقبل گزر چکی آپ کی ثلاثیات کو خیر النظام بن مت حسین بن یوسف مالیزی نے " ثلاثیات صحیح البخاری" نام کے راسلہ میں جمع کیا ہے۔

۞ امام مالک رحمہ اللہ علیہ:

آپ کی موطأمیں تقریبا(۱۵۳) ثنائیات موجود ہیں جنہیں محفوظ الرحمن فیضی صاحب نے "ثنائیات موطأالامام مالک" نام کی کتاب میں جمع کیا ہے۔ آپ کی موطأمیں ثلاثیات کی خوب کثرت ہے لیکن غالبا انہیں ابھی تک کسی شخص نے جمع نہیں کیا۔

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ:

آپ کی جامع میں صرف ایک ثلاثی حدیث موجود ہے(حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ الكُوفِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَاكِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِينِهِ كَالقَابِضِ عَلَى الجَمْرِ.)[1].

۞ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ علیہ:

آپ کی سنن میں (۵) ثلاثیات موجود ہیں اور سب (جبارة بن المغلس عن كثير بن سليم عن أنس بن مالك) طریق سے مروی ہیں۔ لیکن امام بخاری جبارہ بن مغلس کے لیے فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث مضطرب ہے اور یہ موضوع احادیث بھی روایت کیا کرتے تھے جیسے امام احمد اور ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں کے انکے شیخ "کثیر" بھی ضعیف ہیں امام مدینی رحمہ اللہ علیہ نے انکی تضعیف کی۔

---

[1] سنن الترمذی 2260.

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی مسند میں (۳۳۱) ثلاثیات موجود ہیں جن کی جناب محمد بن احمد بن سالم سفارینی حنبلی نے "شرح ثلاثيات مسند الإمام أحمد" کے نام سے نے مستقل شرح کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی مسند میں (۵۱) ثلاثیات موجود ہیں۔

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی سنن میں (۱۵) ثلاثیات موجود ہیں جنہیں قاسم بن محمد قاسم ضاھر نے مستقل جمع کیا ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی معاجم میں (۳) ثلاثیات موجود ہیں لیکن تمام ضعیف ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ :

آپ کی مسند میں (۸) وحدانیات بعض نے (۱۲) وحدانیات شمار کیں ہیں اور (۲۰۰) [1] ثنائیات ہیں یعنی ائمہ حدیث میں سے صرف آپ اور امام مالک کے پاس دیگر کی نسبت سند عالی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کے آپ دونوں ہستیوں کا دور دیگر ائمہ کی نسبت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے زیادہ قریب ہے۔

وحدانیات امام اعظم رضی اللہ عنہ

1. وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَحَجَجْتُ مَعَ أَبِي سَنَةَ سِتٍّ وَتِسْعِينَ، وَأَنَا ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً، فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَرَأَيْتُ حَلَقَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي: حَلَقَةُ مَنْ هَذِهِ؟ فَقَالَ: حَلَقَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَرْثِ بْنِ جَزْءٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

[1] ایک قول کے مطابق۔

فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ مَهَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ»[1]

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میری پیدائش ۸۰ ھجری میں ہوئی میں نے ۹۲ھ میں جبکہ میری عمر ۱۲ سال تھی اپنے والد ماجد کے ساتھ حج کیا جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو وہاں ایک بہت بڑا حلقہ دیکھا، میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا یہ کس کا حلقہ ہے؟؟ انہوں نے بتایا کے یہ صحابی رسول ﷺ جناب عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کا حلقہ ہے۔ چناچہ میں اگے بڑھا اور انکے حلقہ میں شامل ہو گیا میں نے انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کریم کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے لئے چل پڑتا ہے اللہ کریم اسکے کاموں میں اسکی کفایت فرماتا ہے اور اسے ایسی جگہوں سے رزق عنایت فرماتا ہے جہاں اسکا وہم وگمان بھی نہ گیا ہو۔

2. قال: سمعت عبد الله بن أبي أوفى، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: «من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة بنى الله له بيتا في الجنة»[2]

امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: جو شخص مسجد کی تعمیر میں حصہ لے اگرچہ تیتر پرندہ کے گھونسلے کے برابر ہی اللہ کریم اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

3. قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ عَجْرَدٍ، تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَكْثَرُ جُنْدِ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ، لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ»[3]

---

[1] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب العلم 3-

[2] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الصلاة 13، سنن ابن ماحه 738، صحيح البخاري مثله 450. وغيرهم

[3] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الأطعمة والأشربة 9، سنن ابن ماحه 3219، سنن ابي داود 3813.

امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کریم کا سب سے بڑا لشکر زمین میں ٹڈی دل ہے، نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں۔

4. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا رُزِقْتُ وَلَدًا قَطُّ وَلَا وُلِدَ لِي، قَالَ: " فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ كَثْرَةِ الِاسْتِغْفَارِ، وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ تُرْزَقُ بِهَا، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يُكْثِرُ الصَّدَقَةَ وَيُكْثِرُ الِاسْتِغْفَارَ، قَالَ جَابِرٌ: فَوُلِدَ لَهُ تِسْعَةُ ذُكُورٍ "[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے یہاں ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تم کثرت استغفار اور کثرت صدقہ سے کہاں غفلت میں رہے؟ اس کی برکت سے تمہیں اولاد نصیب ہو گی اس آدمی نے کثرت سے صدقہ دینا اور استغفار کرنا شروع کر دیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس کی برکت سے اس کے یہاں نو لڑکے پیدا ہوئے۔

5. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ»[2]

امام اعظم ابو حنیفہ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: نیکی کی راہنمائی کرنے والا بھی ایسے ہی ہے جیسے نیکی کرنے والا۔

6. عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ»[3]

---

[1] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الطب 12.

[2] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الأدب 22، سنن الترمذی 2670 مسند أحمد 21771.وغيرهم

[3] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الأدب 29.

امام اعظم ابو حنیفہ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ: اللہ کریم مظلوموں کی مدد کرنے کو پسند فرماتا ہے۔

7. قَالَ: وُلِدْتُ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَقَدِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُنَيْسٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكُوفَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ، وَرَأَيْتُهُ، وَسَمِعْتُ مِنْهُ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ»[1]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور حضرت عبد اللہ بن انیس جو صحابی رسول ﷺ ہیں ۹۴ھ میں کوفہ تشریف لائے تھے میں نے ان کی زیارت بھی کی ہے اور ان سے حدیث کی سماعت بھی کی ہے اس وقت میری عمر چودہ سال تھی وہ فرماتے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی چیز کی محبت تمہیں اندھا بہرا کر سکتی ہے۔

8. قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لَا تُظْهِرَنَّ شَمَاتَةً لِأَخِيكَ فَيُعَافِيَهُ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ»[2]

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: کہ اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کبھی مت کرنا، ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عافیت دے دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔

ثنائیات امام اعظم رضی اللہ عنہ

اختصار کے پیش نظر صرف (۱۰) ملاحظہ ہوں:

[1] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الادب 31، سنن ابي داود 5130، مسند أحمد 22036.

[2] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الادب 32، سنن الترمذي 2506.

1. عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْبِرُّ لَا يَبْلَى، وَالْإِثْمُ لَا يُنْسَى»[1]۔

جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ نیکی ضائع نہیں ہوتی اور گناہ بھلایا نہیں جاتا۔

2. عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اخْضِبُوا شَعْرَكُمْ بِالْحِنَّاءِ، وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ».[2]

جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بالوں کو مہندی سے رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

3. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ، قِيلَ: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يُطِيقُ "[3]

جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ مومن کے لئے یہ روا نہیں کے وہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ آپ سے عرض کی گئی کہ نفس کو کیسے ذلیل کریگا؟؟ آپ ﷺ نے فرمایا یوں کہ اپنے نفس کو ایسی مصیبت میں ڈال دے جس کی برداشت کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو۔

---

[1] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الادب 17، مصنف عبد الرزاق الصنعانی 20262، الزهد للإمام أحمد ص177، الأسماء والصفات للبيهقي 132، كنز العمال 43672.

[2] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب اللباس و الزينة 5، التمهيد لابن عبد البر 76/6، الكامل لابن عدي 614/2-

[3] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الطب 11، سنن الترمذی 2254(لِمَا لاَ يُطِيقُ)، مصنف عبد الرزاق الصنعانی 20721.

4. عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ» [1]

جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فرقہ قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اور وہ دجال کے ساتھی ہیں۔

5. عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْقَدَرِيَّةَ، مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلِي إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ مِنْهُمْ وَلَعَنَهُمْ» [2]

جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کریم نے قدریوں پر لعنت کی اور مجھ سے پہلے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا گیا جس نے اپنی قوم کو قدریوں سے نہ ڈرایا ہو اور ان پر لعنت نہ بھیجی ہو۔

6. عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «جُعِلَ الشِّفَاءُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ وَالْحِجَامَةِ وَالْعَسَلِ وَمَاءِ السَّمَاءِ» [3]

جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کلونجی، حجامہ، شہد اور آسمان (بارش) کے پانی میں شفا رکھی گئی ہے۔

7. عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «لَا يَجْهَرُونَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ» [4]

---

[1] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الإيمان 21، تاريخ الكبير 341/2، مجمع الزوائد 205/7، سنن ابي داود 4691(الْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ: إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ ").

[2] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الإيمان 19،

[3] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الطب 7،

[4] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الصلاة 21، صحيح البخاري 743. وغيره

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نماز میں اونچی اواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔

8. عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " يَدْخُلُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ النَّارَ بِسَبَبِ ذُنُوبِهِمْ، فَيَقُولُ لَهُمُ الْمُشْرِكُونَ: مَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِيمَانُكُمْ، وَنَحْنُ وَأَنْتُمْ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ نُعَذَّبُ، فَيَغْضَبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ، فَيَأْمُرُ أَنْ لَا يَبْقَى فِي النَّارِ أَحَدٌ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَيَخْرُجُونَ وَقَدِ احْتَرَقُوا حَتَّى صَارُوا كَالْحِمَمَةِ السَّوْدَاءِ، إِلَّا وُجُوهَهُمْ، فَإِنَّهُ لَا تَزْرَقُّ أَعْيُنُهُمْ، وَلَا تَسْوَدُّ وُجُوهُهُمْ، فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهْرًا عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَغْتَسِلُونَ فِيهِ، فَتَذْهَبُ كُلُّ فِتْنَةٍ وَأَذًى، ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلَكُ: {طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ}[1]، فَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: ثُمَّ يَدْعُونَ، فَيَذْهَبُ عَنْهُمْ ذَلِكَ الِاسْمُ، فَلَا يُدْعَوْنَ أَبَدًا، فَإِذَا خَرَجُوا، قَالَ الْكُفَّارُ: يَا لَيْتَنَا كُنَّا مُسْلِمِينَ، فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ}[2] "[3]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اہل ایمان کی ایک جماعت اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں داخل ہو گی تو مشرکین ان سے کہیں گے کہ تمہیں تمہارے ایمان نے کیا فائدہ دیا؟ ہم اور تم اکٹھے ایک ہی جگہ عذاب میں مبتلا ہیں یہ سن کر اللہ کریم جلال میں آئے گا اور وہ حکم دے گا کہ لا الہ الا اللہ کہنے والا ایک شخص بھی جہنم میں باقی نہ رہے چنانچہ انہیں نکال لیا جائے گا لیکن اس وقت تک چہرے کے علاوہ ان کا سارا جسم جل کر سیاہ کوئلے کی طرح ہو چکا ہو گا

---

[1] الزمر: 73

[2] الحجر 2.

[3] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الإيمان 26.

البتہ ان کی آنکھیں نیلی نہ ہوئی ہوں گی اور نہ ہی ان کے چہرے سیاہ ہوں گے پھر انہیں جنت کے دروازے پر بہتی ہوئی ایک نہر کے پاس لایا جائے گا وہ اس میں غسل کریں گے اور ان سے ہر تکلیف اور داغ دھبہ دور ہو جائے گا۔اس کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور ایک فرشتہ ان کا استقبال کرتے ہوئے کہے گا کہ تم خوب رہے اب ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ جنت میں ان لوگوں کو جہنمی کے نام سے پکارا جائے گا کچھ عرصہ بعد وہ اللہ سے دعاکریں گے اور یہ نام بھی ان سے دور کردیاجائے گا اور اس کے بعد انہیں کبھی اس نام سے نہیں پکارا جائے گا جس وقت یہ لوگ جہنم سے نکلنے لگیں گے اس وقت کفار تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے ۔اللہ کریم کے اس قول سے یہ ہی مراد ہے({رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ})۔

9. عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا» ، وَفِي رِوَايَةٍ: «الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ يَدًا بِيَدٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ كَيْلًا بِكَيْلٍ يَدًا بِيَدٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ كَيْلًا بِكَيْلٍ، وَالْفَضْلُ رِبًا»[1]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سونا سونے کے بدلے برابر برابر بیچو کمی بیشی سود ہو گی، چاندی کو چاندی کے بدلے برابر وزن کے ساتھ بیچو کمی بیشی سود ہو گی، کھجور کو کھجور کے بدلے برابر بیچو کمی بیشی سود ہو گی، جو کو جو کے بدلے برابر برابر بیچو کمی بیشی سود ہو گی، نمک کو نمک کے بدلے برابر برابر بیچو کمی بیشی سود ہو گی۔

[1] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب البيوع 6، صحيح مسلم 4089، سنى النسائي 4585.

10. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَخْتَلِفُونَ إِلَى الْقُبُورِ، فَيَضَعُونَ بُطُونَهُمْ عَلَيْهِ، وَيَقُولُونَ: وَدِدْنَا لَوْ كُنَّا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَكُونُ؟ قَالَ: لِشِدَّةِ الزَّمَانِ وَكَثْرَةِ الْبَلَايَا وَالْفِتَنِ "[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانا ایسا بھی ائے گا کہ وہ قبروں پر آکر اپنے جسموں کو رگڑیں گے اور کہیں گے کہ کاش اس قبر والے کی جگہ ہم ہوتے۔ کسی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں؟؟؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شدت زمانہ اور کثرت مصائب وفتن کی وجہ سے۔

اسنادِ ثنائیاتِ امام اعظم رضی اللہ عنہ

[1] مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي كتاب الفتن 3،

یہ وہ (۱۲) طرق ہیں جن سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تمام تر ثنائیات مروی ہیں۔

نمبر شمار	صاحب مسند	پہلے راوی	دوسرے راوی	سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم
1	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن ابی الزبیر	عن جابر رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
2	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن نافع	عن ابن عمر رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
3	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن عبد اللہ بن ابی حبیبہ	عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
4	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن عبد الرحمن	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
5	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن عطیہ	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
6	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن شداد بن عبد الرحمن	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
7	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن عطاء	عن ابی سعید رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
8	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن عاصم	عن رجل من اصحابہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
9	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن عون	عن رجل من اصحابہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
10	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن محمد بن عبد الرحمن	عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
11	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن مسلم الاعور	عن انس رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
12	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	عن محمد بن قیس	عن ابی عامر رضی اللہ عنہ	عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مسند امام اعظم کے ابواب اور تعداد احادیث کا مختصر تعارت

نمبر شمار	نامِ کتاب	تعداد حدیث
1.	كتاب الإيمان	29
2.	كتاب العلم	11
3.	كتاب الطهارات	38
4.	كتاب الصلاة	117
5.	كتاب الزكاة	3
6.	كتاب الصوم	22
7.	كتاب الحج	37
8.	كتاب النكاح	25
9.	كتاب الاستبراء	1
10.	كتاب الرضاع	2
11.	كتاب الطلاق	15
12.	كتاب النفقات	2
13.	كتاب التدبير والولاء	3
14.	كتاب الأيمان	7
15.	كتاب الحدود	6
16.	كتاب الجهاد والسير	7
17.	كتاب البيوع	22
18.	كتاب الرهن	1
19.	كتاب الشفعة	3
20.	كتاب المزارعة	2
21.	الفضائل والشمائل	31
22.	فضل أمته ﷺ	6
23.	الأطعمة والأشربة والشرب والضحايا والصيد والذبائح	35
24.	كتاب اللباس والزينة	8
25.	الطب وفضل المرض والرقى والدعوات	14

.26	كتاب الأدب	32
.27	كتاب الرقاق	3
.28	كتاب الجنايات	3
.29	كتاب الأحكام	10
.30	كتاب الفتن	3

.31	كتاب التفسير	15
.32	الوصايا والفرائض	6
.33	القيامة وصفة الجنة	2

کل تعداد (۵۰۱) یہ مکمل تفصیل مسند امام اعظم براویت حصکفی مطبع الآداب مصر کے مطابق ہے طبع کے فرق سے آحادیث کی تعداد میں کمی بیشی ہونا ممکن ہے۔

مسند امام اعظم میں روات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء

1. سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔
2. سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔
3. سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔
4. سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ۔
5. سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔
6. جناب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔
7. جناب اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ۔
8. جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔
9. جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔
10. جناب بریدہ بن حصیب اسملی رضی اللہ عنہ۔
11. جناب ثوبان رضی اللہ عنہ۔
12. جناب جابر بن ثمرہ رضی اللہ عنہ۔
13. جناب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔
14. جناب جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔

15. جناب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔
16. جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ۔
17. جناب خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ۔
18. جناب رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ۔
19. جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔
20. جناب سبرہ بن معبد جھنی رضی اللہ عنہ۔
21. جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔
22. جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔
23. جناب سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔
24. جناب طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ۔
25. جناب عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ۔
26. جناب عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ۔
27. جناب عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ۔
28. جناب عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ۔
29. جناب عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ۔
30. جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔
31. جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔
32. جناب عبد بن مسعود رضی اللہ عنہ۔
33. جناب عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ۔
34. جناب عبد الرحمن رضی اللہ عنہ۔
35. جناب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ۔
36. جناب عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ۔
37. جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔
38. جناب قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ۔
39. جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ۔
40. جناب نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔
41. جناب واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ۔
42. جناب وائل بن حجر رضی اللہ عنہ۔
43. جناب ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔
44. جناب ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ۔
45. جناب ابو بکرہ رضی اللہ عنہ۔
46. جناب ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ۔
47. جناب ابو درداء رضی اللہ عنہ۔
48. جناب ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ۔
49. جناب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔
50. جناب ابو عامر ثقفی رضی اللہ عنہ۔

51. جناب ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ۔

52. جناب ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ۔

53. جناب ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ۔

54. جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

55. حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا۔

56. حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔

57. حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا۔

58. حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا۔

59. حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا۔

60. سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا۔

یہ (٦٠) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن سے مسند امام اعظم میں احادیث مروی ہیں اس فہرست میں واضح ہے کے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا سلسلہ سند خلفاء اربعہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم تک جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے مسند امام اعظم کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

باب دوم

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے بیان میں۔

فصل اول: اکابر علماء حدیث کی امام اعظم رضی اللہ عنہ سے متعلق توثیق وامامت اور آپ بحیثیت مجرح ومعدل کے بیان میں۔

فصل دوم: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جرح وقدح کرنے والوں کے رد میں۔

باب دوم

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے بیان میں

فصل اول

اکابر علماء حدیث نے صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کی توثیق ہی نہیں فرمائی بلکہ آپ کو فن حدیث کا امام تسلیم کیا اور آپ کا تعلق آپ کے دور کے ان چند اشخاص سے قرار دیا جو روات کی توثیق و تضعیف کیا کرتے تھے۔

نوٹ: یہ فصل (۳) امور پر مشتمل ہے۔

- **امر اول:**

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فن حدیث میں توثیق اکابر محدثین نے فرمائی اور آپ کی شان میں طعن و تشنیع کرنے والے کو بے راہ روی کا شکار کہا۔

- **خاتم الحفاظ امیر لمومنین فی الحدیث امام ائمہ الحدیث شہاب الدین امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ ھ** اپنی کتاب "**تھذیب التھذیب**" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے سند المحدثین امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کرتے ہیں: **كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ۔**

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ ثقہ تھے آپ صرف وہ ہی حدیث اگے روایت کرتے جو آپ نے یاد کی ہوتی اور وہ کبھی روایت نہ فرماتے جسے آپ نے یاد نہ کیا ہو۔

پھر آگے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہی کا قول دوبارہ ذکر کرتے ہیں: **كان أبو حنيفة ثقة في الحديث۔** [1] امام ابو حنیفہ فن حدیث میں ثقہ تھے۔

اس پورے ترجمہ میں امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم کی صرف ثقاہت کو بیان فرمایا ہے آپ پر کی جانے والی کسی قسم کی طعن و تشنیع کو ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے واضح ہے کے امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام اعظم ثقہ ہیں نہ کہ جیسا آپ کے بعد کچھ شریر صفت اپنے آپ کو محدثین کی فہرست میں شمار کرنے کی لالچ میں آکر اپنی خواہشات کے مطابق اہل سنت کے اکابر پر زبان درازی کرنے والوں نے گمان کیا۔ جس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ فصل دوم میں ذکر کی جائے گی۔

- **امام عظیم الشان ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد نمری قرطبی متوفی ۴۶۳ ھ**

جن کا تعلق کبار حفاظ محدثین، مورخین سے ہے اپنے کئی کتب تصنیف فرمائی جس میں سے اکثر فن حدیث میں ہیں آپ اپنی کتاب "**الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم**" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے لکھتے ہیں: **حدثنا إسحاق بن أحمد الحلبي قال نا سليمان بن سيف قال نا عبد الصمد بن عبد الوارث قال كنا عند شعبة بن الحجاج فقيل له مات أبو حنيفة فقال شعبة لقد ذهب معه فقه الكوفة تفضل الله علينا وعليه برحمته قال ونا أحمد بن الحسن الحافظ قال نا عبد الله بن أحمد بن إبراهيم الدورقي قال سئل يحيى بن معين وأنا أسمع عن أبي حنيفة فقال ثقة ما سمعت أحدا ضعفه۔** [2]

ہمیں اسحاق بن احمد حلبی نے بتایا کہ انہیں سلیمان بن یوسف نے اور انہیں عبد الصمد بن عبد الوارث نے بتا کہ ہم جناب شعبہ بن حجاج کے پاس تھے تو انہیں بتایا گیا کہ جناب ابو حنیفہ انتقال فرما گئے ہیں، تو

---

[1] تهذيب التهذيب 10/449-450.

[2] الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء ص127.

جناب شعبہ کہنے لگے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پورے کوفہ کی فقہ بھی چلی گئی اللہ کریم نے ہم پر اور ان پر اپنی رحمت سے خاص فضل فرمایا۔ اور ہمیں بتایا احمد بن الحسن حافظ اور انہیں عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی نے بتایا کہ جناب یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے جناب ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا اور میں وہاں یہ بات سن رہا تھا جناب یحیی بن معین فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ثقہ ہیں اور میں نے کسی محدث کو انکی تضعیف کرتے نہیں سنا۔

- **مشہور ومعروف شخصیت اہل سنت کے درمیان مختلف فیہ علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ ھ** اپنی کتاب "**منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية**" میں امام اعظم سے متعلق کئی بار تعریفی جملے تحریر کئے ایک مقام پر شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی تقدیم کی بحث لکھتے ہوئے کہتے ہیں: **فلا ريب أن كل من له في الأمة لسان صدق من علمائها وعبادها متفقون على تقديم أبي بكر وعمر**۔ اس میں کوئی شک نہیں اس امت کے علماء متقی پرہیز گار لوگوں میں جن کے پاس حق وسچ کہنے کی طاقت ہے وہ جناب ابو بکر اور جناب عمر رضی اللہ عنہما کی باقی تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تقدیم کے قائل ہیں پھر کہتے ہیں: **كما هو قول مالك وأصحابه، وأبي حنيفة وأصحابه**۔[1] جیسا کے امام مالک اور انکے تلامذہ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ اور انکے تلامذہ کا بھی یہ قول ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ علامہ ابن تیمیہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ اور آپ کے تلامذہ کو اس امت کے سچے لوگوں میں شمار کیا ہے جو کہ توثیق ہی کی ایک قسم ہے۔ اور انکے اس قول کا خلاصہ یوں ذکر کیا جا سکتا ہے: **أن أبا حنيفة وأصحابه ممن له في الأمة لسان صدق من علمائها.**

[1] منهاج السنة النبوية 286/7.

• شیخ الاسلام قدوۃ الائمہ امام ابو اسحاق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۷۶ ھ اپنی کتاب ''اللمع في أصول الفقه'' کے ''باب القول في الجرح والتعديل'' میں فرماتے ہیں: أن الراوي لا يخلو إما أن يكون معلوم العدالة أو معلوم الفسق أو مجهول الحال، فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة رضی اللہ عنہم أو أفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبي والنخعي وأجلاء الأئمة كمالك وسفيان وأبي حنيفة والشافعي وأحمد وإسحاق ومن يجري مجراهم وجب قبول خبره ولم يجب البحث عن عدالته۔[1]

راوی حدیث (۳) حال سے خالی نہیں ہو گا (اسکی تین حالتیں ہیں) یا تو اسکا عادل ہونا معلوم ہو گا، یا تو اسکا فسق فجور معلوم ہو گا، یا وہ مجہول الحال ہو گا۔ تو اگر راوی کی عدالت معلوم ہو جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا فضلاء تابعین جیسے امام حسن، امام عطاء، امام شعبی، امام نخعی اور ائمہ اجلاء جیسے امام مالک، امام سفیان، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم اور جو ان کے طریق پر گامزن رہا تو امت پر انکی روایت کردہ حدیث کو لینا واجب ہے اور انکے عادل (ثقہ) ہونے میں کسی قسم کی چھان بین نہیں کی جائے گی۔

• علامہ عبد العلی بن نظام الدین انصاری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۵ ھ اپنی کتاب ''فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت '' میں فرماتے ہیں: (مسألة: معرف العدالة) أمور منها (الشهرة)، والتواتر (كمالك) الإمام، (والأوزاعي و) عبد الله (بن المبارك وغيرهم)، كالإمام الهمام أبى حنيفة وصاحبيه وبواقي أصحابه، والإمام الشافعي وأحمد بن حنبل وسائر الأئمة الكرام قدس سرهم (لأنها فوق التزكية) في إفادة العلم بالعدالة (ولهذا) أي لأجل كون الشهرة فوق التزكية (أنكر أحمد) بن حنبل (على من سأله عن إسحاق) بن راهويه هو عدل أم لا؟ (و) أنكر يحيى (بن معين على من سأله

[1] اللمع في أصول الفقه ص77.

عن أبي عبيد، فقال) ابن معين (أبو عبيد يسأل عن الناس) وأنت تسأل عنه! يعني أنه مشهور بالعدالة حتى يجعل مزكيا وأنت تسأل عنه۔[1]

امام عبد العلی انصاری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ امام محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عدالت پہچاننے کے چند ذرائع میں سے ایک ہے عدالت مشہور ہونا تواتر کے ساتھ (ثقہ ہونا تواتر سے ثابت ہے) جیسے امام مالک، امام اوزاعی، امام عبد اللہ بن مبارک اور امام اعظم ابو حنیفہ اور اپکے دونوں شاگرد (امام ابو یوسف اور امام محمد) اور اپکے باقی تلامذہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور تمام ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کیوں کہ شہرت انکی چھان بنی سے روک دیتی ہے اور اس سے ان سب کا عادل ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔ اور اس عدالت کی شہرت اور مانع تحری کی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے جناب اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ کے عادل ہونے نہ ہونے کا سوال کیا گیا تو آپ نے اس سوال سے انکار کیا۔ اور جناب یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے جناب ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس سوال سے انکار کرتے ہوئے فرمایا ابو عبید لوگوں کی توثیق و تجریح کرنے والا ہے اور تو ان کی عدالت کے بارے میں پوچھ رہا ہے یعنی انکا عادل ہونا مشہور ہے تو پھر انکے بارے میں سوال کیسا۔

- **محدث مصر امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ "العقيدة الطحاوية" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: "بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة أبي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي وأبي يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصاري وأبي عبد الله محمد بن الحسن الشيباني"** یہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کا بیان ہے جو کہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ اور امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق ہے۔ پھر آپ عقائد کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[1] فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت 183/2.

وعلماء السلف من السابقين، ومن بعدهم من التابعين -أهل الخير والأثر، وأهل الفقه والنظر -لا يذكرون إلا بالجميل، ومن ذكرهم بسوء فهو على غير السبيل.[1]

گزشتہ علماء سلف اور اور جو ان کے بعد ان کے پیروکار ہوئے وہ بلاشبہ خیر وخوبی کے خواہاں تھے انکا تذکرہ بھلائی کے ساتھ ہونا چاہیئے اور جس نے انہیں برے انداز میں یاد کیا وہ راہ حق پر نہیں۔

- **امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی المعروف ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۵۴ ھ** اپنی کتاب "**الثقات**" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: **موسى بن السندي أبو محمد يروي عن وكيع بن الجراح وأبى نعيم والمؤمل حدثنا عنه عمران بن موسى بن مجاشع ثنا موسى بن السندي ثنا المؤمل بن إسماعيل قال سمعت أبا حنيفة يقول يقولون من كان طويل اللحية لم يكن له عقل ولقد رأيت علقمة بن مرثد طويل اللحية وافر العقل.**[2]

امام ابو حنیفہ کو فرماتے سنا: کہتے ہیں کہ لمبی داڑھی والے بے عقل ہوتے ہیں جبکہ ہم نے علقمہ بن مرثد کو دیکھا لمبی داڑھی کے ساتھ ساتھ آپ کافی عقلمند بھی تھے۔

ویسے تو کتاب " **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**" میں امام یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف المزی رحمۃ اللہ علیہ نے جتنے بھی روات کی جرح و تعدیل سے متعلق اقوال ذکر کئے ہیں تقریبا سب ہی امام ابو محمد عبد الرحمن بن محمد الرازی المعروف ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب " **الجرح و التعديل** " اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**الكامل**" اور امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "**تاريخ بغداد** " و "**تاريخ دمشق**" سے لئے ہیں لیکن آپ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ایک قول بھی ایسا ذکر نہیں فرمایا جو آپ کی شایانِ شان نہ ہو۔ اور امام اعظم کی توثیق سے متعلق فرماتے ہیں:

---

[1] العقيدة الطحاوية ص30.

[2] الثقات لابن حبان 162/9.

• امام یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف المزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۲ھ " تهذيب الكمال في أسماء الرجال " میں امام یحیی بن معین کے (۳) قول نقل کرتے ہیں: قال محمد بن سعد العوفي :سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه، ولا يحدث بما لا يحفظ. وقال صالح بن محمد الأسدي الحافظ: سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة في الحديث. وقال أحمد بن محمد بن القاسم بن محرز، عن يحيى ابن معين: كان أبو حنيفة لا بأس به وقال مرة :كان أبو حنيفة عندنا من أهل الصدق، ولم يتهم بالكذب.[1]

محمد بن سعد عوفی کہتے ہیں میں نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ: امام ابو حنیفہ ثقہ تھے آپ صرف وہ ہی حدیث آگے روایت کرتے جو آپ نے یاد کی ہوتی اور وہ کبھی روایت نہ فرماتے جسے آپ نے یاد نہ کیا ہو۔ اور حافظ صالح بن محمد اسدی کہتے ہیں میں نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ: كان أبو حنيفة ثقة في الحديث۔ [2]امام ابو حنیفہ فن حدیث میں ثقہ تھے۔ اور احمد بن محمد بن قاسم بن محرز امام یحیی بن معین سے روایت کرتے ہیں کے امام ابو حنیفہ سے روایت میں کوئی حرج نہیں (یعنی آپ ثقہ ہیں)۔ اور ایک بار فرمایا کے امام ابو حنیفہ ہمارے نزدیک سچوں میں سے ہیں اور آپ پر کبھی جھوٹ کی تہمت نہیں لگی۔

• مؤرخ وقت علامہ ابو المحاسن محمد بن علی العلوی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۶۵ھ اپنی کتاب " التذكرة بمعرفة رجال الكتب العشرة " میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: قال محمد بن سعد العوفي :سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة

---

[1] تهذيب الكمال في أسماء الرجال 424/29.

[2] تهذيب التهذيب 449/10-450.

ثقة، لا يحدث من الحديث إلا بما يحفظه، ولا يحدث بما لا يحفظه، وقال مرة : كان من أهل الصدق ولم يتهم بالكذب۔[1]

محمد بن سعد عوفی کہتے ہیں میں نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ: امام ابو حنیفہ ثقہ تھے آپ صرف وہ ہی حدیث اگے روایت کرتے جو آپ نے یاد کی ہوتی اور وہ کبھی روایت نہ فرماتے جسے آپ نے یاد نہ کیا ہو۔ اور ایک بار فرمایا کے امام ابو حنیفہ ہمارے نزدیک سچوں میں سے ہیں اور اپ پر کبھی جھوٹ کی تہمت نہیں لگی۔

- **علامہ حافظ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی دمشقی المعروف ابن کثیر** متوفی ۷۷۴ھ اپنی کتاب "**البداية والنهاية**" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں آپ کی ثقاہت ذکر کرتے ہوئے امام یحیی بن معین کا قول ذکر کرتے ہیں: **قال يحيى بن معين: كان ثقة، وكان من أهل الصدق ولم يتهم بالكذب.**[2] امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ ثقہ تھے اور آپ ہمارے نزدیک سچوں میں سے ہیں اور اپ پر کبھی جھوٹ کی تہمت نہیں لگی۔

- **امام علاءالدین علی بن عثمان المارديني المعروف ابن الترکمانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی** ۷۵۰ھ اپنی کتاب "**الجوهر النقي على سنن البيهقي**" میں حدیث**[لا يقتل النساء إذا ارتددن]** پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **وان ضعف لاجل أبى حنيفة فهو وان تكلم فيه بعضهم فقد وثقه كثيرون واخرج له ابن حبان في صحيحه واستشهد به الحاكم في المستدرك ومثله في دينه وورعه وعلمه لا يقدح فيه كلام اولئك وقد ذكر جماعة من**

---

[1] التذكرة بمعرفة رجال الكتب العشرة 1772/1 ترجمة رقم 7118.

[2] البداية والنهاية 114/10.

السلف انه كان محسودا حكى أبو عمر في كتاب الانتقاء في فضائل الثلاثة الفقهاء عن حاتم بن داود قال قلت للفضل بن موسى البنانى ما تقول في هؤلاء الذين يقعون في حق أبى حنيفة فقال ان ابا حنيفة جاءهم بما يعقلونه من العلم وما لا يعقلونه ولم يترك لهم شيئا فحسدوه .[1]

بات حدیث کے رواۃ پر چل رہی ہے امام بیھقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا تو ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کے تمام رواۃ ایسے ہیں جن سے کسی نہ کسی محدث نے اپنی کتاب میں روایت ذکر کی ہے جیسے امام بخاری و مسلم، سوائے امام ابو حنیفہ کے اور اس حدیث کا شاہد امام حاکم نے اپنی مستدرک میں ذکر کیا ہے تو آپ اس حدیث کو ضعیف امام ابو حنیفہ کی وجہ سے کہہ رہے ہو۔ اگرچہ بعض نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے لیکن اکثر نے انکی ثقاہت کو بھی تو بیان کیا ہے۔ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں آپ سے حدیث ذکر کی ہے اور امام حاکم المستدرک میں آپ کی حدیث کو بطور شاہد لائیں ہیں اور آپ جیسی ہستی کی خدمت دین و علم میں ایسوں کی رد قدح کوئی اثر نہیں رکھتی۔ اور اسلاف علماء نے امام اعظم کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ لوگ آپ سے حسد کیا کرتے ہیں۔ ابو عمر ابن عبد البر نے اپنی کتاب" الانتقاء في فضائل الثلاثة الفقهاء" میں حاتم بن داود کے حوالے سے ایک حکایت بیان کی حاتم بن داود کہتے ہیں میں نے جناب فضل بن موسی سینانی سے پوچھا: جو لوگ امام ابو حنیفہ کے بارے میں طعن و تشنیع کرتے ہیں انکے بارے میں آپ کیا کہتے ہو۔۔۔؟؟؟؟ وہ کہنے لگے کہ امام ابو حنیفہ نے معقولات اور غیر معقولات سب میں اپنے علم و مہارت کا سکہ منوایا اور ایسے لوگوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا تو وہ لوگ آپ سے حسد کرنے لگ گئے۔

[1] الجوهر النقي على سنن البيهقي 203/8=204.

انہیں تمام اقوال ثقاہت کے پیش نظر:

- امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ ھ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ترجمہ اپنی کتب " المغني في الضعفاء " اور "الميزان " میں نہیں کیا آپ نے خود " ميزان الاعتدال في نقد الرجال " کے مقدمہ میں تصریح فرمائی: **كذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة، والشافعي، والبخاري.**[1] اسی طرح میں اپنی اس کتاب میں وہ ائمہ جن کے مذہب کی اتباع کی جاتی ہے انکے بارے میں کچھ ذکر نہیں کروں گا اور اس کی وجہ انکی اسلام میں جلات شان اور لوگوں کے دلوں میں عظمت ہے جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم۔

- شیخ الاسلام حافظ ملت شارح صحیح بخاری و مسلم حجہ الالسلام امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۶ ھ نے اپنی کتاب " **تهذيب الأسماء واللغات** " میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں سوائے آپ کے فضائل و کمالات کے اور کچھ ذکر نہیں کیا اور اسکی وجہ آپ رضی اللہ عنہ کی ثقاہت ہے۔[2]

- حافظ تاج الاسلام ابو سعد عبد الکریم سمعانی مروزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۶۲ ھ نے اپنی کتاب " **الأنساب** " میں بھی امام اعظم کا جب ترجمہ ذکر فرمایا تو سوائے آپ کی جلالت علمی اور عظمت شان کے کچھ ذکر نہی فرمایا۔[3]

---

[1] ميزان الاعتدال في نقد الرجال 2/1.

[2] تهذيب الأسماء واللغات 216/2.

[3] الأنساب 111/5.

خلاصہ کلام: اس نہج پر تمام محدثین نے امام اعظم کی ثقاہت کو بیان کیا چاہے وہ امام مزی ہوں یا امام ذھبی، امام حسنی ہوں یا امام برھان حلبی، امام ابن حجر عسقلانی ہوں یا امام نووی امام سیوطی ہوں یا امام قرطبی، امام ترکمانی ہوں یا سمعانی سب کے سب امام اعظم رضی اللہ عنہ کہ ثقہ ہونے پر متفق نظر آتے ہیں اور یہی وہ نفوس ہیں کہ حدیث شریف سے متعلق چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ ہو یا بڑے سے بڑا انہیں کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جیسا کہ امام جلال الملہ والدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے بعض کے لئے" **ذيل طبقات الحفاظ للذهبي** " میں فرمایا: **والذي أقوله إن المحدثين عيال الآن في الرجال وغيرها من فنون الحديث على أربعة: المزي والذهبي والعراقي وابن حجر.**[1] اور میں جو کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اب محدثین رجال وغیرہ فنون حدیث میں (۴) اشخاص کے محتاج ہیں:

1. امام یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف المزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۶ ھ۔
2. امام ابو عبد اللہ شمس الدین ذھبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ ھ۔
3. امام ابوالفضل زین الدین عبد الرحیم بن الحسین العراقی متوفی ۸۰۶ ھ۔
4. امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ ھ۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

[1] ذيل طبقات الحفاظ للذهبي 231/1.

- **امر ثانی:**

محدثین کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کا ہم نے ذکر کیا کہ کس طرح انہوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ثقاہت کو بیان فرمایا بات یہاں مکمل نہیں ہوتی ان میں سے اکثر نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اس فن کا امام تسلیم کیا ملاحظہ ہو:

- **امام عظیم الشان ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد نمری قرطبی متوفی ۴۶۳ ھ**

آپ کا تعلق کبار مفسرین و محدثین و مؤرخین سے ہے آپ اپنی کتاب " **جامع بيان العلم وفضله وما ينبغي في رواياته وحمله** " میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ائمہ صحاح ستہ میں سے سنن ابی داؤد کے مصنف **امام ابو داود سلیمان بن الاشعث بن اسحاق سجستانی متوفی ۲۷۵ ھ** کا قول ذکر فرماتے ہیں: **رحم الله مالكا كان إماما، رحم الله الشافعي كان إماما، رحم الله أبا حنيفة كان إماما۔**[1] اللہ کریم جناب مالک پر رحمتیں نازل فرمائے وہ محدثین کے امام تھے، اللہ کریم جناب شافعی پر رحمتیں نازل فرمائے وہ محدثین کے امام تھے، اللہ کریم جناب ابو حنیفہ پر رحمتیں نازل فرمائے وہ محدثین کے امام تھے۔

- اور آپ ہی اپنی دوسری کتاب جسے صرف تین فقہاء اور انکے تلامذہ کے فضائل و کمالات بیان کرنے کے لئے لکھا اور نام میں ہی فرمادیا کہ یہ انکی جلالت قدر کی معرفت کے لئے تحریر کی " **الانتقاء في فضائل الثلاثة فقهاء، مالك والشافعي وأبي حنيفة رضی اللہ عنہم وذكر عيون من أخبارهم وأخبار أصحابهم للتعريف بجلالة أقدارهم** " میں اس قول کو دوبارہ نقل فرماتے ہیں: **رحم الله مالكا كان إماما رحم الله الشافعي كان إماما رحم الله أبا حنيفة كان**

[1] جامع بيان العلم وفضله وما ينبغي في رواياته وحمله 2/1113.

إماما.[1] امام ابو داؤد سجستانی صاحب سنن فرماتے ہیں: اللہ کریم جناب مالک پر رحمتیں نازل فرمائے وہ محدثین کے امام تھے، اللہ کریم جناب شافعی پر رحمتیں نازل فرمائے وہ محدثین کے امام تھے، اللہ کریم جناب ابو حنیفہ پر رحمتیں نازل فرمائے وہ محدثین کے امام تھے۔

● **امام المحدثین حافظ کبیر امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیساپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۵ھ** اپنی کتاب "**معرفة علوم الحديث**" میں جب (۴۹) نوع میں فرماتے ہیں: **ذكر النوع التاسع والأربعين من معرفة علوم الحديث هذا النوع من هذه العلوم معرفة الأئمة الثقات المشهورين من التابعين وأتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ، والمذاكرة، والتبرك بهم وبذكرهم من المشرق إلى الغرب.** یہ علوم حدیث کی معرفت میں انچاسویں نوع کا بیان ہے۔ یہ نوع اس علوم کے ائمہ ثقات تابعین میں سے اور انکے اتباع میں سے جو مشہور ہیں اور انکا چرچہ مشرق مغرب سارے عالم میں ہے جنہوں نے حدیث پاک کی حفاظت کرنے اور اسے یاد کرنے اور اس سے برکت لینے کے لئے اپنے پاس جمع فرمایا ان تمام کے بارے میں ہے ۔ پھر آپ نے مدینہ منورہ کے محدثین کے نام شمار کئے مکہ مکرمہ کے، مصر کے، شام کے، یمن کے، یمامہ کے، اور پھر آپ نے فرمایا: **ومن أهل الكوفة: الربيع بن خثيم العابد، صعصعة بن صوحان العبدي، كميل بن زياد النخعي، عامر بن شراحيل الشعبي، سعيد بن جبير الأسدي، إبراهيم النخعي، أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي و غيرهم.**[2] اور اہل کوفہ کے محدثین میں سے ہیں ربیع بن خیثم عابد، صعصعہ بن صوحان عبدی، کمیل بن زیاد نخعی، عامر بن

---

[1] الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء مالك والشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهم ص32-

[2] معرفة علوم الحديث للحاكم 1/240-245.

شراحیل شعبی، سعید بن جبیر اسدی، ابراہیم نخعی، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تیمی اور ان سب کے علاوہ۔

● علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے اپنی کتاب "منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية" میں کئی بار امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا:

○ ایک حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں: **هذا يدل على أن أئمة أهل العلم لم يكونوا يصدقون بهذا الحديث؛ فإنه لم يروه إمام من أئمة المسلمين. وهذا أبو حنيفة، أحد الأئمة المشاهير، وهو لا يتهم على علي، فإنه من أهل الكوفة دار الشيعة، وقد لقي من الشيعة، وسمع من فضائل علي ما شاء الله، وهو يحبه ويتولاه.** یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ائمہ اہل علم نے اس حدیث کی تصدیق نہیں فرمائی اور ائمہ مسلمین میں سے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا، اور یہ ابو حنیفہ ہیں مشہور ائمہ میں سے ایک ہیں وہ جناب علی پر تہمت نہیں باندھ رہے اور پھر وہ کوفہ کے رہنے والے ہیں جو کے شیعوں کا گڑھ تھا آپ اہل تشیع سے ملے ہیں اور ان سے جناب علی کے فضائل بھی سنے ہیں ماشاء اللہ تعالیٰ اور وہ جناب علی سے محبت کرنے والے بھی ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو حجت بنا رہے ہیں تو یہ آپ کو اس فن کا امام تسلیم کرنا نہ ہوا تو اور کیا ہوا۔

○ **فقد جاء بعد أولئك في قرون الأمة من يعرف كل أحد ذكاءهم وزكاءهم مثل: سعيد بن المسيب والحسن البصري وعطاء بن أبي رباح وإبراهيم النخعي**

وعلقمة والأسود..... والأوزاعي وأبي حنيفة وابن أبي ليلى وشريك وابن أبي ذئب وابن الماجشون.[1]

تو پھر تحقیق ان کے بعد اس قرون امت میں ایسے امام بھی آئے جن کی پاک بازی اور عقلمندی (علمی صلاحیات) کا ہر شخص علم رکھتا ہے جیسے جناب سعید بن مسیب، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی، علقمہ، اسود (اور کئی نام شمار کرنے کے بعد) اوزاعی، ابو حنیفہ، ابن ابی لیلی، شریک، ابن ابی ذئب، ابن ماجشون رحمۃ اللہ علیہم۔

○ **وأما من لا يطلق على الله اسم " الجسم "، كأئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقه، مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم.**[2]

اور بہر حال جو اللہ کریم کی ذات پاک کے لئے لفظ جسم استعمال نہیں کرتے جیسے ائمہ حدیث و تفسیر و تصوف و فقہ مثلا ائمہ اربعہ اور انکے تابعین۔

○ **وأئمة الإسلام المعروفون بالإمامة في الدين، كمالك والثوري والأوزاعي والليث بن سعد والشافعي وأحمد وإسحاق وأبي حنيفة وأبي يوسف وأمثال هؤلاء.**[3]

اور ائمہ اسلام جنکی امامت دین عظیم میں معروف ہے جیسے امام مالک، امام ثوری، امام اوزاعی، امام لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم اور انکی امثال۔

● **علامہ ابن قیم الجوزیہ حنبلی تلمیذ علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۵۱ھ اپنی کتاب "إعلام الموقعين عن رب العالمين" میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ حدیث کے طریق سے متعلق کلام کرتے ہیں اور ائمہ حدیث میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نام بھی شمار کر رہے ہیں: وأما طريقة الصحابة**

[1] منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية 2/82-84.

[2] منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية 2/105.

[3] منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية 2/316.

والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخاري وإسحاق فعكس هذه الطريق.[1] بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ اور ائمہ حدیث جیسے امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام بخاری، امام اسحاق کا طریقہ اس کے بلکل بر عکس ہے۔

شاگرد علامہ ابن تیمیہ علامہ ابن قیم جوزیہ دونوں ہی بہت مشہور معروف شخصیات ہیں اور امام اعظم رضی اللہ عنہ پر طعن تشنیع کرنے والی جماعت آپ دونوں کو اپنا امام اور راہبر سمجھتی ہے جبکہ دونوں امام ایک سے زائد مقامات پر امام اعظم کا ائمہ حدیث سے ہونا اور اپکا ثقہ ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

- **امام جرح وتعدیل مؤرخ کبیر امام ابو بکر احمد بن علي بن ثابت المعروف خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ** اپنی تاریخ ''تاریخ بغداد' میں امام عبد اللہ بن داؤد خریبی کا قول نقل کرتے ہیں: **يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم، قال: وذكر حفظه عليهم السنن والفقه-**[2] اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے لئے اپنی ہر نماز میں دعا کریں۔ اور پھر آپ نے انکی فقہ اور حدیث پر محافظت کو ذکر فرمایا۔

امام ابو داؤد خریبی وہ شخصیت ہیں جنہیں محدثین نے کبار ائمہ سے شمار کیا ہے اور بعض نے تو آپ کی جلالت علمی اور پابندی شریعت کو دیکھتے ہوئے یہ تک فرمایا کہ عبد اللہ بن داود کے چہرے کی زیارت کرنے کو بھی اللہ کریم عبادت شمار فرماتا ہے۔[3]

---

[1] إعلام الموقعين عن رب العالمين 209/2.

[2] تاريخ بغداد459/15.

[3] تذكرة الحفاظ 1/ 338.

- پھر جناب حسن بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر فرماتے ہیں: " **لا تقوم الساعة حتى يظهر العلم "، قال: هو علم أبي حنيفة، وتفسيره الآثار.**[1] قیامت تب تک قائم نہیں ہو گی جب تک علم خوب ظاہر نہ ہو جائے" حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس علم سے مراد امام اعظم ابو حنیفہ کا علم اور انکی احادیث کی تفسیر ہے۔

- پھر جناب خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر فرماتے ہیں آپ نے فرمایا: **صار العلم من الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار إلى أصحابه، ثم صار إلى التابعين، ثم صار إلى أبي حنيفة، وأصحابه، فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط۔**[2] جناب خلف بن ایوب فرماتے ہیں کہ اللہ کریم کی جانب سے خاص علم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منتقل ہوا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف منتقل ہوا، اور پھر صحابہ کرام کی جانب سے تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کی طرف منتقل ہوا، اور پھر تابعین عظام کی جانب سے امام اعظم ابو حنیفہ اور انکے تلامذہ کی جانب منتقل ہو گیا، تو اب جو چاہے اس سے راضی ہو اور جس کا من کرے وہ حاسد بنا رہے۔

- جامع المعقول، المنقول محدث اعظم شارح مشکاۃ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۰۱۴ھ اپنی کتاب "**سند الأنام في شرح مسند الإمام** " (شرح مسند امام اعظم) میں فرماتے ہیں: **إن حسن الظن بأبي حنيفة أنه أحاط بالأحاديث الشريفة من الصحيحة والضعيفة۔**[3] کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام اعظم کی طرف ہمارا حسن ظن یہی ہونا چاہئے کہ آپ کی ایک ہی وقت تمام آحادیث پر نظر تھی چاہے وہ صحیح ہوں یا ضعیف۔

---

[1] تاریخ بغداد 459/15.

[2] المرجع السابق.

[3] شرح مسند أبي حنيفة ص91.

● امام المحدثین امام الجرح والتعدیل ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ھ نے اپنی مرجع الخلائق کتاب ”سير أعلام النبلاء “ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں کیا خوب کلمات ذکر فرمائے:

○ **فأفقه أهل الكوفة: علي، وابن مسعود، وأفقه أصحابهما: علقمة، وأفقه أصحابه: إبراهيم، وأفقه أصحاب إبراهيم: حماد، وأفقه أصحاب حماد: أبو حنيفة، وأفقه أصحابه: أبو يوسف. وانتشر أصحاب أبي يوسف في الآفاق، وأفقههم: محمد، وأفقه أصحاب محمد: أبو عبد الله الشافعي - رحمهم الله -.** [1]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام حماد بن ابی سلمان رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں اہل کوفہ میں جناب علی اور جناب ابن مسعود ہیں اور انکے بعد ان دونوں کے تلامذہ میں امام علقمہ ہیں اور انکے بعد انکے تلامذہ میں سے امام ابراہیم اور انکے بعد انکے تلامذہ میں سے جناب حماد اور انکے بعد انکے تلامذہ میں سے امام ابو حنیفہ ہیں اور انکے بعد انکے تلامذہ میں سے امام ابویوسف ہیں اور انکے تلامذہ پورے عالم میں پھیل گئے جن میں سے سب سے بڑے فقیہ امام محمد بن حسن شیبانی ہیں اور انکے تلامذہ میں سے سب سے بڑے فقیہ امام شافعی ہیں رحمہم اللہ علیہم۔

○ **الإمام، فقيه الملة، عالم العراق، أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى التيمي، الكوفي...... وعني بطلب الآثار، وارتحل في ذلك، وأما الفقه والتدقيق في الرأي وغوامضه، فإليه المنتهى، والناس عليه عيال في ذلك.** [2]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں وہ امام ہیں اس ملت عظیمہ کے فقیہ ہیں عراق کے رہنے والے عالم ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت زوطی تیمی کوفی۔ (پھر آگے فرماتے ہیں) اور وہ آحادیث کی طلب میں مشغول رہتے اور اس کے لئے آپ نے سفر بھی فرمایا، اور بہر حال فقہ اور

---

[1] سير أعلام النبلاء 236/5.

[2] سير أعلام النبلاء 392/6.

فقہی معاملات (قیاس وغیرہ) اس میں دقت نظر اور اسکی باریکیوں کو سمجھنا ان پر ختم ہے۔ اور تمام لوگ ان سب چیزوں میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے محتاج ہیں۔

○ **وقال الشافعي: الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة.**

قلت: الإمامة في الفقه ودقائقه مسلمة إلى هذا الإمام، وهذا أمر لا شك فيه.[1]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لوگ فقہ میں ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے محتاج ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ فقہ اور اس میں دقت نظری کے ابو حنیفہ امام ہیں یہ بات مسلمات سے ہے اور یہ وہ بات ہیں جس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔

- **شمس الائمہ امام ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سھل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۹۰ھ**

اپنی کتاب "**أصول السرخسي**" میں امام اعظم کے لئے فرماتے ہیں: **كان أعلم أهل عصره بالحديث ولكن لمراعاة شرط كمال الضبط قلت روايته**[2] امام اعظم ابو حنیفہ اپنے دور کے تمام حفاظ حدیث سے زیادہ حدیث کا علم رکھتے تھے لیکن آپ کے نزدیک حدیث کی شرط کمال ضبط کی وجہ سے آپ کی روایات قلیل ہیں۔

- **فقیہ وقت محقق زماں علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۸۷ھ**

اپنی کتاب "**بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع**" میں ایک حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے فرماتے ہیں: **أنه كان من صيارفة الحديث، وكان من**

---

[1] سير أعلام النبلاء 403/6.

[2] أصول السرخسي 350/1.

مذهبه تقديم الخبر، وإن كان في حد الآحاد على القياس بعد أن كان راويه عدلا ظاهر العدالة۔[1] امام اعظم فن حدیث کے ماہرین میں سے تھے اور اپ کے مذہب میں حدیث کو مقدم رکھا جاتا ہے اگرچہ وہ حدیث آحاد ہی کیوں نہ ہو اسے قیاس پر ترجیح دیتے ہیں اگر اس کے راوی عادل ہو ثقہ ہوں۔

- آپ اسی مذکورہ کتاب کے ایک مقام پر فرماتے ہیں: **حديث صححه أبو حنيفة لا يبقى لأحد فيه مطعن.**[2] جس حدیث کی تصحیح امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمادی ہو اس میں کسی قسم کی طعن کی گنجائش نہیں رہتی۔

- علامہ شیخ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۹۴۲ھ اپنی کتاب "**عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان**" جو کہ خاص آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمال کے بیان کے لئے تصنیف کی میں فرماتے ہیں: **اعلم رحمك الله تعالى أن الإمام أبا حنيفة – رحمه الله تعالى –، من كبار حفاظ الحديث، وذكره الذهبي في كتابه " الممتع "و "طبقات الحفاظ المحدثين "منهم، ولقد أصاب وأجاد، لولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه، فإنه أول من استنبطه من الأدلة.**[3]

جان تو!! اللہ کریم تجھ پر رحم فرمائے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کبار حفاظ حدیث سے تھا۔ امام حافظ و ناقد ابو عبد اللہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الممتع" میں اور "طبقات الحفاظ المحدثین" میں ذکر فرمایا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم میں حد اقصی تک پہنچے ہوئے تھے اور اگر حدیث سے

---

[1] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع 188/5.

[2] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع 90/2.

[3] عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ص351.

متعلق آپ کی جدجہد نہ ہوتی تو مسائل فقہیہ کا استنباط آپ کے لئے ناممکن تھا آپ پہلے وہ شخص ہیں جس نے دلائل کی روشنی میں مسائل کا استنباط کیا۔

- **امام المحدثین تلمیذ امیر المومنین فی الحدیث ابن حجر شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمان سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۲ھ** اپنی کتاب "**فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي**" میں فرماتے ہیں کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "**تاريخ نيسابور**" میں احمد بن عباس بن حمزہ کے ترجمہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر فرمایا ہے: **كان أبو حنيفة يقول: أول من أسلم من الرجال أبو بكر، ومن النساء خديجة، ومن الصبيان علي-**[1] امام اعظم ابو حنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، اور بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ لائے۔

واضح رہے کہ دونوں ائمہ محدثین کے سروں کے تاج ہیں اور اپنے مطلوب کی وضاحت کے لئے اور دلیل کی مضبوطی کو ظاہر کرنے کے لئے امام اعظم کے قول کا سہارا لے رہے ہیں۔

- **علامہ حافظ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی دمشقی المعروف ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ** اپنی کتاب "**البداية والنهاية**" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ کلمات نقل کرتے ہیں: **قال يحيى بن معين: العلماء أربعة: الثوري، وأبو حنيفة ومالك، والأوزاعي.**[2] امام یحیی بن معین نے فرمایا کے علماء (میری نظر میں) چار ہیں ۱۔امام ثوری، ۲۔امام ابو حنیفہ، ۳۔امام مالک، ۴۔امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم۔

---

[1] فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي 127/4-

[2] البداية والنهاية 124/10.

• امام یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف المزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۲ھ "تھذیب الکمال في أسماء الرجال" میں امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (استاذ امام بخاری، وغیرہ) کا قول نقل فرماتے ہیں کہ: لولا أن الله عزوجل أغاثني بأبي حنيفة، وسفيان كنت كسائر الناس.[1] اگر اللہ کریم جل جلالہ نے میری امام اعظم ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے مدد نہ فرمائی ہوتی تو آج میں ایک عام لوگوں جیسا ہی ہوتا۔

○ پھر آپ جناب مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ استاذ امام بخاری کا قول ذکر کرتے ہیں: كان أعلم أهل الأرض. امام ابو حنیفہ دنیا والوں میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

○ پھر آپ امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ استاذ امام بخاری کا قول نقل فرماتے ہیں: كان صاحب غوص في المسائل.[2] آپ مسائل کی تہہ میں جانے والی شخصیت کے حامل تھے۔

• امام عالی شان امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی صاحب مشکاۃ المصابیح رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۱ھ اپنی کتاب "أسماء رجاله" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے متعلق فرماتے ہیں: قال شريك النخعي: كان أبو حنيفة طويل الصمت دائم الفكر، قليل المحادثة للناس .وهذا من أوضح الأمارات على علم الباطن، والاشتغال بمهمات الدين، فمن أوتي الصمت والزهد فقد أوتي العلم كله. ولو ذهبنا إلى شرح مناقبه وفضائله لأطلنا الخطب، ولم نصل إلى الغرض، فإنه كان عالما عاملا، ورعا زاهدا، إماما في علوم الشريعة. والغرض بإيراد ذكره في هذا الكتاب وإن لم نرو عنه حديثا في " المشكاة " التبرك به لعلو مرتبته ووفور علمه۔ امام شریک نخعی فرماتے ہیں کہ امام اعظم

---

[1] تهذيب الكمال في أسماء الرجال 428/29.

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال 114/10.

ابو حنیفہ خاموش رہنے والے اور ہر وقت تفکیر کو اپنا شیوہ بنانے والے اور لوگوں سے بضرورت کلام کرنے والی شخصیت تھے۔ اور یہ واضح ترین نشانی ہے علم باطن کی اور وہ ہر وقت دین کی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ تو جس شخص کو خاموش رہنے والا اور زاہد بنایا گیا ہو اسی شخص کو تمام کا تمام علم دیا جاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر ہم انکے مناقب کے بارے میں گفتگو کریں گے تو کلام طویل ہو جائے گا اور جو مقصد ہے اس تک رسائی نہیں ہو پائے گی۔ وہ عالم باعمل، متقی پرہیز گار تھے اور علوم شریعہ کے امام تھے۔ اگرچہ ہم اپنی کتاب مشکاۃ میں انسے حدیث روایت نہیں کر سکے لیکن انکے عالی مقام مرتبہ اور علم کی کثرت سے تبرک حاصل کی غرض سے یہاں ان کا ذکر کر رہے ہیں۔

- **شیخ الاسلام حافظ ملت شارح صحیح بخاری و مسلم حجۃ الاسلام امام محی الدین ابو زکریا یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۶ھ نے اپنی کتاب " تهذيب الأسماء واللغات "** میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں سوائے آپ کے فضائل و کمالات کے اور کچھ ذکر نہیں کیا اور اسکی وجہ آپ رضی اللہ عنہ کی جہاں ثقاہت کا بیان ہے وہیں آپ کی فن حدیث میں علمی صلاحیات کا اعتراف ہے اور یہ سوائے آپ کو فن کا امام تسلیم کرنے کے اور کچھ نہیں۔[1]

ان تمام محدثین کے اقوال کو پیش نظر رکھیں تو کچھ امر ذہن میں آتے ہیں:

1. امام اعظم رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم اور اسے متعلق علوم، حدیث شریف اور اس سے متعلق علوم، فقہ اور اس سے متعلق علوم، نحو الغرض کہ شریعت سے متعلق تمام علوم پر امام اعظم رضی اللہ عنہ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔

[1] تهذيب الأسماء واللغات 216/2.

2. امام اعظم رضی اللہ عنہ نے نہ صرف قرآن عظیم سے متعلق علوم سیکھے بلکہ حدیث کے علوم پر بھی پوری طرح دسترس حاصل کی اور اس سلسلے میں کئی مقامات کی جانب سفر بھی فرمایا۔

3. امام اعظم رضی اللہ عنہ جناب علی المرتضی کرمہ اللہ وجہہ الکریم اور جناب عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث اور آپ دونوں کے تمام تر تلامذہ کی کامل معلومات رکھتے اور ان دونوں اصحاب کی احادیث سے مسائل کا استنباط فرماتے اور ان پر فتوی دیتے۔

4. آپ کا تعلق ان (۱۰) ائمہ کرام سے تھا کہ اس دور میں اللہ کریم نے علم کو ان (۱۰) کے مابین رکھا: امام مالک، امام اوزاعی، امام ثوری، امام لیث، امام ابن عیینہ، امام معمر، امام شعبہ، دونوں حماد رحمۃ اللہ علیہم۔

5. آپ کا تعلق کبار تابعین و کبار ائمہ اجتھاد سے تھا فقہ اور اس سے متعلق تمام علوم کی جو سوچ آپ رکھتے تھے آپ کے بعد کسی میں وہ نہ پائی گئی۔ پوری دنیا آپ کے علم کی محتاج ہے۔

6. آپ کے علم کے معترف صرف حنفی ہی نہیں بلکہ شوافع، مالکیہ، حنابلہ بھی نظر آتے ہیں۔

- **امر ثالث:**

جن محدثین کا ہم نے ذکر کیا انہوں نے اور جنکا ہم ذکر نہیں کر پائے انہوں نے بھی غرض کہ امت مسلمہ نے محدث کا تاج جس شخصیت کے سر پر بھی سجایا اس ذات نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فن حدیث میں امامت کو تسلیم کیا اور آپ کی صلاحیات کے آگے سر تسلیم خم ہی نہیں کیا بلکہ آپ کی شان میں کتب بھی تصنیف کیں بہر حال ان عظیم محدثین نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صرف ثقاہت بیان نہیں کی اور نہ ہی صرف آپ کو اس فن کا امام تسلیم کیا بلکہ آپ کی روات سے متعلق جرح و تعدیل کو تسلیم کیا اور کئی روات کی جرح تعدیل میں یہ تک کہا کے سب سے پہلے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پر ہمیں مطلع کیا، فلاں شخص کا تو ہمیں صرف نام ہی معلوم تھا باقی معلومات امام اعظم نے ہم سے ذکر کیں اور

بعض علماء نے تو اپنی کتابوں کے عنوان ہی یوں باندھے "ذکر من یعتمد قوله في الجرح والتعديل" ان شخصیتوں کا بیان جن کے اقوال باب جرح تعدیل میں معتبر ہیں۔ " المتكلمون في الرجال " وہ لوگ جنہیں نے رواۃ کے بارے میں کلام کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔ تفصیل:

- امام الحفاظ شیخ خراسان علامہ ابو بکر احمد بن حسن بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۵۸ھ اپنی کتاب "دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة " میں جناب ابو سعد صغانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کرتے ہیں: سمعت أبا سعد الصّغاني قام إلى أبي حنيفة، فقال: يا أبا حنيفة، ما تقول في الأخذ عن «الثوري» ؟ فقال: اكتب عنه، فإنه ثقة ما خلا أحاديث «أبي إسحاق» عن «الحارث» ، وحديث «جابر الجعفي»[1] کہ جناب ابو سعد صغانی کو کہتے سنا وہ امام ابو حنیفہ کی جانب کھڑے ہو کر کہنے لگے آپ امام ثوری سے حدیث روایت کرنے سے متعلق کیا فرماتے ہیں۔؟؟ امام اعظم ابو حنیفہ فرمانے لگے کہ انسے جو حدیث ملے وہ لکھ لو (کوئی حرج نہیں) کیوں کہ وہ ثقہ ہیں۔ سوائے وہ آحادیث جو ابو اسحاق نے حارث سے روایت کیں ہیں اور جابر جعفی کی احادیث کے۔

- محدث کبیر صحاح صاحب سنن ترمذی امام ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۹ھ اپنی کتاب "العلل الصغير "و"علل الترمذي الكبير " میں جابر جعفی اور جناب عطاء بن ابی رباح کی جرح تعدیل سے متعلق امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کرتے ہیں: ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح -[2] امام ابو حنیفہ

[1] دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة 45/1.

[2] العلل الصغير 739/1.

نے فرمایا: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور جناب عطاء بن ابی رباح سے افضل کوئی نہیں دیکھا۔ ما رأيت أحدا أفضل من عطاء، ولا أكذب من جابر الجعفي. [1] میں نے جناب عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل اور جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔

- خاتم الحفاظ امیر لمومنین فی الحدیث امام ائمہ الحدیث شہاب الدین امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۵۲ھ اپنی کتاب "لسان المیزان" میں ابو جعفر محمد بن علی بن نعم جس کا لقب شیطان طاق تھا کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: إن أول من لقبه شيطان الطاق أبو حنيفة۔ [2] سب سے پہلے محمد بن علی ابو جعفر کو شیطان طاق کا لقب دینے والے امام ابو حنیفہ ہیں۔

- فقیہ وقت محقق زماں علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۸۷ھ اپنی کتاب "بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع" میں ایک حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے فرماتے ہیں: حديث صححه أبو حنيفة لا يبقى لأحد فيه مطعن. [3] جس حدیث کی تصحیح امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمادی ہو (اس کے رواۃ کو سالم قرار دے دیا ہو) اس میں کسی قسم کی طعن کی گنجائش نہیں رہتی۔

---

[1] علل الترمذي الكبير 388/1.

[2] لسان الميزان 301/5.

[3] بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع 90/2.

- امام المحدثین امام الجرح والتعدیل ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ھ اپنی کتاب "ذکر من یعتمد قوله في الجرح والتعديل" میں فرمایا کے سب سے پہلے صحابہ کے دور کی انتہا پر رواۃ کی جرح تعدیل کی وہ:

1. امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ
2. ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اور انکے مثل لوگ ہیں جن سے بعد والوں نے رواۃ کی توثیق و تضعیف اپنی کتب میں ذکر کی۔
3. امام اعظم ابو حنیفہ انہوں نے فرمایا: **ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي۔**[1] میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔

یہ امام ذہبی ہیں جنہیں جرح و تعدیل کا امام مانا جاتا ہے وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو جرح تعدیل کے صرف اماموں میں شمار نہیں فرمارہے بلکے انہوں نے آپکو پہلے طبقے کہ اماموں میں شمار کیا۔

- آپ ہی اپنی دوسری کتاب " **تذكرة الحفاظ** " میں جناب عطاء بن ابی رباح کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں: **قال أبو حنيفة: ما رأيت أحدا أفضل من عطاء.**[2] میں نے جناب عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل نہیں دیکھا۔
- **قال: أبو حنيفة رأيت ربيعة وأبا الزناد، وأبو الزناد أفقه الرجلين.**[3] امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ربیعہ اور ابازناد / ابوزناد کو دیکھا دونوں ہی فقہ کے ماہر تھے۔
- **عن أبي حنيفة قال: ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد.**[4] امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: میں نے جعفر بن محمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

---

[1] ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل 175/1.

[2] تذكرة الحفاظ 75/1.

[3] تذكرة الحفاظ 101/1.

[4] تذكرة الحفاظ 126/1.

• امام المحدثین تلمیذ امیر المومنین فی الحدیث ابن حجر شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمان سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۲ھ اپنی کتاب "فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي" میں فرماتے ہیں: وتكلم في الرجال – كما قاله الذهبي – جماعة من الصحابة، ثم من التابعين كالشعبي وابن سيرين، ولكنه في التابعين ؛ أي: بالنسبة لمن بعدهم بقلة ؛ لقلة الضعف في متبوعيهم إذ اكثرهم صحابة عدول، وغير الصحابة من المتبوعين أكثرهم ثقات، ولا يكاد يوجد في القرن الأول الذي انقرض في الصحابة وكبار التابعين ضعيف إلا الواحد بعد الواحد ؛ كالحارث الأعور والمختار الكذاب، فلما مضى القرن الأول ودخل الثاني كان في أوائله من أوساط التابعين جماعة من الضعفاء، الذين ضعفوا غالبا من قبل تحملهم وضبطهم للحديث، فتراهم يرفعون الموقوف ويرسلون كثيرا، ولهم غلط ؛ كأبي هارون العبدي، فلما كان عند آخر عصر التابعين – وهو حدود الخمسين ومائة – تكلم في التوثيق والتضعيف طائفة من الأئمة، فقال أبو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي.[1]

جیسا کہ امام ذہبی نے فرمایا کے رواۃ سے متعلق کلام کیا گیا (جرح وتعدیل) ان کلام کرنے والوں میں صحابہ کرام بھی شامل ہیں اور ان کے بعد تابعین نے بھی کلام کیا جیسے امام شعبی، امام ابن سیریں لیکن تابعین میں سے کم ہی کلام کیا گیا کیوں کے ان میں ضعیف اشخاص کم تھے اور اکثر صحابہ کرام تھے جو کے عادل ہیں اور صحابہ کے علاوہ تابعین میں سے اکثر ثقات تھے۔ تو تابعین کے قرون اولی میں ضعیف رواۃ بہت ہی کم تھے جیسے حارث الاعور اور مختار کذاب۔

[1]فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي 353/4.

اور جب قرن ثانی آیا تو اس کی ابتدا میں تابعین کا درمیانی طبقہ تھا ان میں ضعیف رواۃ کی کثرت تھی جنہیں اکثریت نے ضعیف کہا تھا اور اسکی وجہ قلت تحمل و ضبط حدیث تھی وہ حدیث موقوف کو مرفوع بنا دیتے اور کثرت سے ارسال کرتے اور ان کی تغلیط بھی کی گئی جیسے ابو ھارون العبدی۔

تو جب عھد تابعین اپنے آخری مراحل میں تھا تقریبا ۱۵۰ھ کے قریب تو کثرت سے توثیق و تضعیف کی گئی، توثیق و تضعیف کرنے والی جماعت کبار ائمہ پر مشتمل تھی تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **ما رأيت أحدا أكذب من جابر الجعفي**۔ میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔

- آپ ہی اپنی دوسری کتاب " **المتكلمون في الرجال** " میں یہ ساری گفتگو ذکر کرنے سے پہلے القابات ذکر کرتے ہیں: **نجوم الهدى ، و مصباح الظلم ، المستضاء بهم في دفع الردي**.[1]

- **امام ائمہ الحنفیہ محی الدین ابو محمد عبد القادر بن محمد قرشی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۵ھ** اپنی کتاب "**الجواهر المضية في طبقات الحنفية**" میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی امامت و سیادت سے متعلق فرماتے ہیں: **اعلم أن الإمام أبا حنيفة قد قبل قوله فى الجرح والتعديل وتلقوه عنه علماء هذا الفن وعملوا به كتلقيهم عن الإمام أحمد والبخاري وابن معين وابن المديني وغيرهم من شيوخ الصنعة وهذا يدلك على عظمته وشأنه وسعة علمه وسيادته**-[2] جان تو کہ امام اعظم ابو حنیفہ تحقیق انکے جرح و تعدیل سے متعلق اقوال کو ائمہ حدیث قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جیسے امام احمد، امام بخاری، ابن معین، امام ابن مدینی اور انکے علاوہ اس فن کے اجلاء کے اقوال ان تک پہنچے یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت شان انکے وسیع علم اور آپکی سیادت کی واضح علامت ہے۔

---

[1] المتكلمون في الرجال ص84.

[2] الجواهر المضية في طبقات الحنفية 30/1.

اس کلام کے بعد امام عبد القادر حنفی رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی کتاب "العلل" میں ذکر کردہ کلام ذکر کیا جو ہم ما قبل میں ذکر کر چکے ہیں۔

- **امام ابو احمد بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۵ھ اپنی کتاب "الکامل في ضعفاء الرجال"** میں جناب عطاء بن ابی رباح اور جابر جعفی کے حق میں امام اعظم کا قول بطور حجت ذکر کرتے ہیں آپ نے فرمایا: **ما رأيت فيمن رأيت أفضل من عطاء، ولا لقيت فيمن لقيت أكذب من جابر الجعفي-**[1] میں جتنوں سے ملا ان میں سے میں عطاء کو افضل پایا، اور میں جتنوں سے ملا ان میں سب سے بڑا جھوٹا جابر جعفی کو پایا۔

- **امام الحفاظ شیخ خراسان علامہ ابو بکر احمد بن حسن بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۵۸ھ**[2] اپنی کتاب "**كتاب القراءة خلف الإمام**" میں امام اعظم کی جرح و تعدیل سے متعلق فرماتے ہیں: **ولو لم يكن في جرح جابر الجعفي إلا قول أبي حنيفة رحمه الله لكفاه به شرا ، فإنه رآه وجربه وسمع منه ما يوجب تكذيبه فأخبر به-**[3] اگر ہمارے پاس جابر جعفی کی جرح سے متعلق کچھ نہ بھی ہو تو بھی امام ابو حنیفہ کا قول کافی ہے اس کے شر کو بیان کرنے کے لئے کیوں کہ انہوں نے اسے دیکھا اس کو پرکھا اس سے وہ باتیں سنی جو اسکی تکذیب پر ابھارتی تھیں اور وہ ہمیں بتائیں۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال 327/2.

[2] اس امر میں ما قبل آپکی ایک اور کتاب "دلائل النبوۃ" کے حوالے سے آپ تذکرہ گزرا۔

[3] كتاب القراءة خلف الإمام 157/1.

- امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاهری متوفی ۴۵۶ھ اپنی کتاب "المحلی بالآثار" میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی جرح ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں: جابر الجعفي كذاب، وأول من شهد عليه بالكذب أبو حنيفة ۔[1] جابر جعفی کذاب سب سے پہلے جس نے اسکے کذب پر مطلع کیا وہ امام ابو حنیفہ ہیں۔

جن رواۃ پر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کلام کیا ہے اور انکو غیر ثقہ فرمایا کسی بھی سبب سے چاہے انکے جھوٹ کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے صرف امام اعظم نے ہی انکی تجریح نہیں فرمائی بلکہ دیگر محدثین نے بھی انکے بارے میں وہی کلام کیا جو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مختصراً: امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جابر جعفی کو جھوٹا کہا تو دیگر ائمہ حدیث نے بھی یہ ہی فرمایا: امام یحی بن معین[2]، ابن جارود[3]، احمد بن خراش[4]، امام جوزجانی[5]، سعید بن جبیر[6]، ابن حزم ظاہری[7]، امام ابو حاتم رازی[8]، امام نسائی[9]، امام

---

[1] المحلى بالآثار 268/10.

[2] تاريخ يحيي- برواية الدوري-76/2، الجرح و التعديل498/2.

[3] تعليقات تهذيب الكمال 470/4.

[4] المرجع السابق.

[5] أحوال الرجال ص50 – 28.

[6] تعليقات تهذيب الكمال 470/4.

[7] المحلى بالآثار 204/2- 171/8- 405/9- 61/10، الأحكام في أصول الأحكام 123/2- 68/6.

[8] الجرح والتعديل 498/2.

[9] ضعفاؤه ص73-98.

ابوزرعہ[1]، امام بخاری[2]، امام دارقطنی[3]، امام ابن حجر عسقلانی[4]۔ تمام ائمہ کے اسماء کے ساتھ آپ کے ذکر کردہ حوالہ جات بھی حاشیہ میں درج ہیں۔

- امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کئی رواۃ کی تجریح فرمائی جن میں سے بعض مشہور یہ ہیں:

1. طلق بن حبیب۔[5]
2. زید بن عیاش۔[6]
3. جابر بن جعفی۔[7]
4. ابو جعفر محمد بن علی بن نعم جس کا لقب شیطان طاق۔[8]

- جن رواۃ کی امام اعظم رضی اللہ عنہ نے توثیق کی ہے ان میں سے چند مشہور یہ ہیں:

1. عطاء بن ابی رباح۔[9]
2. سفیان ثوری۔[10]
3. سفیان بن عیینہ۔[11]
4. ربیعہ۔
5. ابوزناد۔

---

[1] المرجع السابق.

[2] الضعفاء الصغير ص49-52.

[3] سنن الدارقطني 331/1- 355/1.

[4] التلخيص الحبير 4/2.

[5] ميزان الاعتدال في نقد الرجال 471/3.

[6] ميزان الاعتدال في نقد الرجال 156/3، لسان الميزان 244/7.

[7] تفصیل ماقبل گزر چکی۔

[8] تفصیل ماقبل گزر چکی۔

[9] تذكرة الحفاظ 98/1، سير أعلام النبلاء 78/5.

[10] تذكرة الحفاظ 203/1، سير أعلام النبلاء 229/7.

[11] تفصیل ماقبل گزر چکی۔

6. جعفر بن محمد۔

۞ جن رواۃ کی امام اعظم رضی اللہ عنہ نے توثیق کی انکی دیگر ائمہ حدیث نے بھی توثیق کی بطور مثال امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی امام اعظم نے توثیق کی دیگر ائمہ جنہوں نے امام سفیان بن عیینہ کی توثیق کی ان میں سے اکثر کا ذکر پہلے ہو چکا بعض وہ جنکا ذکر نہ ہوا انکے اسماء یہ ہیں:

امام ذہبی[1]، امام خطیب بغدادی[2]، امام عجلی[3]، امام شافعی[4]، امام احمد بن حنبل[5] امام دار قطنی[6]، امام ابن حزم[7]، امام ابن سعد[8]۔

فصل دوم

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے بیان میں

اس فصل کے اغاز سے قبل چند امور پر روشنی ڈالنی ضروری ہے جیسے:

1. شرق و غرب نے جن علماء کے تقوی و پرہیز گاری، علم عمل، عظمت و رفعت پر گواہی دی ہو ایسے علماء کی شان میں الفاظ سیئہ کا استعمال یا ایسے جملے جو انکی شان کے لائق نہ ہو استعمال کرنا ناجائز ہیں ساتھ ہی ایسے انسان کا برے خاتمہ کا خدشہ بھی ہے اور ائمہ میں سے امام اعظم رضی اللہ عنہ جو کہ مذاہب معتبرہ کی جان ہیں ہر مذہب کے امام نے آپ کی علمی صلاحیات کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ آپ کے مذہب پر فتوے بھی دئے آپ کے اقوال کی طرف رجوع بھی کیا اللہ کریم نے آپ کو اپنے دین کی اتنی بڑی اور بے مثال خدمت کے لئے چنا اور آپ کا ذکر اللہ کریم نے سیکڑوں سالوں بعد بھی لسان امت پر جاری

---

[1] سير أعلام النبلاء 114/9.

[2] تاريخ بغداد 174/9.

[3] الثقات لامام عجلي 741/1.

[4] مقدمة الجرح والتعديل ص32.

[5] المرجع السابق.

[6] سنن الدارقطني 312/1.

[7] المحلى بالآثار 162/6.

[8] طبقات ابن سعد 498/5.

رکھا اور قیامت تک ان شاء اللہ تعالیٰ یوں ہی جاری رہے گا علماء کی شان میں غیر مہذب الفاظ کا استعمال ممنوع وناپسندیدہ ہے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **فصل في النهي الأكيد والوعيد الشديد لمن يؤذي أو ينتقص الفقهاء والمتفقهين والحث على إكرامهم وتعظيم حرماتهم قال الله تعالى ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾.[1]وقال تعالى ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾-[2] وقال تعالى ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾.[3] وقال تعالى ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا﴾.[4] وثبت في صحيح البخاري عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ أن الله عز وجل قال من آذى لي وليا فقد آذنته بالحرب-**

*** وروى الخطيب البغدادي عن الشافعي وأبي حنيفة رضي الله عنهما قالا إن لم تكن الفقهاء أولياء الله فليس لله ولي-**

*** وفي كلام الشافعي الفقهاء العاملون-**

*** وعن ابن عباس رضي الله عنهما: من آذى فقيها فقد آذى رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن آذى رسول الله ﷺ فقد آذى الله تعالى عز وجل-**

*** وفي الصحيح عنه ﷺ من صلى الصبح فهو في ذمة الله فلا يطلبنكم الله بشئ من ذمته.**

*** وفي رواية فلا تخفروا الله في ذمته وقال الإمام الحافظ أبو القاسم بن عساكر** رحمۃ اللہ علیہ**: اعلم يا أخي وفقني الله وإياك لمرضاته وجعلنا ممن يخشاه ويتقيه حق تقاته أن لحوم العلماء مسمومة، وعادة الله في هتك أستار منتقصيهم معلومة، وأن من أطلق**

---

[1] سورة الحج 32.

[2] سورة الحج 30.

[3] سورة الحجر 88.

[4] سورة الأحزاب 58.

لسانه في العلماء بالثلب، بلاه الله قبل موته بموت القلب (فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم).[1]

یہ فصل یقینی منع اور شدید وعید کے بیان میں ہے اس شخص کے لئے جو فقھاء اور طلاب فقہ کو ایذاء دیتے ہیں اور انکی تنقیص شان کے مرتکب ہوتے ہیں، اور یہ فصل جماعت فقھاء اور انکی حرمات کی تعظیم وتکریم کی طرف رغبت دلانے کے بیان میں ہے۔

- اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔
- اور اللہ کریم فرماتا ہے: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔
- اور اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: اور مسلمانو کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔
- اور اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لے لیا۔
- تحقیق صحیح بخاری میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کریم فرماتا ہے: کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔
- خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ دونوں نے فرمایا: اگر فقھاء اللہ کریم کے ولی نہیں ہیں تو اللہ کریم کا کوئی ولی ہے ہی نہیں۔
- اور امام شافعی کے قول میں فقہاء باعمل ہے۔

[1] المجموع شرح المهذب ((مع تكملة السبكي والمطيعي)) 24/1.

- اور جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: جس نے کسی فقیہ کو اذیت دی اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی اور جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی اسنے اللہ کریم کو اذیت دی۔

قلت:فقد قال الله ﷻ:﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ﴾-[1] اور بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

- اور صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے سو اللہ اپنی پناہ کا حق جس سے طلب کرے گا (یعنی اگر اس کو ستاؤ گے جو صبح کی نماز پڑھ چکا ہے تو گویا اللہ کی پناہ میں خلل ڈالا اور اس کا حق تلف کیا)۔

- اور روایت میں ہے: پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی پناہ میں خیانت نہ کرو۔

- امام حافظ ابو القاسم بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے میرے بھائی! تو اس بات کو جان لے اللہ کریم مجھے اور تمہیں اسکی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اس جماعت کا حصہ بنادے جو اس سے ڈرنے والے ہیں جیسے ڈرنے کا حق ہے۔ علماء دین کو اللہ کریم نے وارث ِ انبیاء بنایا تو تعظیم و توقیر انکا حق ہے۔ (انکی اہانت دین و شریعت کی اہانت ہے) اور اللہ کریم کی عادت مبارک ہم جانتے ہیں جو اسکی راہ پر چلنے والوں کی عصمت دری کرتا، اور جو علماء حق کی عیب جوئی میں اپنی زبان کو دراز کرتا ہے اللہ کریم اس کا دل اسکی موت سے پہلے ہی مردار کر دیتا ہے۔ (اسکا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا)۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: توڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر کوئی دردناک عذاب پڑے۔

---

[1] سورة الأحزاب 57.

2. اللہ کریم جَلَّ جَلَالَہٗ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾.[1] اے ایمان والوں بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

اس مقام پر مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا: جس گمان سے اللہ کریم نے منع فرمایا ہے وہ اہل خیر و نیک لوگوں کے بارے میں ہے اور پورا عالم اسلام و بعض غیر مسلمین امام اعظم کے علم، خداد صلاحیات، زہد و تقوی وغیرہ کے گواہ ہیں تو آپ کے بارے میں برا گمان کرنا کیسے روا ہو سکتا ہے۔

3. اس بات کا ہم ذکر کر چکے کے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تعلق کبار تابعین، و ائمہ، فقہاء سے ہے اور اس پر آپ کے معاصرین اور انکے بعد آنے والی جماعتوں نے اس کی گواہی دی۔ آپ کی توثیق و عدالت صرف آپ کے معاصرین نے ہی نہیں کی بلکہ بعد آنے والے ائمہ و محدثین نے بھی اس کا اعتراف کیا جنکا تعلق ہر مذہب سے تھا شافعی، مالکی، حنبلی، حنفی وغیرہ۔ تو بعض کا آپ کے بارے میں جرح کرنا غیر مقبول، مردود ہے۔

4. بات صرف یہیں تک نہ رہ جاتی بلکہ جس کی امام صاحب نے جرح فرمادی اس کی توثیق مردود ہے اور جس کی آپ نے توثیق فرمادی اس پر جرح غیر مقبول ہے جیسا کے ہم آگے ذکر کریں گے۔

5. وہ کتب جن میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر جرح کی گئی ہے وہ یہ ہیں:

1- تاریخ الخطیب البغدادی۔

2- الضعفاء والمتروکین۔

3- مصنف ابن ابی شیبہ۔

4- الکامل لابن عدی۔

[1] سورة الحجرات 12.

1. اعتراض اول: آپ نے قیاس کو حدیث پر مقدم کیا۔

بعض ناقدین کا یہ کہنا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا اور اپنے قیاس پر فتوی دیا اور اس قول کے قائل امام المحدثین امام ابن شیبہ بھی ہیں۔

جواب: اکثر اہل علم کا یہ کہنا ہے: **اذا صح الحديث بطل الرأي و القياس** ۔امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اس قول کو جمیع مسائل کے استنباط میں مد نظر رکھا اور کسی مسئلہ میں حدیث کی مخالفت نہیں کی رہی بات وہ مسائل جس میں حدیث وارد ہوتے ہوئے بھی آپ نے قیاس پر فتوی دیا وہ آحادیث ہیں جنکی روایت یا راوی میں آپکے نزدیک خلل تھا مثلا حدیث آحاد آپ جا بجا فرماتے نظر آتے ہیں کہ حدیث واحد اگر قیاس کے موافق ہو گی تو وہ مقبول ورنہ قیاس پر عمل کیا جائے گا۔اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علماء نے فرمایا کہ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے اور کوفہ آحادیث گھڑنے کا مرکز تھا تو آپ تک جو حدیث واحد جسے خبر واحد بھی کہا جاتا ہے وہ پہنچتی تو آپ اسکے روات دیکھتے اگر روات ثقہ ہوتے تو آپ اس خبر واحد کے مطابق فتوی دیتے اور اگر روات میں کسی قسم کا خلل ہوتا تو آپ خبر واحد اور قیاس کو دیکھے آیا خبر واحد قیاس کے منافی ہے یا نہیں اگر منافی نہ ہوتی تب بھی آپ خبر واحد پر فتوی دیتے لیکن اگر خبر واحد کے روات ثقہ نہ ہوتے اور خبر واحد قیاس کے بھی منافی ہوتی تو آپ قیاس کے مطابق فتوی دیتے اس کی امثال فقہ حنفی سے تعلق رکھنے والوں پر مخفی نہیں کتب فقہ حنفی خبر واحد پر عمل کرنے اور قیاس کو چھوڑنے سے بھری پڑیں ہیں جن میں سے کچھ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم آگے بیان کریں گے۔ اور اگر اس مقولہ کو سامنے رکھا جائے تو ہی اس پورے کلام کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جب حدیث مرتبہ صحت تک پہنچ جائے تو قیاس و رائے کو چھوڑ دیا جائے گا۔۔ لیکن جب حدیث ہی مرتبہ صحت کو نہ پہنچے تو۔۔۔؟؟؟ یہی بات ہے کہ خبر واحد مرتبہ صحت تک آپ کے نزدیک نہیں پہنچی آپ نے قیاس کے مطابق فتوی دیا۔

کیا قیاس ورائے صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ہی خاصہ تھا دیگر ائمہ کرام نے رائے کے مطابق فتوی نہیں دیا۔۔؟؟

دیگر ائمہ کرام نے بھی فتوی دیتے وقت رائے کو دخل دیا جیسے کے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا: **لما قيل لأحمد : ما الذي نقم عليه؟ قال : الرأي ، قيل : أليس مالك تكلم بالرأي ، قال : بلى ، ولكن أبو حنيفة أكثر رأيا منه، قيل: فهل أتكلم في هذا بحصته وهذا بحصته؟ فسكت أحمد۔**[1] جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ ان میں (امام اعظم رضی اللہ عنہ) کیا چیز ناپسند کی گئی۔؟ کہتے ہیں رائے۔ تو انسے کہا گیا کیا امام مالک رائے پر فتوی نہیں دیتے تھے ۔؟؟ آپ نے فرمایاہاں بلکل۔ لیکن ابو حنیفہ ان سے زیادہ رائے کو دخل دیا کرتے تھے۔ پھر انسے کہا گیا تو کیا آپ لوگ خاص یہ (رائے کے دخل کو ناپسندیدگی) صرف انہیں پر ظاہر نہیں کرتے۔ تو کیا آپ لوگ خاص یہ (رائے کے دخل کو ناپسندیدگی) صرف انہیں پر ظاہر نہیں کرتے۔۔۔؟؟؟؟ تو امام احمد اس پر خاموش ہو گئے۔

جیسا کہ ذکر ہوا رائے پر عمل کرنا شریعت میں ناپسندیدہ عمل نہیں ممنوع تب ہو گا جب رائے نص قطعی یا حدیث صحیح صریح کے مخالف ہو تو تمام فقہاء نے قیاس کرتے ہوئے رائے کے مطابق فتوی دیا ۔ اور امام مالک کے لئے امام لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **أَحصيتُ على مالك سبعين مسألةً، قال فيها برأيه، وكلُّها مخالفةٌ لسنةِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم، ولقد كتبتُ إليه أعِظُهُ في ذلك.** میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے (۷۰) مسائل جمع کیا جس میں انہوں نے اپنی رائے کے مطابق فتوی دیا تھا اور سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آحادیث کے مخالف تھے میں نے خط لکھ کر اس پر تنبیہ کی۔

[1] التعليق الممجد على موطأ محمد (شرح لموطأ مالك برواية محمد بن الحسن) 42/1.

فقہاء ملت میں سے کوئی ایک امام بھی ایسا نہیں ہوا جس نے کبھی اپنی رائے کے مطابق فتوی نہ دیا ہو اور کوئی ایسا بھی نہیں کہ جب اس کے سامنے نبی کریم ﷺ کی حدیث آئی ہو اس نے اسے چھوڑ کر رائے پر فتوی دیا ہو اور اگر ایسا ہوا ہے تو اس کوئی وجہ کوئی حجت ضرور رہی ہے مثلاً۔ اس حدیث جیسی حدیث آگئی ہو جس نے اسے نسخ کر دیا ہو، یا اس کے خلاف پر اجماع ہو گیا ہو، یا سند میں کوئی طعن ہو وغیرہ۔ اگر کسی فقیہ نے بغیر کسی حجت کے حدیث صحیح کو چھوڑتے ہوئے اپنی رائے پر عمل کیا ہو یا فتوی دیا ہو تو اسکی عدالت و ثقاہت باطل ہو جائی گی اور اسے فاسقین کے درجہ میں شمار کیا جائے گا۔

بات ائمہ مجتہدین ہی کی نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی رائے پر اجتہاد فرمایا اور اصولوں پر قیاس کرتے ہوئے عمل کیا جیسے کہ امام مسلم نے روایت فرمائی: **وحدثني عبد الله بن محمد بن أسماء الضبعي، حدثنا جويرية بن أسماء، عن نافع، عن عبد الله، قال: نادى فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم انصرف عن الأحزاب «أن لا يصلين أحد الظهر إلا في بني قريظة»، فتخوف ناس فوت الوقت، فصلوا دون بني قريظة، وقال آخرون: لا نصلي إلا حيث أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وإن فاتنا الوقت، قال: فما عنف واحدا من الفريقين۔**[1]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، جب آپ ﷺ غزوۂ احزاب سے لوٹے تو آپ ﷺ کے منادی نے پکارا کوئی ظہر کی نماز نہ پڑھے جب تک بنی قریظہ کے محلہ میں نہ پہنچے، بعض لوگ ڈرے ایسا نہ ہو کہ نماز قضا ہو جائے۔ انہوں نے وہاں پہنچنے سے پہلے پڑھ لی اور بعض نے کہا کہ ہم نہیں پڑھیں گے مگر جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اگرچہ نماز قضا ہو جائے، (پھر جب نبی کریم ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو) آپ ﷺ دونوں گروہوں میں سے کسی گروہ پر خفا نہیں ہوئے۔

---

[1] صحیح مسلم 1770.

اس حدیث کی شرح میں علماء یہ ہی فرماتے ہیں کہ جنہوں راستے میں نماز پڑھی انہوں نے رائے کے مطابق اجتہاد کیا اور جنہوں نے راستے میں نماز ادا نہیں کی انہوں نے نبی کریم ﷺ کے قول پر عمل کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے دونوں گروہوں کو مصیب قرار دیتے ہوئے سکوت فرمایا۔

بات صحابہ پر ہی نہیں رکتی نبی کریم ﷺ نے بھی اجتہاد فرمایا اور آپ کا اجتہاد خطاء سے بری تھا آپ کا اجتہاد اللہ کریم کی منشا کے مطابق ہوتا تو اسے بر قرار رکھا جاتا ورنہ وحی نازل فرما کر اللہ کریم اس اجتہاد پر آپ کو قائم نہیں رکھتا جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں آیا: **حدثنا إسماعيل ابن علية، عن داود، عن الشعبي، قال: «كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقضي القضاء، ثم ينزل القرآن بغير الذي قضى به، فلا يرده، ويستأنف»**۔[1] جناب شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوئی فیصلہ فرماتے تھے پھر قرآن کریم اس فیصلہ کے بر عکس نازل ہوتا تھا جو فیصلہ آپ نے فرمایا ہوتا تھا تو آپ ﷺ اس فیصلہ کو لوٹاتے نہیں تھے بلکہ از سر نو فیصلہ فرماتے۔

ساتھ ہی یہ بات واضح رہے یہ اعتراض کرنے والے اصول احناف سے نابلد ہیں اور اس کی وجہ پہلے ذکر کی کہ خبر واحد پر عمل کرنے کا طریق امام اعظم کا دیگر فقہاء سے مختلف ہے۔ جیسا کے امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تصریح فرمائی: **ان خبر الواحد لا يقبل اذا خالف الأصول الجمع عليها فحينئذ يقدم القياس عليه وقد اعتذر عن تقديمه القياس على خبر الواحد ؛ بأن ذلك لموجب ، لا عبثا ، ولا ردا للحديث مع سلامته عن القوادح ، حاشاه الله تعالى من ذلك ، بل لموجب أي موجب : إما كونه لم يطلع على الحديث [وفيه بعد]، أو لم يصح عنده ، أو كون راويه غير فقيه وقد خالف القياس ، ومن ثم ردوا حديث أبي هريرة رضي الله عنه في المصرات ، لكن أنتصر جماعة من الحنفية لما عليه أكثر العلماء من أن فقه الراوي ليس شرطا لتقديم الخبر على القياس، قالوا: وقد عمل أصحابنا بحديث أبي هريرة رضي الله عنه: {إذا أكل الصائم أو شرب ناسية ...**

---

[1] مصنف ابن أبي شيبة 29106.

}مخالفته للقياس، حتى قال أبو حنيفة: (لولا الرواية؛ لقلت بالقياس) وقد ثبت عن أبي حنيفة رضي الله عنه ، أنه قال: (ما جاءنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ فعلى الرأس والعين) ولم ينقل عن أحد من التلف اشتراط فقه الراوي، فثبت أن القول بأشتراطه قول محدث، قال بعضهم: على أن أبا هريرة كان فقيها؛ إذ لم يعدم شيئا من أسباب الاجتهاد، وقد كان يفتي في زمن الصحابة، وما كان يفتي في ذلك الزمن إلا فقيه مجتهد.

وتبعه على ذلك المحيوي القرشي في طبقات الحنفية فقال: (إنه من فقهاء الصحابة، كما ذكره ابن حزم، وقد جمع شيخنا شيخ الإسلام التقي السبكي فتاويه في جزء سمعته منه) أنتهى.[1] [2]

شیخ الاسلام علامہ محقق وقت شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو عامر بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ کی کلام کو ذکر کیا: خبر واحد جب جمع کے اصولوں کے خلاف ہو تو خبر واحد کو قبول نہیں کیا جائے گا اس وقت قیاس کو خبر واحد پر مقدم کیا جائے گا۔ اس وقت قیاس کو خبر واحد پر مقدم کرنا ہی حجت کا تقاضا ہے نہ کہ حدیث صحیح سالم عن القدح کو رد کرنے کے لئے اللہ کریم اس شر سے محفوظ فرمائے، بلکہ کئی اسباب میں سے کوئی بھی ایک سبب ہو سکتا ہے: یا تو وہ فقیہ اس حدیث پر مطلع نہیں ہو سکا [اور یہ بعید ہے] یا اس کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں، یا راوی حدیث فقیہ نہیں اور اس نے قیاس کی مخالفت کی اسی سبب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مصرات والی حدیث کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن احناف کی جماعت نے اس پر رد کیا اور اسی پر احناف کی اکثریت ہے کہ خبر واحد پر قیاس کو ترجیح دینے کے لئے راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں۔ اور وہ کہتے ہیں ہمارے اصحاب نے جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث {إذا أكل الصائم أو شرب ناسية ... } جب روزے دار بھلوے سے کھالے یا پی لے

[1] الجواهر المضية في طبقات الحنفية 418/1.

[2] الخيرات الحسان في مناقب أبي حنيفة النعمان ص172-173.

(تو وہ اپنا روزہ مکمل کرے پس اسے اللہ کریم نے کھلایا اور پلایا ہے) پر عمل کیا ہے جبکہ یہ حدیث قیاس کے مخالف ہے۔ یہاں تک کے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ تک فرمادیا کہ اگر اس معاملے میں روایت نہ ہوتی تو میں قیاس سے ہی مسئلہ حل کرتا۔ اور تحقیق امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ثابت ہے آپ نے فرمایا: جو کچھ بھی رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہم تک پہنچے گا وہ ہماری سر انکھوں پر۔ اور فقہاء سلف میں سے کسی نے بھی راوی کے فقیہ ہونے کی شرط نہیں لگائی۔ تو ثابت ہوا کہ راوی کے فقیہ ہونے کی شرط جدید قول ہے۔ اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ تھے۔ کوئی بھی سبب اجتہاد ان میں معدوم نہیں۔ وہ صحابہ کے دور میں فتوی دیا کرتے تھے ایسے دور میں کے جب صرف فقیہ مجتہد ہی فتوی دے سکتا تھا۔

اس بات کو امام محبو ی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''طبقات الحنفیہ'' میں فرمایا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق فقہاء صحابہ سے تھا جیسا کے ابن حزم ظاھری نے ذکر کیا اور اسے ہمارے شیخ، شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا فتاوی کے اس جز میں ذکر کیا جو میں نے ان سے سنا۔

خبر واحد حجت کب بنے گی کا مسئلہ دور صحابہ میں بھی پیش آیا اشارۃ مسئلہ ذکر کر دیا جاتا ہے تفصیل مطولات سے دیکھی جاسکتی ہے۔ خبر واحد (الطلاق بالرجال) یعنی طلاق میں عدد کا تعلق مرد کے آزاد اور غلام ہونے سے ہے یا عورت کی آزادی و گلامی سے ہے ایسے ہی مسئلہ عدت بھی ہے۔

اسی طرح خبر واحد قرآن عظیم کے عموم کے مقابل ہو تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک خبر واحد سے تخصیص جائز نہیں جیسے: ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾.[1] میں ''ما'' کی تخصیص خبر واحد [لا صلاۃ الا بفتحۃ الکتاب] سے کی جاسکتی ہے اور نماز میں سورہ فاتحہ کو پڑھنا فرض قرار دیا جاسکتا ہے کہ نہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہیں کی جاسکتی۔

[1] سورۃ المزمل 20.

احناف کے نزدیک حدیث کی کس قدر اہمیت ہے علامہ ابن حزم ظاہری کے اس قول سے معلوم کیا جا سکتاہے: **جميع الحنفية مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة: أن ضعيف الحديث عنده أولى من الرأي.**[1] ابن حزم کہتے ہیں کہ تمام کے تمام حنفی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف بھی ان ک نزدیک قیاس ورائے سے اولیٰ ہے۔

علامہ ابن حزم کی اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتاہے رکوع و سجود والی نماز میں بالغ کا قہقہہ نماز اور وضوء دونو فاسد کر دیتاہے۔

قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہونی چاہئے کیوں کہ علت نہیں پائی جارہی وہ ہے سبیلین سے نجاست کا خروج یا دبر سے ریح وغیرہ لیکن اس مسئلہ میں ایک حدیث ہے نابینا صحابی کے پانی کے گڑھے میں گرنے والی اس کی وجہ سے احناف بالغ کے قہقہہ سے نماز کے فساد کا قول کرتے ہیں جبکہ وہ حدیث ضعیف ہے۔

ایسے ہی سفر میں نبیذ تمر سے وضو والی حدیث کو قیاس پر مقدم کرنا غرض کے ایسی مثالیں فقہ حنفی میں لاتعداد ہیں اگر جہالت کا چشمہ اتار کر منصفانہ نظریے سے دیکھا جائے۔

- **اعتراض دوم: ائمہ ستہ کا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت نہ کرنا اور آپ کا تعلق فرقہ مرجئہ سے ہونے کا الزام:**
  - امام بخاری سمیت دیگر ائمہ ستہ نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی اپنی کتب میں روایت نہیں لی تو اس عدم روایت سے آپ ضعیف ہوئے۔۔؟؟
  - عدم روایت کیا اس لئے کہ آپ کا تعلق فرقہ مرجئہ سے تھا۔۔؟؟

جواب: اس سوال کے ۲ اجزاء ہیں:

---

[1] ملخص إبطال القياس والرأي والاستحسان والتقليد والتعليل لابن حزم ص68، فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي 110/1۔

1- امام اعظم رضی اللہ عنہ سے عدم روایت آپ کے ضعف پر دلالت کرتی ہے۔۔۔؟؟

2- عدم روایت کا سبب۔۔۔؟؟؟

3- آپ کا تعلق فرقہ مرجئہ سے تھایا۔۔۔؟؟؟

جواب جزءاول:

عدم روایت ضعف پر دلالت کرتی ہے کیا یہ قاعدہ تمام اکابرین کے لئے ہے یا صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے۔۔۔؟؟؟

اگر آپ کہیں کہ یہ صرف امام اعظم کے لئے ہے تو آپ کے قول کی اظہر من الشمس دلالت تعصب اور حسد پر ہے۔ اور اسکی وضاحت ہم باب دوم فصل اول میں کر چکے لیکن چند اقوال علماء اور ذکر کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ شیخ الاسلام امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **والحذر كل الحذر من هَذَا الحسبان بل الصَّوَاب عندنَا أَن من ثبتَتْ إِمَامَته وعدالته وَكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحه وَكَانَت هُنَاكَ قرينَة دَالَّة عَلَى سَبَب جرحه من تعصب مذهبي أَو غَيره فَإنَّا لَا نلتفت إِلَى الْجرْح فِيهِ ونعمل فِيهِ بِالْعَدَالَةِ وَإِلَّا فَلَو فتحنا هَذَا الْبَاب أَو أَخذنَا تَقْدِيم الْجرْح عَلَى إِطْلَاقه لما سلم لنا أحد من الْأَئِمَّة إِذْ مَا من إِمَام إِلَّا وَقد طعن فِيهِ طاعنون وَهلك فِيهِ هالكون .**[1]

بچا خود کو ہر طریقے سے بچا اس عمل سے بلکہ ہمارے نزدیک درست یہ ہے کہ جس ذات کی امامت و عدالت ثابت ہو ا اور اس کی مدح کرنے والے کثرت سے ہوں اور پھر کسی شخص نے اٹھ کر اس پر جرح کر دی تو وہاں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو گی جو اس کے مذہبی تعصب یا کسی اور قسم کے تعصب پر دلالات کر رہی ہو گی۔ تو ہم ایسے شخص کی جرح کو کسی قسم کی اہمیت نہیں دینگے اور اس معاملے میں ہم اس ذات کی عدالت کا قول کرینگے ورنہ اگر اس طرح یہ باب کھول دیا یا ہم نے علی الاطلاق جرح کی

---

[1] طبقات الشافعية الكبرى 9/2.

تقدیم کا قول کر دیا تو کوئی فقیہ کوئی محدث اس جرح سے نہ بچ پائے گا کیوں کہ ائمہ میں سے کوئی ایسا نہیں ہوا جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور اس طعن کے سبب وہ طاعن ہلاک نہ ہوا ہو۔

پھر کچھ کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: **ما عرفناك أولا من أن الجارح لا يقبل منه الجرح وإن فسره في حق من غلبت طاعاته على معاصيه ومادحوه على ذاميه ومزكوه على جارحيه إذا كانت هناك قرينة يشهد العقل بأن مثلها حامل على الوقيعة في الذى جرحه من تعصب مذهبي أو منافسة دنيوية كما يكون من النظراء أو غير ذلك فنقول مثلا لا يلتفت إلى كلام الثوري أو غيره في أبي حنيفة وابن أبي ذيب في مالك وابن معين في الشافعي والنسائي في أحمد بن صالح.**[1]

پہلے جو ہم نے تمہیں بتایا کے جرح کرنے والے کی جرح کسی صورت مقبول نہیں اگرچہ وہ تفسیر کرے ان ہستیوں کے بارے میں جن کی طاعت معاصیت پر، ان کے مدح کرنے والے ذم کرنے والوں پر، انکی توثیق کرنے والے جرح کرنے والوں پر غالب ہوں جبکہ وہاں کوئی قرینہ بھی موجود ہو جو اور عقل اس بات کی گواہی دے رہی ہو کہ اس کی مثل اس جرح میں صرف مذہبی تعصب یا دنیاوی لالچ کے سبب پڑا ہے جیساکے مختلف نظریے رکھنے والوں کے بیچ ہوتا ہے۔ تو اس وقت ہم امام ثوری یا ان کے علاوہ کے اس کلام کو بلکل اہمیت نہیں دینگے جو انہوں نے امام ابو حنیفہ کے لئے کہا اور نہ ہی ابن ابی ذئب وغیر کے امام مالک کے لئے اور نہ ہی ابن معین کے امام شافعی کے لئے اور نہ ہی امام نسائی کے امام احمد بن صالح کے لئے۔

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **لا يقبل فيمن اتخذه جمهور من جماهير المسلمين إماما في الدين قول أحد من الطاعنين: إن السلف رضي الله عنهم قد سبق من بعضهم في بعض كلام كثير، منه في حال الغضب ومنه ما حمل عليه الحسد۔**[2]

---

[1] الخيرات الحسان في مناقب أبي حنيفة النعمان ص166-167، عقود الجمان ص394.

[2] جامع بيان العلم وفضله 1093/2.

جس ہستی کو جمہور مسلمانوں نے اپنا امام تسلیم کیا ہو اس کے بارے میں کسی طاعن کا طعن اور کسی جرح کرنے والے کی جرح بلکل مقبول نہیں کیوں کہ علماء سلف رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے بعض کے بارے میں بہت سے نامناسب کلام کیے ہیں ان میں سے کچھ غصہ میں کئے اور کچھ کو حسد پر محمول کریں گے۔

امام علاء الدین علی بن عثمان الماردینی المعروف ابن الترکمانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۵۰ھ اپنی کتاب "الجوهر النقي على سنن البيهقي" میں حدیث[لا يقتل النساء إذا ارتددن] پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **وان ضعف لاجل أبى حنيفة فهو وان تكلم فيه بعضهم فقد وثقه كثيرون واخرج له ابن حبان في صحيحه واستشهد به الحاكم في المستدرك ومثله في دينه وورعه وعلمه لا يقدح فيه كلام اولئك وقد ذكر جماعة من السلف انه كان محسودا حكى أبو عمر في كتاب الانتقاء في فضائل الثلاثة الفقهاء عن حاتم بن داود قال قلت للفضل بن موسى البنانى ما تقول في هؤلاء الذين يقعون في حق أبى حنيفة فقال ان ابا حنيفة جاءهم بما يعقلونه من العلم وما لا يعقلونه ولم يترك لهم شيئا فحسدوه .**[1]

بات حدیث کے روات پر چل رہی ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا تو ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کے تمام روات ایسے ہیں جن سے کسی نہ کسی محدث نے اپنی کتاب میں روایت ذکر کی ہے جیسے امام بخاری و مسلم، سوائے امام ابو حنیفہ کے اور اس حدیث کا شاہد امام حاکم نے اپنی مستدرک میں ذکر کیا ہے تو آپ اس حدیث کو ضعیف امام ابو حنیفہ کی وجہ سے کہہ رہے ہو۔ اگرچہ بعض نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے لیکن اکثر نے انکی ثقاہت کو بھی تو بیان کیا ہے۔ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں آپ سے حدیث ذکر کی ہے اور امام حاکم المستدرک میں آپ کی حدیث کو بطور شاہد لائیں ہیں اور

---

[1] الجوهر النقي على سنن البيهقي 203/8=204.

آپ جیسی ہستی کی خدمت دین میں، علم میں ایسوں کی رد قدح کوئی اثر نہیں رکھتی۔ اور اسلاف علماء نے امام اعظم کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ لوگ آپ سے حسد کیا کرتے ہیں۔ ابو عمر ابن عبد البر نے اپنی کتاب" الانتقاء في فضائل الثلاثة الفقهاء "میں حاتم بن داود کے حوالے سے ایک حکایت بیان کی حاتم بن داود کہتے ہیں میں نے جناب فضل بن موسی سینانی سے پوچھا: جو لوگ امام ابو حنیفہ کے بارے میں طعن و تشنیع کرتے ہیں انکے بارے میں آپ کیا کہتے ہو۔۔۔؟؟؟؟ وہ کہنے لگے کہ امام ابو حنیفہ نے معقولات اور غیر معقولات سب میں اپنے علم و مہارت کا سکہ منوایا اور ایسے لوگوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا تو وہ لوگ آپ سے حسد کرنے لگ گئے۔

لہذا صرف امام صاحب کے لئے یہ قاعدہ سوائے تعصب و حسد پر مبنی ہونے کے اور کچھ نہیں۔

یا آپ کہیں گے کے یہ قاعدہ سب ائمہ کے لئے برابر ہے۔۔۔ تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ائمہ ستہ نے جس سے حدیث روایت نہیں کی وہ شیخ ضعیف ہے۔۔۔۔!!!

اولا: تو یہ بات غیر معقول ہے۔۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ تابعین سے لے کر ائمہ محدثین تک جتنے شیوخ گزرے ان میں سے اکثر کے لئے ضعیف کا قول کرنا پڑے گا اس طرح دیگر ائمہ جیسے امام دارمی ہیں، امام ابن ابی شیبہ ہیں، اور احمد بن حنبل ہیں امام ابن حبان ہیں الغرض ائمہ حدیث میں سے ائمہ ستہ کے علاوہ نے اپنی کتاب میں حدیث غیر شیوخ ستہ سے کی وہ حدیث ضعیف ہے۔۔۔۔۔!!!

تو کیا یہ قول کرینگے۔۔۔؟؟؟ کوئی عاقل اس قول سے راضی نہیں ہو گا۔

پھر اعتراض ہو گا کہ ائمہ ستہ میں سے جمیع درجہ میں برابر ہیں یا ان کے درجات میں تفاوت ہے۔ اگر آپ کہیں تفاوت نہیں تو یہ بات ہمیں تسلیم نہیں کیونکہ اہل سنت کے ہاں ترتیب صحاح ستہ کو ملحوظ

رکھا جاتا ہے اگر درجات میں تفاوت نہیں ہوتا تو ترتیب کا قول عبث ہوتا۔اگر آپ کہیں کہ درجات میں تفاوت ہے تو اب ہم کہیں گے کہ یہ تفاوت تو آپ کے اس قاعدہ ہی کے لئے مضر ثابت ہو رہا ہے۔بایں طور کہ ایک شخص امام بخاری کے شیخ ہیں لیکن آپ نے ان سے حدیث روایت نہیں کی تو وہ ضعیف ہوا، لیکن امام مسلم نے ان سے حدیث روایت کی ہے، تو امر یہ لازم آیا کہ صحیح مسلم کی آحادیث کو ضعیف کہنا پڑا، اسی طرح امام بخاری و مسلم (شیخین) رحمۃ اللہ علیہما نے اپنے کسی شیخ سے حدیث اپنی اپنی صحیح میں روایت نہیں کی تو وہ ضعیف ہوا اور اسکا ضعف قوی ہوا کے شیخین نے روایت نہیں کی عدم روایت ضعف پر دلالت کرتی ہے لیکن امام ابو داؤد نے ان کے واسطہ سے حدیث روایت کی تو یہ انکی سنن میں خرابی لازم آرہی ہے۔ایسے ہی ائمہ ستہ میں سے امام بخاری کے علاوہ باقی سب نے اپنی کسی ایک خاص شیخ سے حدیث روایت نہیں کی تو وہ سب اسکے ضعف پر متفق ہیں لیکن امام بخاری نے اپنی صحیح میں انسے روایت کی تو اب صحیح بخاری کی حدیث کو دیگر ائمہ کی عدم روایت کی وجہ سے ضعیف کہنا پڑے گا۔۔۔یہ خرابی کہاسے لازم آئی کہ آپ نے عدم روایت کو ضعف کا سبب قرار دیا جو کہ باطل ہے۔

ثانیا:عدم روایت کو ضعف کا سبب مانیں تو کلام امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل سے متعلق بھی یونہی کرنا پڑے گا یعنی ان تمام نفوس صالحہ ثقات کو ضعیف کہنا پڑے گا۔۔۔تفصیل اسکی یہ ہے کہ:

صحیحین میں امام شافعی سے ایک بھی روایت نہیں لی گئی باوجود اس کے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری و امام مسلم کے شیوخ میں سے ہیں:

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **لم يروِ عن الشافعي في الصحيح.**[1] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت نہیں کیا۔

امام بخاری خود شافعی ہیں یا نہیں اس پر کلام ہے لیکن آپ کے اکثر اجتہاد امام شافعی کے موافق ہیں اس کے باوجود آپ نے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی۔ اسی طرح امام مسلم نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نہیں کی۔ تو کیا امام شافعی کے ضعف کا قول کیا جائے۔۔؟؟

امام بخاری امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں آپ 8 مرتبہ بغداد تشریف لے گئے اور خود ان سے سماعت حدیث کی اور اس بات کو خود بیان کرتے ہیں: **دخلت بغداد آخر ثمان مرات كل ذلك أجالس أحمد بن حنبل.**[2] میں آٹھ مرتبہ بغداد گیا ہوں اور ہر بار امام احمد بن حنبل کی مجالست اختیار کی۔ لیکن روایت صرف ایک حدیث کی۔[3] امام ابن حجر فرماتے ہیں: **وليس للمصنف في هذا الكتاب رواية عن أحمد إلا في هذا الموضع.**[4] لیکن امام بخاری نے اس کتاب میں امام احمد بن حنبل سے اس جگہ کے علاوہ اور کوئی روایت براہ راست نہیں لی۔ ایک روایت بالواسطہ لی ہے کتاب المغازی کے آخر میں بس۔

تو اس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ضعف کی دلیل بنائیں۔۔۔۔۔؟؟؟

امام بخاری کے اور بھی ایسے جلیل القدر شیوخ ہیں جن سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کی تو ان سب کو ضعیف قرار دے دیا جائے۔۔؟؟

---

[1] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 33/1.

[2] تاريخ بغداد 340/2.

[3] صحيح البخاري 5105.

[4] فتح الباري شرح صحيح البخاري 154/9.

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری کے شاگرد ہیں۔[1] لیکن اس کے باوجود پوری صحیح میں امام مسلم نے امام بخاری سے ایک روایت نہیں لی۔ تو کیا امام مسلم کے نزدیک امام بخاری ضعیف تھے۔۔۔؟؟؟؟

امام قسطلانی فرماتے ہیں: روى عنه مسلم في غير الصحيح.[2] امام مسلم نے انسے صحیح کے علاوہ روایت کیا ہے۔

امام ابن حجر فرماتے ہیں: روى عنه مسلم في غير الجامع.[3] امام مسلم نے انسے جامع کے علاوہ روایت کیا ہے۔

اور امام مسلم کے کافی ایسے شیوخ ہیں جن سے امام مسلم نے ایک روایت بھی نہ لی تو وہ سب ضعیف ہوئے۔۔۔؟؟؟

امام ترمذی امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد کے شاگرد ہیں۔ امام ترمذی نے امام بخاری سے باب علل الحدیث میں تقریبا ۱۱۴ آحادیث لیں اور باقی کتاب میں چند ایک آحادیث ذکر کیں اسی طرح امام ابو داؤد سے پوری صحیح میں صرف تین آحادیث ذکر کیں اور اور امام مسلم سے صرف ایک حدیث روایت کی۔ تو کیا امام مسلم امام ترمذی کے نزدیک ضعیف تھے کہ باقیوں سے خوب استفادہ کیا جارہا ہے اور امام مسلم سے بلکل نہ ہونے کے مرادف جبکے آپ سفر و حضر میں امام مسلم کے ساتھ رہے[4] لیکن روایت کے معاملے میں آپ ان سے استفادہ نہیں کر رہے کیوں۔۔۔؟؟؟

---

[1] طبقات الحفاظ للسيوطي 252/1.

[2] إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري 33/1.

[3] تهذيب التهذيب 41/9.

[4] مختصر طبقات علماء الحديث 390/2.

جبکہ امام ترمذی اپنی سنن میں ایسے کئی رواۃ سے حدیث لی جن پر کثیر تعداد میں جرح کی گئی اور انہیں ضعیف قرار دیا گیا جیسے:

محمد بن حیان الرازی ۲۷ آحادیث، محمد بن یزید العجلی ۱۵ آحادیث، سفیان بن وکیع بن الجراح ۶۵ آحادیث، عمر بن اسماعیل بن الہمدانی سے ۵ آحادیث لیں ہیں۔

ان سب رواۃ کو کسی نہ کسی محدث نے جھوٹا، روایت میں قوی نہیں، ان سے مروی حدیث کو ترک کیا گیا ہے کہا ہے ان کے تراجم میں دیکھا جاسکتا ہے اسکے باوجود امام ترمذی نے ان سے آحادیث لیں لیکن امام مسلم سے صرف ایک اور امام ابو داؤ سے صرف ۳۔۔۔

دیگر شیوخ کو دیکھیں مثلاً قتیبہ بن سعید سے ۶۱۹، محمد بن بشار سے ۴۹۵، محمود بن غیلان سے ۳۴۲، ہناد بن السری سے ۲۸۶، محمد بن یحیی عدنی سے ۱۸۱، محمد بن علا سے ۱۹۳، علی بن حجر سے ۱۷۳، عبد الحمید بن حمید سے ۱۵۸ احمد بن منیع بغوی سے ۲۵۷ آحادیث روایت کیں ہیں ان تمام کا مجموعہ تقریبا ۲۷۰۴ بنتا ہے یعنی نصف کتاب سے زائد حجم ان نو اشخاص سے مروی روایات کا ہے اس کے باوجود امام مسلم اور امام ابو داؤد سے روایات کی حالت آپ سب کے سامنے ہے۔

امام نسائی امام بخاری کے شاگرد ہیں لیکن اس کے باوجود بقول امام قسطلانی امام نسائی نے ایک روایت بھی امام بخاری کی سند سے نہیں لی۔۔۔

کیا امام بخاری امام نسائی کے نزدیک ضعیف تھے۔۔؟؟؟

امام احمد بن حنبل نے سلسلۃ الذھب کے طریق سے صرف ایک روایت لی یعنی امام شافعی روایت کریں امام مالک سے وہ روایت کریں امام نافع سے اور وہ جناب ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کریں

اسے سلسلۃ الذھب کہا جاتا ہے جبکہ امام احمد نے صرف ایک روایت ذکر فرمائی تو اسے کیا مانیں کے امام احمد کے نزدیک سلسلۃ الذھب کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔۔۔۔؟؟؟

امام احمد بن حنبل امام شافعی کے شاگرد ہیں اور آپ نے امام شافعی سے امام مالک کی مؤطا بھی سنی امام احمد فرماتے ہیں: **سمعت المؤطا من بضعة عشر نفسا من حفاظ أصحاب مالك فأعدته على الشافعي لأني وجدته أقومهم به.**[1] فرماتے ہیں میں نے امام شافعی سے مؤطا امام مالک کو دوبارہ سماعت کیا کیونکہ میں نے انہیں باقی محدثین سے پختہ پایا حالانکہ میں اسے ان سے قبل دس سے زائد حفاظ حدیث سے سن چکا تھا جو کہ امام مالک کے شاگرد تھے۔

امام شافعی کو آپ دیگر حفاظ سے پختہ مان رہے ہیں اور سلسلۃ الذہب میں بھی امام شافعی کا دخل ہے ساتھ ہی علماء حدیث یہ فرمارہیں کے سلسلہ الذھب میں اگر امام شافعی کے بعد نیچے درجہ میں امام احمد بن حنبل آجائیں تو یہ آپ کی سب سے پختہ سند ہے۔۔۔ آپ نے آپنی مسند میں ۲۶،۳۶۳ آحادیث روایت کیں ان سب باجود اپنے شیخ امام شافعی سے صرف ۹ آحادیث روایت فرمارہے ہیں۔۔۔۔

آخر کیو کیا آپکے نزدیک امام شافعی ضعیف تھے جس کی وجہ سے آپ نے ان سے زیادہ آحادیث روایت نہیں فرمائیں۔۔۔۔؟؟؟؟

ان سب سوالوں اور سوالیہ نشان کا جواب ہے نہیں ہرگز نہیں۔

پھر اسکی کیا وجہ ہے۔۔۔؟؟

جواب جزء ثانی

---

[1] الإرشاد في معرفة علماء الحديث 231/1.

اسکی ۲ وجہیں ہیں:

عدم روایت ضعف کا سبب ہے یا ضعف عدم روایت کا سبب ہے دونوں کا جواب ملاحظہ ہو۔

1- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کئی تلامذہ سے ملے انسے روایت بھی کی اس کے باوجود امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث نہیں کی کیوں کہ آپ نے دیکھا کے امام اعظم سے آحادیث روایت کرنی والی پوری ایک جماعت آپ کے تلامذہ کی ہے جن میں یہ پندرہ اشخاص بھی شامل ہیں:

2- ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

3- ابو قاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل المعروف بالنفار رحمۃ اللہ علیہ۔

4- ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسی بن عیسی ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

5- ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصفھانی رحمۃ اللہ علیہ۔

6- ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد بن عبد اللہ انصاری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

7- ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ۔

8- حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ۔

9- قاضی ابو حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ۔

10- ابو بکر احمد بن محمد بن خالد بن خلی کلاعی رحمۃ اللہ علیہ۔

11- ابو عبد اللہ حسین بن محمد خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ۔

12- ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد)۔

13- محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد)۔

14- حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے)۔

15- محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد، دوسری روایت)۔

توامام بخاری نے وہ آحادیث نہیں لیں۔ محدثین کرام کا منہج ہے کو جو روایت فوت ہونے کا خدشہ ہو وہ اپنی صحیح میں لاتے ہیں توامام بخاری کو مرویات امام اعظم مفقود ہونے خدشہ نہ تھا آپ نے روایت نہیں فرمائیں۔

ایسے ہی امام مسلم نے امام بخاری کی سند سے آحادیث ذکر نہیں فرمائیں کیوں کے اگر آپ ذکر فرماتے تو ایک تو تکرار ہو جاتا جو کتاب کی شان کے لائق نہیں اور دوسرا آپ کی کتاب میں آحادیث کی تعداد دوگنی ہو جاتی مثلاا بھی آپ کی کتاب میں (3033) آحادیث ہیں میرے پاس موجود نسخہ کے مطابق۔ اور صحیح بخاری شریف میں آحادیث کی تعداد (7563) ہے تو اگر امام مسلم امام بخاری سے آحادیث نقل فرماتے تو امام مسلم کی صحیح کی تعداد کل (10596) ہوتی جو کہ تطویل بلا فائدہ ہے اور آپ کی کتاب کی وہ اہمیت نہ رہتی جو اس وقت ہے۔ اسی وجہ سے امام ترمذی نے امام مسلم سے زیادہ آحادیث روایت نہیں فرمائیں، غیرہ وغیرہ۔۔۔۔

عدم روایت کی دوسری وجہ امام بخاری کا امام اعظم سے ایمان کی تعریف میں اختلاف ہے تفصیل اسکی یہ ہے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایمان کی تعریف یوں ہے:

وهو قول وفعل، ويزيد وينقص.[1] ایمان قول اور فعل کا نام ہے اور وہ گھٹتا اور بڑھتا ہے۔

جبکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایمان کی تعریف ہے:

الإيمان هو الإقرار والتصديق وإيمان أهل السماء والأرض لا يزيد ولا ينقص.[2]

---

[1] صحيح البخاري 10/1.

[2] الفقه الأكبر 55/1.

ایمان (صرف زبان سے) اقرار اور (دل سے) تصدیق کا نام ہے، اور آسمان وزمیں والوں کا ایمان نہ گھٹتا ہے اور نہ ہی بڑھتا ہے۔

اس تعریف میں اختلاف کے سبب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں لی جیسے کہ آپ نے خود تصریح فرمائی:

"كتبت عن ألف نفر من العلماء وزيادة ولم أكتب إلا عمن قال: الإيمان قول وعمل، ولم أكتب عمن قال: الإيمان قول"[1].

میں نے ایک ہزار سے زیادہ علماء سے آحادیث لکھیں اور میں نے صرف اس محدث سے لکھی جس نے کہا کہ ایمان قول و فعل کا نام ہے۔ اور اس سے نہیں لکھیں جس نے صرف قول کو ایمان کہا۔

یہی سب سے اہم وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حدیث نہیں لکھی۔ لہذا امام بخاری نے امام اعظم کو ضعیف نہیں فرمایا، یا آپ کے ضعف کی وجہ سے آپ سے روایت نہیں لی بلکہ تعریف ایمان میں اختلاف کے سبب آپ نے روایت نہیں لی۔ تو اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ضعف کی وجہ سے عدم روایت نہیں اسی طرح عدم روایت ضعف کی دلیل نہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اس موقف کی کئی آیات مبارکہ تائید کرتیں ہیں جیسے: ﴿ **أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ** ﴾۔[2] ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا۔ ﴿**وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ**

---

[1] شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة 959/5، فتح الباري شرح صحيح البخاري 479/1.

[2] سورة المجادلة 22.

بِالْإِيمَانِ ﴾۔ [1] ترجمہ: اور اسکا دل ایمان پر جما ہوا ہے۔﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ﴾۔ [2]

ترجمہ: اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہا داخل ہوا۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابي داؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ سب میں یہ روایت ہے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں:**عن أسامة بن زيد – وهذا حديث ابن أبي شيبة – قال: بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في سرية، فصبحنا الحرقات من جهينة، فأدركت رجلا فقال: لا إله إلا الله، فطعنته فوقع في نفسي من ذلك، فذكرته للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أقال لا إله إلا الله وقتلته؟» قال: قلت: يا رسول الله، إنما قالها خوفا من السلاح، قال: «أفلا شققت عن قلبه حتى تعلم أقالها أم لا؟» فما زال يكررها علي حتى تمنيت أني أسلمت يومئذ۔** [3]

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک سریہ میں بھیجا ہم صبح کو لڑے حرقات سے جہینہ میں سے ہے (حرقات بضم حا اور فتح را ایک قبیلہ ہے) پھر میں نے ایک شخص کو پایا اس نے »لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ« کہا۔ میں نے برچھی سے اس کو مار دیا۔ بعد اس کے میرے دل میں وہم ہوا کہ (»لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ« کہنے پر مارنا درست نہ تھا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے »لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ« کہا تھا اور تو نے اس کو مار ڈالا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے ہتھیار سے ڈر کر کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ تجھے معلوم ہوتا کہ اس کے دل نے یہ کلمہ کہا تھا یا نہیں (مطلب یہ ہے کہ دل کا

---

[1] سورة النحل 106.

[2] سورة الحجرات 14.

[3] صحيح مسلم 158(96)، صحيح البخاري4269.وغيرهما.

حال تجھے کہاں سے معلوم ہوا) پھر آپ ﷺ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش! میں اسی دن مسلمان ہوا ہوتا (تو اسلام لانے کے بعد ایسے گناہ میں مبتلا نہ ہوتا کیونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔

ان تمام آیات اور حدیث میں ایمان کو قلب کے ساتھ خاص کیا جارہا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ: کے موٴقف کی وضاحت مختصرا:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایمان زیادتی اور نقصان کو قبول نہیں کرتا بلکہ قوت وضعف کو قبول کرتا ہے۔ وضاحت اسکی یہ ہے کہ ایمان ایسا عقیدہ ہے جس سے دل ممتلی ہوتا ہے (کمال درجے کا یقین) تو اب وہ زیادتی کو کیسے قبول کرے گا جبکہ یقین پر زیادتی ممکن نہیں اس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔ اور نقصان کو قبول بھی نہیں کر سکتا کیوں کہ اگر نقصان کو قبول کرے گا تو یقین باقی نہیں رہے گا۔ جبکہ یقین کے ۲ درجے ہیں قوی درجے کا یقین جسے پختہ یقین سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور دوسرا ضعیف درجے کا یقین۔

جواب جزء ثالث:

عہد امام اعظم رضی اللہ عنہ میں مختلف فرقوں کا ظہور شروع ہوا اور انہوں نے عروج پکڑنا شروع کیا ان میں فرقہ قدریہ ہے، فرقہ مرجئہ ہے وغیرہ تو ان فرق کے سرغناوں کا کام یہ ہوتا تھا کہ اپنے عقائد و نظریات کسی مشہور ہستی کی طرف منسوب کر کے آگے بیان کرنا تاکے لوگوں میں اس فرقے کی حقانیت سے متعلق شک وشبہ بیٹھ جائے اور آگے چل کر وہ شک یقین میں بدلے اور انکا یہ فرقہ مزید

بڑا ہو جائے ایسا ہی کچھ امام اعظم کے ساتھ ہوا آپ پر خلق قرآن کا الزام لگایا گیا اور مرجئ ہونے کا بھی اکزام لگایا گیا جبکہ آپ اللہ کریم کے فضل و کرم سے ان دونوں سے بری ہیں۔

آپ کے دور میں جو فرقہ اپنے اعتقاد کے مخالف کسی کو پاتا وہ اسے دوسرے فرقہ میں شمار کر دیتا مثلا معتزلہ اگر اپنے مخالف کسی کو پاتے تو اسے مرجئ کہہ دیتے مرجئ اپنے اعتقاد کے خلاف کسی کو دیکھتے اسے معتزلہ شمار کرتے لیکن امام اعظم دونوں ہی کے مخالف تھے تو ہر گروہ آپکو دوسرے سے شمار کرتا، علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو تعریف امام اعظم کرتے ہیں ایمان کی وہی تعریف مرجئ گروہ کا ایک فرقہ بھی کرتا تھا اس سبب بھی آپکو مرجئ شمار کیا جانے لگا: جیسا کہ شرح المواقف میں ذکر ہوا:

(وغسان كان يحكيه) أي القول بما ذهب إليه (عن أبي حنيفة) ويعده من المرجئة (وهو افتراء) عليه قصد به غسان ترويج مذهبه بموافقة رجل كبير مشهور قال الآمدي ومع هذا فأصحاب المقالات قد عدوا أبا حنيفة وأصحابه من مرجئة أهل السنة ولعل ذلك لأن المعتزلة في الصدر الأول كانوا يلقبون من خالفهم في القدر مرجئا أو لأنه لما قال الإيمان هو التصديق ولا يزيد ولا ينقص ظن به الإرجاء بتأخير العمل عن الإيمان وليس كذلك إذا عرف منه المبالغة في العمل والاجتهاد فيه.[1]

غسان (کوفی غالی مرجئ) اپنے موقفات کو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو بتاتا تھا اور امام اعظم کو مرجئ شمار کرتا تھا اور یہ آپ پر واضح افتراء تھا اور اس کا مقصد اپنے مذہب و نظریات کی تبلیغ تھی کہ ایک بڑا اور مشہور نام ساتھ ذکر کروں کہ وہ بھی ہمارے موافق ہے۔

---

[1] شرح المواقف للقاضی الجرجانی 397/8.

آمدی کہتے ہیں: تو مؤرخین، کاتبین نے آپ اور آپ کے تلامذہ کو مرجئ اہل سنت شمار کرنا شروع کر دیا اور یہ شاید اس لئے کہ فرقہ معتزلہ صدر اول میں اپنے مخالفین کو مرجئ کہا کرتے تھے یا امام اعظم نے جو ایمان کی تعریف میں تصدیق قلبی کا قول کیا اور ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ وہ زیادتی و نقصان کو قبول نہیں کرتا تو وہ انہیں مرجئ گمان کرنے لگے کیوں کے آپ نے عمل کو ایمان سے مؤخر رکھا جب امام اعظم کے اعمال واجتہاد کو جان لیا جائے تو معلوم ہو گا ہر گز ایسا نہیں ہے۔

امام مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد شیبانی ابن الاثیر متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں: **وقد نسب إليه وقيل عنه من الأقاويل المختلفة التي نجلُّ قدره عنها ويتنزه منها؛ من القول بخلقِ القرآن، والقول بالقدر، والقول بالإرجاء، وغير ذلك مما نُسب إليه. ولا حاجة إلى ذكرها ولا إلى ذكر قائليها، والظاهر أنه كان منزهاً عنها**۔[1] فرماتے ہیں تحقیق انکی طرف منسوب اور ان کے بارے بہت سے ایسے جھوٹ و افترا گھڑے گئے ہیں جن سے انکی شان و شوکت، قدر منزلت بلکل بری ہے جیسے: خلق قرآن کا قول آپکی جانب منسوب کیا گیا قدر سے متعلق ،ارجاء سے متعلق اور اسکے علاوہ جو کچھ منسوب کیا گیا اس کو بیان کرنے کی حاجت تو نہیں ہے یہاں اور نہ ہی جس نے منسوب کیا اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہے، واضح بات یہی ہے کہ آپ ان سب باتوں سے منزہ ہیں۔

باطل فرقوں کے کچھ عقائد:

[1] جامع الأصول في أحاديث الرسول 952/12.

1. **فرقہ معتزلہ:** ان کا عقیدہ ہے کہ: گناہ کبیرہ کا مرتکب مومن نہیں لہذا مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ تو جو شخص ان کے اس نظریے کہ مخالفت کرتا اسے وہ مرجئہ کہتے۔ جیسا کہ ہم نے شرح المواقف کے حوالے سے ذکر کیا۔
2. **فرقہ مرجئہ:** ان کا عقیدہ ہے لہ: ایمان کامل اقرار کامل اور تصدیق قلبی کا نام ہے۔ لہذا عمل کی اس میں کوئی ضرورت نہیں۔ ان کے ایک گروہ نے تو یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، شرک کرتا پھرے اس کے ایمان پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ کامل حالت ایمان پر مرے گا۔ انکا عقیدہ تھا کے ایمان کی حالت میں سرزد ہونے والے گناہ کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں دیتے۔ جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعت الٰہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔
3. **فرقہ قدریہ:** ان کا عقیدہ ہے کہ: انسان اپنے فعل میں اپنے ارادہ کے تابع ہے اللہ کریم کے ارادے کا اس میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں۔ اور انکے اپنے اس باطل عقیدے کی تبلیغ کے سبب امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی شدید مخالفت کی۔
4. **فرقہ خوارج:** انکا عقیدہ ہے کہ: گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور اسکی جان مال سب دوسروں پر حلال ہے لہذا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ ان کا عقیدہ مرجئہ کے عقیدے کے برعکس ہے۔

ان سب کے مقابل و مخالف امام اعظم رضی اللہ عنہ تھے آپ نے ان سب فرقوں سے کئی مناظرے کئے اور انکی ناک میں نکیل ڈالی آپ نے فرمایا:

لا نقول إن المؤمن لا تضره الذنوب ولا نقول إنه لا يدخل النار ولا نقول إنه يخلد فيها وإن كان فاسقا بعد ان يخرج من الدنيا مؤمنا ولا نقول إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول من عمل حسنة بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسدة ولم يبطلها بالكفر والردة والأخلاق السيئة حتى خرج من الدنيا

مؤمنا فإن الله تعالى لا يضيعها بل يقبلها منه ويثيبه عليها وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتى مات مؤمنا فإنه مؤمن في مشيئة الله تعالى إن شاء عذبه بالنار وإن شاء عفا عنه ولم يعذب بالنار أصلا والرياء.[1]

ہم نہیں کہتے کہ مومن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجئہ اور ملاحدہ وغیرہما کہتے ہیں)، اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور دنیا سے حالت ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجئہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف ہیں۔

بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوب مفسدہ (ظاہری گناہ مثل شراب خوری، بدکاری، جھوٹ اور معانی مبطلہ ، باطنی گناہ مثلا تکبر اور ریا کاری) سے محفوظ ہوئی اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالی بھی اس نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر وشرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل توبہ کے بغیر ہی حالت ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالی کی مشیت کے تابع ہو گا چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے اور چاہے (فضل وکرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرما دے۔ اور وہ اسے اصلا عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے)۔

اتنی صاف اور واضح صراحت کے بعد بھی اگر آپ کو کوئی مرجئ کہے تو وہ تعصب اور حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔

[1] الفقه الأكبر ص49.

جب آپ پر اس افتراء کی کثرت ہوگئی اور آپ مرجئی لقب سے مشہور ہوگئی تو آپ سے کئی لوگوں نے اس معاملے سے متعلق استفسار کیا تو آپ نے جواب لکھا:

فما ذنب قوم تكلموا بالعدل، وسماهم أهل البدع بهذا الاسم...؟؟؟

ولكنهم أهل العدل و أهل السنة، و إنما هذا اسم سماهم به أهل شنآن.

حق پر بولنے والی قوم کا یہ ہی تو گناہ ہوتا ہے کہ بدعتی انہیں اس (مرجئہ) کے نام سے موسوم کر دیتے ہیں۔۔؟؟ حالانکہ وہ اہل انصاف اور اہل سنت ہوتے ہیں، انہیں اس نام سے صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔

امام ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ اپنی کتاب "الملل والنحل" میں فرماتے ہیں: **لعمري! كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنة. وعده كثير من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعل السبب فيه أنه لما كان يقول: الإيمان هو التصديق بالقلب، وهو لا يزيد ولا ينقص، ظنوا أنه يؤخر العمل عن الإيمان. والرجل مع تخريجه في العمل كيف يفتي بترك العمل؟ وله سبب آخر، وهو أنه كان يخالف القدرية، والمعتزلة الذين ظهروا في الصدر الأول. والمعتزلة كانوا يلقبون كل من خالفهم في القدر مرجئا، وكذلك الوعيدية من الخوارج. فلا يبعد أن اللقب إنما لزمه من فريقي المعتزلة والخوارج، والله أعلم.**[1]

مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئة السنة کہا جاتا تھا اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجئہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے اور اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور یہ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو کیسے ترک عمل کا فتوی دے سکتا ہے؟ ہاں (ان کو مرجئہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب ہے، ہو سکتا ہے کہ چونکہ وہ دور

---

[1] الملل والنحل 141/1.

اول میں نمودار ہونے والے فتنوں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورت حال میں، یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ (مرجئہ) لقب فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بدنیتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

معتزلہ کا یہ کام صرف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ دیگر اور علماء کو بھی انہوں نے اپنے اس فعل کا شکار بنایا:

جناب حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب۔ جناب سعید بن جبیر۔ عمرو بن مرہ۔ مقاتل بن سلیمان۔ قدید بن جعفر۔ حماد بن ابی سلیمان۔ وغیرھم۔

یہ اور انکے علاوہ سینکڑوں ائمہ کرام معتزلہ اور دیگر فرق ضالہ کے اس فعل کا شکار ہوئے۔

تو امام بخاری اور دیگر ائمہ کا امام اعظم سے روایت نہ کرنا یہ آپ پر جو مرجئہ ہونے کا جو جھوٹ گھڑا گیا تھا اس کی وجہ سے نہیں بلکہ دیگر وجوہات کے سبب تھا جسے ہم بیان کر چکے۔

خود امام بخاری گمراہ فرقوں کی اس سازش سے نہ بچ سکے اور آپ پر خلق قرآن کے قول کا جھوٹ باندھا گیا اور اس افتراء کے سبب آپ کے کئی ثیخ آپ سے ناراض ہوئے۔ امام بخاری خود فرماتے ہیں: من قال عني إني قلت: لفظي بالقران مخلوق فقد كذب.[1]

جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کریم کے الفاظ مخلوق ہیں۔ تو اس نے جھوٹ بولا۔

تو امام بخاری رضی اللہ عنہ کی ذات پر یہ معاملات بیت چکے ہیں آپ کو اندازہ تھا ان فرقوں کی سازشوں کا تو اس وجہ سے عدم روایت آپ کی ذات کو زیب نہیں دیتا۔

---

[1] تهذيب التهذيب 54/9.

اس اعتراض کا جواب اکثر کتاب ''امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام الائمة فی الحدیث'' سے ماخوذ ہے۔

اعتراض سوم: امام کبیر امام ابو بکر احمد بن علي بن ثابت المعروف خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ کا اپنی کتاب میں ایسے قول لانا جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان کے لائق نہیں اور آپ کے ضعف پر دلالت کرتے ہوں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ عظیم مؤرخ ہیں اور یہ بات خاص و عام پر مخفی نہیں اس کے باوجود آپ نے ایسے اقوال ذکر کئے جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان کے لاے ئق نہیں اسکی وجہ۔۔؟؟

جواب: اسکی وجہ یہ ہے کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی کتب میں طریقہ کار یہ ہے کہ آپ کسی بھی شخص کے بارمیں جو بھی قول سند سے آپ تک پہنچتا آپ اسے اپنی کتاب کا حصہ بنالیتے اس سے ہر گز مقصود یہ نہیں ہوتا کہ اس ذات کی تضعیف کی جائے یااس کی شان وشوکت پر دھبہ لگایا جائے بلکہ آپ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ روایت کرنے والا شخص اس ذات کے بارے میں کیا جانتا ہے، اس کے دور میں اس کے بارے میں کیا کیا کہا جاتا تھا، اسے کس کس نام سے، لقب سے پکارا جاتا تھا۔ تو آپکا مقصود صرف اور صرف اقوال کا بیان تھا توثیق وتضعیف کرنا نہیں اسی وجہ سے امام اعظم کی ثقاہت اور اپکی علمی مقام سے متعلق روایات زیادہ ذکر ہیں آپ کی تاریخ میں اور جرح سے متعلق روایات کم۔

آپ جس سند سے روایت فرماتے اس سند کو بھی نہ دیکھتے کے ضعیف ہے یا صحیح اسی لئے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی جرح سے متعلق آپ نے جو روایات ذکر کیں سب کی سب ضعیف ہیں جس کے بیان کے لئے علامہ غلام مصطفی نوری صاحب نے مستقل کتاب تحریر فرمائی "**جرح الجارحين على الإمام أبي حنيفة مردود بدلائل الوثيقة**" الموسوم بہ " امام اعظم ابو حنیفہ پر جرح کا مدلل رد" موصوف نے بھرپو جد جہد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ یہ کتاب تحریر فرمائی جس میں امام ابن عدی کی کامل میں جو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر جرح کی گئی ہے اس کی اسناد کا ضعف ثابت کیا پھر **الضعفاء** میں جو امام اعظم پر جرح کی روایت مذکور ہیں انکی اسناد پر کلام کیا پھر خطیب بغدادی کی تاریخ

میں جو امام صاحب کی جرح سے متعلق روایات ہیں ان کو ضعیف ثابت کیا وغیرہ وغیرہ اللہ کریم موصوف کو خوب علمی ترقیوں سے نوازے اور اس کوشش کو مقبول فرمائی۔ سند پر کلام دیکھنے کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تاریخ کے رد میں کئی محدثین نے کتابیں لکھی اور اسکی وجہ امام اعظم کے ترجمہ میں جرح کی ضعیف روایت ذکر کرنا ہے:

1. السهم المصيب فى الرد على الخطيب للملك المعظم الأيوبي الحنفي.
2. السهم المصيب في الرد على الخطيب لأبي الفرج ابن الجوزي.
3. السهم المصيب في نحر الخطيب للإمام جلال الدين السيوطي.
4. الانتصار، لإمام أئمة الأمصار لأبي المظفر يوسف بن عبد الله سبط ابن الجوزي.
5. مقدمة مسند الإمام الأعظم لأبي المؤيد الخوارزمي.
6. تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب لمحمد زاهد الكوثري.
7. كتاب الرد على أبي بكر الخطيب البغدادي للإمام الحافظ محب الدين أبي عبد الله المعروف بابن النجار البغدادي.

یہ وہ کتابیں ہیں امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تضعیف کہ بارے میں جو اقوال ذکر کئے ہیں ان کے رد پر لکھیں گئیں، ان میں سے بعض ۲ جلودوں پر مشتمل ہیں بعض ۵۰۰ صفحات پر، اس سے واضح ہے کہ خطیب بغدادی کے امام صاحب کے بارے میں ذکر کئے گئے اقولِ جرح محدثین کے یہاں متروک ہے۔

اعتراض چہارم: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جن کی تضعیف کی دیگر چند ائمہ نے امام اعظم سے اختلاف کیوں کیا۔۔؟

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جابر جعفی کو کذاب کہا جبکہ امام شعبہ اور امام ثوری نے اسے ثقہ کہاہے۔

جواب: امام ثوری اور امام شعبہ نے اسے ثقہ دو میں سے کسی ایک وجہ سے کہاہے:

1. اتنی بڑی جماعت نے اسے کذاب کہا اور اس سے حدیث روایت کرنے پر منع کیا جیسا کے ہم پہلے ذکر کر چکے اس کے باوجود امام ثوری اور امام شعبہ دونوں ہی جابر جعفی کی توثیق کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں امام اس جابر جعفی کے شاگرد ہیں انہوں نے اس سے حدیث روایت کی ہے جیسا کہ امام مزی نے اپنی کتاب "تهذيب الكمال" میں ذکر کیا۔ تو شاگرد اپنے استاذ کی توثیق تو کرتا ہی ہے۔ لہذا آپ دونوں کی توثیق اسی زمرے کی توثیق ہے۔

2. لیکن ان دونوں اماموں سے ایسے امر کا وقوع بعید از عقل ہے آپ شریعت کے معاملے میں شاگرد اور استاذ کے رشتہ کو اہمیت دیں ایسا کرنا آپ دونوں کی شان کے لائق نہیں۔ کیوں کہ محدثین کا یہ طریق نہیں دین و شریعت کے معاملے میں آپ بھائی، بیٹے، والد، وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے [1]۔ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں "**المجروحين**[2]"، "**ميزان الاعتدال**[3]"، "**الضعفاء**

---

[1] شرف أهل الحديث ص45.

[2] المجروحين لابن حبان 15/2.

[3] ميزان الاعتدال 401/2.

والمتروكين[1]''، ''تهذيب الكمال[2]''، ''تهذيب التهذيب[3]''، ''الكامل لابن عدي[4]'' وغیرہ میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے والد کو ضعیف کہا۔[5] یہ شان ہے محدثین کی شریعت کے معاملے میں کسی رشتہ کا لحاظ نہیں تو آپ دونو سے ایسا کیسے ممکن ہے۔ لہذا آپ دونوں نے جابر جعفی میں کوئی ایسا عمل دیکھا ہی نہیں جو مانع از توثیق ہو اس لئے آپ دونوں نے اسے ثقہ کہا جبکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ اس کے جھوٹ پر مطلع ہوئے تو انہوں نے اسے کذاب کہا۔[6]

اسی سبب بعض ائمہ حدیث نے امام شعبہ کی جابر جعفی کی توثیق کو قول شاذ کہا:

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وثقة شعبة فشذ وتركه الحفاظ.[7] اور امام شعبہ کی توثیق شاذ ہے حفاظ نے ترک فرمادی۔

اعتراض پنجم: البانی کا امام اعظم کو ضعیف کہنا۔۔۔

فرقہ وہابیہ کے بہت بڑا امام و محدث تصور کیے جانے والے محمد ناصر الدین البانی متوفی ۱۴۱۹ھ اپنی کتاب ''سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة '' میں حدیث

---

[1] الضعفاء والمتروكين 118/2.

[2] تهذيب الكمال 383/4.

[3] تهذيب التهذيب 153/5.

[4] الكامل لابن عدي 176/4.

[5] سئل علي بن المديني عن أبيه ؟ فقال: " اسألوا غيري " فقالوا: سألناك، فأطرق، ثم رفع رأسه وقال: " هذا الدين ، أبي ضعيف" . المجروحين لابن حبان 15/2.

[6] مناهج المحدثين ص 132.

[7] الكاشف 288/1.

''إذا طلع النجم رفعت العاهة عن أهل كل بلد'' کی سند پر کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں:

أخرجه الإمام محمد بن الحسن في " كتاب الآثار "[1]: أخبرنا أبو حنيفة قال: حدثنا عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة مرفوعا، ومن طريق أبي حنيفة أخرجه الثقفي في " الفوائد "[2] وكذا الطبراني في " المعجم الصغير "[3] وفي " الأوسط "[4] وعنه أبو نعيم في " أخبار أصبهان ".

اس حدیث کو امام محمد بن حسن نے ''کتاب الاثار'' میں جناب ابو حنیفہ کی روایت جناب عطاء سے اور انکی ابن ابی رباح سے اور انکی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی۔ اور اس طریق سے ثقفی نے ''الفوائد'' میں اسی طرح طبرانی نے ''المعجم الصغیر'' اور ''اوسط'' میں اور ان سے ابو نعیم نے ''اخبار اصبھان'' میں ذکر کی۔

آگے لکھتے ہیں: **وهذا إسناد رجاله ثقات إلا أن أبا حنيفة رحمه الله على جلالته في الفقه قد ضعفه من جهة حفظه البخاري، ومسلم، والنسائي، وابن عدي، وغيرهم من أئمة الحديث، ولذلك لم يزد الحافظ ابن حجر في " التقريب " على قوله في ترجمته: فقيه مشهور!.**[5]

اور یہ سند اسکے تمام روات ثقہ ہیں سوائے ابو حنیفہ کے انکی جلالت علمی فقہ میں ہوتے ہوئے امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن عدی اور دیگر ائمہ حدیث نے حفظ میں خلل کی وجہ سے ضعیف کرار

---

[1] ص 159۔

[2] 3 / 12 / 1۔

[3] ص 20۔

[4] 1 / 140 / 2۔

[5] سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة 572/1، 397.

دیا ہے۔ اسی وجہ سے حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''التقریب'' میں ان کے ترجمہ میں ''فقیہ مشہور'' سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

جواب: سب سے پہلے تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جب امام ابن حجر عسقلانی کے نزدیک امام ابو حنیفہ ضعیف تھے تو آپنے واضح اور صریح الفاظ میں انکی تضعیف کیوں نہیں کی۔ صرف فقیہ مشہور پر اکتفی کیوں کیا۔۔؟؟؟ جبکہ خود ابن حجر عسقلانی اپنی اسی کتاب ''التقریب'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

أحكم على كل شخص منهم بحكم يشمل أصح ما قيل فيه، وأعدل ما وصف به، بألخص عبارة، وأخلص إشارة.[1]

میں ان میں سے (جنکا ترجمہ ذکر کروں گا) ہر شخص پر ایسا حکم لگاؤں گا جو شامل ہو گا جو اس کے بارے میں کہا گیا ہے ان میں سے صحیح قول اور جو اسکی صفات ہیں ان میں قول عادل کو، مختصر عبارت اور واضح اشارات کے ساتھ۔

پہلی بات: کیا البانی صاحب نے مصطلح الحدیث کی کوئی کتاب بھی پڑھی ہے۔۔؟؟؟ یہ امام ابن حجر کا قول (فقیہ مشہور) سے امام اعظم کا ضعف ثابت ہو رہا ہے تصریحا یا تلویحا۔۔؟؟؟ تو کیا کسی راوی کو فقیہ کہنا یا فقیہ مشہور کہنا اسکو ضعیف کہنے کے مرادف ہے۔۔؟؟؟ یا اسکی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے ایسے کلمات کے ذریعے اور خاص کر جس کا فقیہ ہونا مشہور ہو تو کیا وہ ضعیف ٹھہرے گا۔۔؟؟

فقيه عن فقيه عن فقيه إلخ فقیہ روایت کرے فقیہ سے اور وہ بھی فقیہ سے روایت کرے اور یہ سلسلہ ایسے ہی چلے تو آپ اس روایت پر کیا حکم لگائیں گے۔۔۔؟؟؟؟

[1] مقدمة تقريب التهذيب للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني ص51.

نہیں ہر گز نہیں۔۔۔۔بلکہ لفظ "فقیہ" کہنا اس سے جہالت کی نفی ہے اور لفظ "مشہور" اس کے حالات وصفات مخفی نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔۔اور یہ کلمات اس کے تعریف ہے جیسا کے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:[من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين]-[1] اللہ کریم جس سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی فقاہت سے نوازتا ہے۔تو اب بتائیں کیا لفظ فقیہ کہنے کے بعد کچھ بچا کہنے کو۔۔۔اور اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ لفظ فقیہ کا اطلاق صرف مجتہد پر کرتے۔ویلک یا البانی ویلک تعریف کو ذم بنا دیا اللہ کریم اس خیانت کے بارے میں ضرور سوال فرمائے گا۔

زیادتی کی نفی بہتان عظیم:

دوسری بات: آپ نے کہا" لم يزد الحافظ ابن حجر في " التقريب " على قوله في ترجمته: فقيه مشهور " یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب "التقریب" میں فقیہ مشہور سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔یا تو آپ نے التقریب کو ٹھیک سے نہیں پڑھا یا جانتے بوجھتے زیادتی کی نفی کر کے امام ابن حجر پر بہتان باندھا۔۔اور یہ بہتان صرف اور صرف مذہبی،واعتقادی تعصب وحسد کی بنیاد پر ہے۔**سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ**

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب " التقريب " میں کئی مقامات پر امام اعظم کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔اسی کتاب کے باب الکنی میں حرف "ح" میں امام اعظم کا ترجمہ ذکر کیا: أبو حنيفة، النعمان بن ثابت، الإمام المشهور.[2] ابو حنیفہ نعمان بن ثابت مشہور امام۔

---

[1]متفق عليه.

[2]تقريب التهذيب للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني 183/4.

دوسری جگہ اگر آپ کو نہیں معلوم تھا یا آپ کے تلامذہ و محبین و معتقدین جو ابھی زندہ ہیں انہیں نہیں معلوم تو میں عرض کر دوں کہ جب آپ " التقریب " کھولیں تو اس میں حرف نون میں آئیں تو سب سے پہلا ترجمہ امام نابل کا ملے گا اس سے اگے آتے رہیں حرف "ن" کے بعد جب "ع" آئے گا تو سب سے پہلا ترجمہ "النعمان بن بشير بن سعد بن ثعلبة الأنصاري الخزرجي " اس کے بعد دوسرے نمبر پر ہو گا:

النعمان بن ثابت الكوفي، أبو حنيفة الإمام، يقال: أصلهم من فارس، ويقال: مولى بني تيم. فقيه مشهور، من السادسة، مات سنة خمسين على الصحيح، وله سبعون سنة. ت س.[1]

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کہا گیا ہے کہ آپ کے اباء واجداد فارس سے تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ لوگ بنی تمیم کے آزاد کردہ ہیں، آپ مشہور فقیہ ہیں آپ کا تعلق ٦ اماموں میں سے ہے۔ آپ کا انتقال صحیح قول کے مطابق ۵۰ ویں سال ہوا (۱۵۰) اور آپکی عمر ۷۰ سال تھی۔

یہ ترجہ ہو گا۔۔۔ یہ ہی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ترجمہ ہے اگر پھر بھی اس تک رسائی نہ ہو تو ذیل میں کتاب کے نام کے ساتھ ساتھ جلد اور صفحہ بھی ذکر کر دیا گیا ہے اللہ توفیق دے۔

لفظ "امام" مطلقا جب کتب جرح و تعدیل میں ذکر کیا جائے تو اس سے کیا مراد ہو تا۔؟؟؟ لفظ "امام" جب کتب جرح و تعدیل میں مطلقا کہا جائے تو یہ اعلی درجہ کی ثقاہت ہے اور فقیہ، متقن، عدل، وغیرہ سے بھی زیادہ قوی ہے لیکن اللہ ہدایت دے حاسدین و متعصبین کو کہ تعصب کی آگ نے انہیں اندھا کر دیا ہے۔

---

[1] تقريب التهذيب للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني 19/4.

نوٹ: ہم اس کتاب کے باب دوم فصل اول میں البانی صاحب کی اس عبارت " قد ضعفه من جهة حفظه البخاري، ومسلم، والنسائي، وابن عدي " کا تفصیلی جواب دے چکے ہیں۔

خلاصہ کلام: امام اعظم رضی اللہ عنہ پر کئے جانے والے مشہور اعتراضات میں سے چند ایک ہم نے جواب کے ساتھ ذکر کئے۔ اگر ان تمام اعتراضات کا سبب رئیسی دیکھا جائے تو وہ ایک ہی نظر آتا ہے اور وہ ہے سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بغض و حسد جیسا کے کئی علماء نے فرمایا اور جا بجا ذکر کرتے آئے ہیں۔ اعوذ باللہ من شر حاسد۔ غرض کے آپ پر کئے جانے والے تمام اعتراضات لایعنی ہیں اور معترض یا تو متعصب ہے یا پھر جاہل۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے اور دین دنیا میں اعتدال پسند بنائے آمین۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

خاتمہ

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور فقہ حنفی سے متعلق چند امور مہمہ کے بیان میں۔

خاتمہ میں ہم مختلف امور سے متعلق گفتگو کریں گے جس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے چند مناقب اور فقہ حنفی اور محدثین کے مابین تعلق ذکر کریں گے وغیرہ وغیرہ۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب مختصرا

امام اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دعا کا ثمر ہیں:

امام جرح وتعدیل مؤرخ کبیر امام ابو بکر احمد بن علي بن ثابت المعروف خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ اپنی تاریخ "تاریخ بغداد" میں جناب اسماعیل بن حماد بن نعمان (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے) سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں:

ذهب ثابت إلى علي بن أبي طالب وهو صغير فدعا له بالبركة فيه، وفي ذريته، ونحن نرجوا من الله أن يكون قد استجاب الله ذلك لعلي بن أبي طالب فينا، قال: والنعمان بن المرزبان، أبو ثابت، هو الذي أهدى لعلي بن أبي طالب الفالوذج في يوم النيروز، فقال: نورزونا كل يوم، وقيل كان ذلك في المهرجان، فقال: مهرجونا كل يوم.[1]

جناب ثابت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ بہت چھوٹے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انکے لئے اور انکی آل کے لئے دعا فرمائی۔ جناب اسماعیل (امام اعظم کے پوتے) کہتے ہیں کے ہمیں امید ہے اللہ کریم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دعا ہمارے حق میں قبول فرمائی۔ پھر کہتے ہیں جناب مرزبان جناب ثابت کے والد (امام اعظم رضی اللہ عنہ کے دادا) نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فالوذج (ایک قسم کا حلوی) پیش کیا عید نیروز کے دن تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہمارا ہر روز نیروز ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ دن عید مہرجان کا دن تھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارا ہر دن مہرجان ہے۔

---

[1] تاریخ بغداد 444/15.

اور جناب ابو العباس شمس الدین ابن خلکان البرمکلی متوفی ۶۸۱ھ نے اپنی " وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان " میں یہ روایت نقل کی اور اس میں ذکر کیا کہ جناب مرزبان جناب ثابت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے کر گئے تھے۔[1]

سلطان العارفین فخر الاولیاء سراج الامہ ولی کامل امام ابو الحسن علی بن عثمان الھجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف (داتا گنج بخش) متوفی ۴۹۲ھ اپنی کتاب " كشف المحجوب لارباب القلوب " میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کو ان القاب سے یاد فرماتے ہیں: امام العالَم، مقتدیٰ الخلق، شرف الفقہاء، عز العلماء ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الخزاز رضی اللہ عنہ۔ پھر فرماتے ہیں: كان له في العبادات والمجاهدات قدم ثابتة، و شان عظيم في أصول الطريقة.[2] آپ عبادات و مجاہدات میں نہایت ثابت قدم تھے اور اصول طریقت میں آپ کی بہت بڑی شان ہے۔

ایک مقام پر اپنا خواب ذکر فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول کے مزار پر سو رہا تھا خواب میں دیکھا کے مکہ معظمہ میں ہوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باب شیبہ سے تشریف لائے اور ایک بوڑھے آدمی کو اس طرح گود میں لئے ہیں جیسے لوگ شفقت سے بچوں کو اٹھالیتے ہیں میں نے آگے بڑھ کر قدم بوسی کی، میں حیران تھا کہ یہ بوڑھا شخص کون ہے۔۔؟؟؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دل میں چل رہی اس کشمکش کو جان لیا اور فرمایا یہ تیرا امام اور تیرے اپنے دیار کا رہنے والا ابو حنیفہ ہے مجھے اس خواب سے بہت تسلی ہوئی اور اپنے شہر اور اس کے رہنے والوں سے ارادت پیدا ہوئی۔

آپ نے اور کئی مناقب ذکر فرمائے جنہیں آپ کی کتاب کشف المحجوب میں دیکھا جاسکتا ہے۔

---

[1] وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان 405/5.

[2] كشف المحجوب 302/1.

امام ابو سعید سمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر حیامانع نہ ہوتی تو میں امام اعظم کے مزار کے قریب اپنا گھر بنالیتا اور ساری زندگی وہیں بسر کرتا لیکن اب میں نے آپ کے ذکر خیر اور دعا کے لئے زندگی وقف کردی ہے۔[1]

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بے شمار کتب لکھیں گئیں جن میں سے چند کے نام ہم نے مقدمہ میں بیان کئے طوالت کے خوف سے ذکر کئے گئے مناقب پر اکتفاء کرونگا جبکہ باب دوم کی فصل اول آپ کے مناقب وکمالات کے بیان میں ہی ہے۔

حنفی محدثین:

1. الإمام زفر بن الهذيل البصري، المتوفى سنة 158 هـ، ذكره ابن حيان بالحفظ والإتقان في "كتاب الثقات"، وهو من أجلِّ أصحاب الإمام . وله "كتاب الآثار".

2. الإمام الحافظ إبراهيم بن طهمان الهروي، المتوفى سنة 163، مترجم في "طبقات الحفاظ"، كان صحيح الحديث مكثراً.

3. الإمام الليث بن سعد، المتوفى سنة 175، عدّه كثير من أهل االعلم حنفياً، وبه جزم القاضي زكريا الأنصاري، في "شرح البخاري". وأخرج ابن أبي العوام بسنده عن الليث أنه شهد مجلس أبي حنيفة بمكة، وقد سئل في ابن يزوجه أبوه بصرف مال كثير، فيطلقها، ويشتري له جارية، فيعتقها، فأوصى أبو حنيفة السائل أن يشتري لنفسه جارية تقع عليه عين الابن، ثم يزوجها إياه، فإن طلقها رجعت مملوكة له، وإن أعتقها

[1] مناقب أبى حنيفة للموفق بن أحمد المكي.

لم يجز عتقه، قال الليث: فواللّه ما أعجبني صوابه، كما أعجبني سرعة جوابه، وكان الليث من الأئمة المجتهدين.

4. الإمام الحاقظ القاسم بن معن المسعودي، المتوفى سنة 175، كان من أروى الناس للحديث والشعر، وأعلمهم بالفقه والعربية، وكان محمد بن الحسن يسأله عن العربية، وهو من أجلِّ أصحاب أبي حنيفة، راجع "طبقات الحفاظ" – للذهبي، و"الجواهر المضيئة": للحافظ القرشي.

5. الإمام أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم القاضي، ذكره الذهبي في "طبقات الحفاظ"، وترجم له في جزء، وقال ابن جرير: كان فقيهاً، عالماً، حافظاً، وكان يعرف بحفظ الحديث، كان يحضر المحدث، فيحفظ خمسين وستين حديثاً، ثم يقوم فيمليها على الناس، وكان كثير الحديث، اهـ. ووصفه بالحفظ البالغ ابن الجوزي في "أخبار الحفاظ". وابن حبان قبله في "كتاب الثقات" – له توفي سنة 182، "وكتاب الأمالي" – له وحده، يقال: إنه في ثلاثمائة جزء، وفي هذا القدر كفاية.

6. يحيى ابن زكريا بن أبي زائدة، الحافظ الثبت الفقيه، المتوفى سنة 182، كان من أجلِّ أصحاب أبي حنيفة، ترجمته في "طبقات الحفاظ" – للذهبي، "والجواهر المضيئة".

7. عبد اللّه بن المبارك، المتوفى سنة 181، كتبه تحتوي على نحو عشرين ألف حديث، وكان ابن المهدي يفضله على الثوري، قال يحيى بن آدم: إذا طلبت الدقيق من السائل، فلم أجده في كتب ابن المبارك، أيست منه اهـ.، وهو من أخص أصحاب أبي حنيفة، وقد قوَّله بعض الرواة، ما لم يقله في حق أبي حنيفة، كما فعلوا مثل ذلك، في كثير من العلماء سواه.

8. الإمام محمد بن الحسن الشيباني، المتوفى سنة 189 كان كثير الحديث، ترجمته في "بلوغ الأماني". و"الآثار" – و"الموطأ"، و"الحجة على أهل المدينة"، مما يقضي له بالبراعة في الحديث، رغم أنوف الجاهلين، بمقداره العظيم.

9. حفص بن غياث القاضي، كتبوا عنه أربعة آلاف حديث من حفظه، توفي سنة 194، راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

10. وكيع بن الجراح، المتوفى سنة 197، قال الذهبي: كان يفتي بقول أبي حنيفة، قال أحمد: عليكم بمصنفات وكيع.

11. يحيى بن سعيد القطان البصري، إمام الجرح والتعديل، المتوفى سنة 198، قال الذهبي: كان يفتي برأي أبي حنيفة. راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

12. الحافظ القدوة الحسن بن زياد اللؤلؤي، المتوفى سنة 204، كان عنده نحو اثني عشر ألف حديث من ابن جريح، مما لا يسمع الفقيه جهله، وقال يحيى بن آدم: ما رأيت أفقه منه، وتقولات بعض الرواة فيه، كتقولهم في الإمام نفسه، راجع "الجواهر".

13. الحافظ معلى بن منصور الرازي، المتوفى سنة 211، جمع بين الإمامة في الفقه والحديث. راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

14. الحافظ عبد اللّه بن داود الخريبي، المتوفى سنة 213، إمام قدوة في الفقه والحديث، راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

15. أبو عبد الرحمن المقرئ عبد اللّه بن يزيد الكوفي، المتوفى سنة 213، من المكثرين عن أبي حنيفة، راجع "الطبقات".

16. أسد بن الفرات القيرواني، المتوفى سنة 213، ممن جمع بين الطريقة العراقية، والحجازية في الفقه، والحديث.

17. مكي بن إبراهيم الحنظلي، شيخ خراسان، المتوفى سنة 215، من المكثرين عن أبي حنيفة، راجع "الطبقات".

18. أبو نعيم فضل بن دكين، المتوفى سنة 219، من المكثرين عن أبي حنيفة، راجع "الطبقات".

19. الإمام عيسى بن أبان البصري، المتوفى سنة 221، "كتاب الحجج الكبير" – له، و"كتاب الحجج الصغير" – له، مما يشهد له بالبراعة في الحديث، راجع – "الصيمري"، و"ابن أبي العوام"، و"الجواهر".

20. الحافظ الثبت علي بن الجعد، المتوفى سنة 230، إمام جليل في الفقه والحديث، والجعديات له من أقدم الكتب المحفوظة بدار الكتب المصرية، راجع "الطبقات"، والجواهر.

21. يحيى بن معين إمام الجرح والتعديل، المتوفى سنة 233، سمع "الجامع الصغير" من محمد بن الحسن، وتفقه عليه، وسمع الحديث من أبي يوسف، وفي "عيون التواريخ": كان ابن المديني، وأحمد، وابن أبي شيبة، وإسحاق يتأدبون معه، ويعرفون له فضله، ورث من أبيه ألف ألف درهم، فأنفقها جميعاً على الحديث، وكتب بيده ستمائة ألف حديث. وقال أحمد: كل حديث لا يعرفه يحيى فليس بحديث، ورأيت تاريخه – رواية الدوري – في ظاهرية دمشق، وتختلف الروايات عنه في الجرح والتعديل، ويعده الذهبي، حنفياً، صُلْباً في جزئه الذي ألفه في الذين تكلم فيهم من الثقات، بل متعصباً لأهل مذهبه، ومع ذلك ترى بعض الرواة لا يأبى أن يقوّله[1] كلمات قاسية في كثير من أصحاب أبي حنيفة، ولله في خلقه شؤون.

22. محمد بن سماعة التميمي، المتوفى سنة 233، وفي "عيون التواريخ": وهو من الحفاظ الثقات، صاحب اختيارات في المذهب، وروايات، وله مصنفات. قال ابن معين: لو كان أهل الحديث يصدقون كما يصدق ابن سماعة في الرأي، لكانوا فيه على نهاية، راجع "الجواهر".

23. الحافظ الكبير إبراهيم بن يوسف البلخي الباهلي الماكياني، المتوفى سنة 239، كان مقاطعاً لقتيبة بن سعيد، لأنه آذاه عند مالك، فقال: هذا مرجئ، فأقامه من مجلسه، وما سمع من مالك غير حديث واحد، وثقه النسائي، وفي ذلك عبرة، راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

24. أبو الليث الحافظ عبد اللّه بن سريج بن حجر البخاري، المتوفى في حدود سنة 258، هو من أصحاب أبي حفص الكبير البخاري، كان يحفظ عشرة آلاف حديث، وكان عبدان يجله، ذكره غنجار في "تاريخ بخارى"، ولم يذكر وفاته، راجع "الطبقات".

25. الإمام محمد بن شجاع الثلجي، المتوفى سنة 266، وهو ساجد في صلاة العصر، وقال الموفق المكي: إنه ذكر في تصانيفه نيِّفاً وسبعين ألف حديث، وله "المناسك" في نيِّف وستين جزءٍ، وله "تصحيح الآثار" كبير جداً، وله "الرد على المشبهة"، وقال الذهبي في "النبلاء": كان من بحور العلم اهـ، تكلم فيه بعض الرواة بتعصب، راجع ترجمته في "فهرست ابن النديم" و"الجواهر المضيئة"، وفيما كتبناه على تبيين كذب المفتري، وتكملة الرد على – نونية – ابن القيم.

26. الفقيه الحافظ أبو العباس أحمد بن محمد بن عيسى البرتي، المتوفى سنة 280، تفقه على أبي سليمان الجوزجاني، وكان يُجِله إسماعيل القاضي، وله مسند أبي هريرة. راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

27. أبو الفضل عبيد اللّه بن واصل البخاري، المتوفى شهيداً سنة 282، وهو محدث بخاري، وأخذ عنه الحارثي، راجع "الطبقات".

28. الحافظ إبراهيم بن معقل النسفي، مصتف "المسند الكبير" – وا"لتفسير "، المتوفى سنة 295، حدث الصحيح عن البخاري، قال المستغفري: كان فقيهاً، حافظاً، بصيراً باختلاف العلماء، عفيفاً، صيناً، راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

29. أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى الموصلي، صاحب "المسند الكبير"، و"المعجم"، المتوفى سنة 307، أخذ عن عليّ بن الجعد وطبقته، قال أبو علي الحافظ: لو لم يشتغل أبو يعلى بكتب أبي يوسف على بشر بن الوليد، لأدرك بالبصرة سليمان بن حرب، وأبا داود الطيالسي، وهذا مما يدل على أن كتب أبي يوسف بكثرة بالغة، ولولا ذلك لما حال سماع كتبه، دون علو سند أبي يعلى، مع تسرع المحدثين في السماع، راجع "الطبقات".

30. الحافظ أبو بشر الدولابي محمد بن أحمد بن حماد، المتوفى سنة 310، وهو مؤلف "الكنى". وغيره من الكتب الممتعة، قال الدارقطني: تكلموا فيه، ما تبين من أمره إلا خير. فقول ابن عدي: ابن حماد متهم في نعيم، إسراف في القول، كما هو شأنه، راجع "الطبقات".

31. الحافظ أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوي، المتوفى سنة 321، في غاية من الاتساع في الحفظ، ومعرفة الرجال، والفقه، توسع البدر العيني في ترجمته في رجال معاني الآثار، وشيوخ الطحاوي الثلاثة: (ا) – بكار بن قتيبة (ب) – وابن أبي عمران (ج) – وأبو حازم، كلهم من كبار حفاظ الحديث.

32. الحافظ أبو القاسم عبد اللّه بن محمد بن أبي العوام، السعدي، المتوفى في حدود سنة 335، له ذكر في"طبقات الذهبي – في ترجمة النسائي"، والطحاوي، وأبي بشر الدولابي، وكتابه في فضائل أبي حنيفة، في مجلد ضخم،

و – مسند أبي حنيفة – ، له، من أهم المسانيد السبعة عشر، وحفيده مترجم في "قضاة مصر"، و"الجواهر".

33. الحافظ أبو محمد عبد اللّه بن محمد الحارثي البخاري، المتوفى سنة 34. ، له مناقب أبي حنيفة، وله مسند أبي حنيفة أيضاً أكثر فيه جداً من سَوْق طرق الحديث، وقد أكثر ابن مندة الرواية عنه، وكان حسن الرأي فيه، وقد تكلم فيه أناس بتعصب، وأكثر ما يرمونه به إكثاره من الرواية عن النجيرمي، أباء بن جعفر، في مسند أبي حنيفة، ولم ينتبهوا إلى أن روايته عنه ليس في أحاديث ينفرد هو بها، بل فيما له مشارك فيه، كما فعل مثل ذلك الترمذي في محمد بن سعيد المصلوب، والكلبي، لكن قاتل اللّه التعصب، يُعمي ويُصم. راجع "الجواهر"، و" تعجيل المنفعة".

34. الحافظ أبو الحسين عبد الباقي بن قانع القاضي، صاحب التصانيف، المتوفى سنة 351، قال الخطيب: عامة شيوخنا يوثقونه. قال الحسن بن الفرات: حدث به به اختلاط قبل وفاته بسنتين.

35. الحافظ الإمام أبو بكر أحمد بن علي الرازي الجصَّاص، المتوفى سنة 370، كان إماماً في الأصول، والفقه، والحديث. كان جيد الاستحضار لأحاديث أبي داود، وابن أبي شيبة وعبد الرزاق، والطيالسي: يسوق بسنده ما شاء منها في أي موضع شاء، وكتابه "الفصول في الأصول" وشروحه على مختصر الطحاوي، والجامع الكبير، وكتابه في "أحكام القرآن" مما يقضي له بالبراعة التي لا تلحق، وقوة معرفته بالرجال تظهر من كلامه في أدلة الخلاف.

36. الحافظ محمد بن المظفر بن موسى البغدادي، المتوفى سنة 379، وهو مؤلف مسند أبي حنيفة، وكان الدارقطني يُجِله، وهو من أعيان الحفاظ، راجع "الطبقات".

37. الحافظ أبو نصر أحمد بن محمد الكلاباذي، المتوفى سنة 378، مؤلف رجال البخاري، وكان الدارقطني يرضى فهمه، وهو كان أحفظ من كان بما وراء النهر في زمانه، راجع "الطبقات".

38. أبو حامد أحمد بن الحسين المروزي، المعروف بابن الطبري، المتوفى سنة 367، كان متقناً في الحديث والرواية، راجع "الجواهر".

39. الحافظ أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر المعدل البغدادي، صاحب مسند أبي حنيفة، المتوفى سنة 380.

40. الحافظ أبو الفضل السليماني أحمد بن علي البيكندي، شيخ ما وراء النهر، المتوفى سنة 404، وعنه أخذ جعفر المستغفري، راجع "الطبقات".

41. غنجار الحافظ أبو عبد اللّه محمد بن أحمد بن محمد االبخاري، المتوفى سنة 412، صاحب تاريخ بخارى. راجع "الطبقات".

42. الحافظ أبو العباس جعفر بن محمد المستغفري، صاحب المصنفات، المتوفى سنة 432، راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

43. الحافظ أبو سعد السمان إسماعيل بن علي بن زنجويه الرازي، المتوفى سنة 445، كان إماماً في الحديث، والرجال، وفقه أبي حنيفة، على بدعته، راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

44. الحافظ أبو القاسم عبيد اللّه نن عبد اللّه النيسابوري الحاكم، المتوفى سنة 490، راجع "الطبقات"، و"الجواهر".

45. الحافظ أبو محمد الحسن بن أحمد بن محمد السمرقندي، المتوفى سنة 491، تخرج بالمستغفري، قال أبو سسعد: لم يكن في زمانه في فنه مثله في الشرق والغرب، له كتاب "بحر الأسانيد، من صحاح المسانيد"، في ثمانمائة

جزء، جمع فيه مائة ألف حديث، ولو رتب وهذب، لم يقع في الإسلام مثله، راجع "الطبقات".

46. مسند هراة نصر بن أحمد بن إبراهيم الزاهد بقية المسندين، المتوفى سنة 510.

47. مسند سمرقند إسحاق بن محمد بن إبراهيم التنوخي النسفي، المتوفى سنة 518.

48. المحدث أبو عبد اللّه الحسين بن محمد بن خسرو البلخي، صاحب "مسند أبي حنيفة". المتوفى سنة 522، يأخذه ابن حجر بروايته المسند لقاضي المارستان، قائلاً: إنه لا مسند له، لكن تلميذه السخاوي يرويه عن التدمري عن الميدومي عن النجيب عن ابن الجوزي عن الجامع قاضي المارستان، فبهذا ظهر تهور ابن حجر.

49. الحافظ أبو حفص ضياء الدِّين عمر بن بدر بن سعيد الموصلي، المتوفى سنة 622.

50. أبو الفضائل الحسن بن محمد الصغاني، المتوفى سنة 650، كان إماماً في اللغة، والفقه، والحديث. له "العباب"، و"الحكم"، و"مشارق الأنوار".

51. المحدث الجوال أبو محمد عبد الخالق بن أسد الدمشقي، صاحب المعجم، المتوفى سنة 564.

52. مسند الشام تاج الدِّين أبو اليمن زيد بن الحسن الكندي، المتوفى سنة 613.

53. الإمام المسند أبو علي الحسن بن المبارك الزبيدي، المتوفى سنة 629.

54. الإمام المحدث الجمال أبو العباس أحمد بن محمد الظاهري، المتوفى سنة 696، خرج مشيخة للفخر البخاري في خمسة أجزاء. راجع "الطبقات"، و "الجواهر".

55. المحدث أبو محمد علي بن زكريا بن مسعود الأنصاري المنبجي، مؤلف "اللباب – في الجمع بين السنة والكتاب"، وشارح آثار الطحاوي، المتوفى في حدود سنة 698، وابنه محمد مذكور في "الجواهر المضيئة"، و"الدرر الكامنة".

56. الشمس السروجي أحمد بن إبراهيم بن عبد الغني شارح الهداية، المتوفى سنة 701.

57. علاء الديّن علي بن بلبان الفارسي، شارح تلخيص الخلاطي، ومؤلف الإحسان في ترتيب صحيح ابن حبان، توفي سنة 731.

58. المحدث الكبير ابن المهندس محمد بن إبراهيم بن غنائم، الشروطي، المتوفى سنة 733.

59. الحافظ قطب الدِّين عبد الكريم بن عبد النور الحلبي، شارح البخاري في عشرين مجلداً، ومؤلف –الاهتمام بتلخيص الإلمام–، و–القدح المعلى في الكلام، على بعض أحاديث المحلى–، توفي سنة 735، راجع ذيل الحسيني على "الطبقات".

60. الحافظ أمين الدين محمد بن إبراهيم الواني، المتوفى سنة 735، راجع "ذيل السيوطي".

61. الحافظ الشمس السروجي محمد بن علي بن أيبك، المتوفى سنة 744، راجع الذيول.

62. الحافظ علاء الدِّين علي بن عثمان المارديني، مؤلف "الجوهر النقي"، المتوفى سنة 749، به تخرج الجمال الزيلعي، والزين العراقي، وعبد القادر القرشي، راجع الذيول.

63. الحافظ ابن الواني عبد اللّه بن محمد بن إبراهيم، المتوفى سنة 749، راجع "الحسيني".

64. الحافظ جمال الدين عبد اللّه بن يوسف الزيلعي، مؤلف "نصب الراية"، المتوفى سنة 762.

65. الحافظ علاء الدين مغلطاوي البكجري، المتوفى سنة 762، راجع "ذيل ابن فهد".

66. الحافظ عبد القادر القرشي، المتوفى سنة 775، راجع الذيول.

67. المجد إسماعيل البلبيسي صاحب – مختصر أنساب الرشاطي – ، المتوفى سنة 802.

68. العلامة جمال الدين يوسف بن موسى الملطي، صاحب "المعتصر"، المتوفى سنة 803 هـ.

69. العلامة شمس الدين محمد بن عبد اللّه الديري، مؤلف "المسائل الشريفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة"، المتوفى سنة 827.

70. المحدث أبو الفتح أحمد بن عثمان بن محمد الكلوتاي، الكرماني، المتوفى سنة 835، مكثر جداً من رواية الكتب الكبار، وسماعها، وإسماعها، راجع "الضوء اللامع".

71. المحدث عز الدين عبد الرحيم بن محمد بن الفرات، المتوفى سنة 851، من المحدثين المكثرين، أصحاب الأسانيد العالية، راجع "الضوء اللامع".

72. الحافظ البدر العيني محمود بن أحمد، المتوفى سنة **855**، ترجمته ترجمة واسعة، في أول "عمدة القاري" – من الطبعة المنيرية.

73. كمال الديِّن بن الهمام محمد بن عبد الواحد صاحب "فتح القدير"، المتوفى سنة **861**.

74. سعد الدين بن الشمس الديري صاحب "تكملة شرح الهدداية" – للسروجي، المتوفى سنة **768** هـ.

75. تقي الدين أحمد بن محمد الشمني، المتوفى سنة **872**، شرحه على "الوقاية" المسمى – بكمال الدراية – يدل على يده البيضاء في أحاديث الأحكام.

76. الحافظ العلامة، قاسم بن قطلوبغا، المتوفى سنة **879**، تخريجه لأحاديث "الاختيار"، ولأحاديث "أصول البزودي". وسائر ما ألفه في الحديث والفقه، تدل على عظم شأنه في الحديث، والفقه. راجع "الضوء اللامع".

77. شمس الدِّين محمد بن علي، المعروف بابن طولون الدمشقي، المتوفى سنة **953**، هو من المكثرين في الحديث والفقه، له من المؤلفات ما يقارب خمسمائة مؤلف.

78. المحدث علي بن سلطان محمد القاري الهروي المكي، المتوفى سنة **1014**، شرحه على المشكاة، وشرحه على مختصر الوقاية، من الكتب المهمة في أحاديث الأحكام، تخرج على القطب النهروالي. وعبد اللّه السندي.

79. المحدث أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس الشلبي، المتوفى سنة **1027**.

80. محدث الهند عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي، مؤلف – اللمعات شرح المشكاة – و–التبيان في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة النعمان–، توفي سنة

1052، أخذ عن عبد الوهاب المتقي، تلميذ علي المتقي، وعن علي القاري، أخذ عنه محمد حسين الخافي، وعنه حسن العجيمي.

81. المحدث أيوب بن أحمد بن أيوب الخلوتي الدمشقي، المتوفى سنة 1071.

82. المحدث حسن بن علي العجيمي المكي، المتوفى سنة 1113، وأسانيد مروياته في "كفاية المستطلع" في مجلدين.

83. أبو الحسن الكبير، ابن عبد الهادي السندي، المتوفى سنة 1139، صاحب "الحواشي على الأصول الستة"، و"مسند أحمد".

84. الشيخ عبد الغني بن إسماعيل النابلسي، مؤلف "ذخائر المواريث – في أطراف الأصول السبعة"، المتوفى سنة 1143.

85. المحدث محمد بن أحمد عقيلة، المكي المتوفى سنة 1150، له "المسلسلات – وعدة أثبات – والدر المنظوم – في خمس مجلدات – في تفسير القرآن بالمأثور – والزيادة والإحسان في علوم القرآن"، هذب به "الإتقان"، وزاد كثيراً من علوم القرآن، وغالب مؤلفاته في مكتبة علي باشا الحكيم، باصطنبول، أخذ عن العجيمي، وغيره.

86. الشيخ عبد اللّه بن محمد الأماسي، شرح البخاري، وسماه: "نجاح القاري – في شرح البخاري" في ثلاثين مجلداً، وشرح – صحيح مسلم – في سبع مجلدات، وسماه: "عناية المنعم بشرح صحيح مسلم"، بلغ فيه إلى شطر مسلم، المتوفى سنة 1167.

87. محمد بن الحسن المعروف، بابن همات، مؤلف "تحفة الراوي – في تخريج أحاديث البيضاوي"، المتوفى سنة 1175.

88. السيد محمد المرتضى الزبيدي، شارح "الإحياء" ومؤلف "عقود الجواهر المنيفة – في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة"، المتوفى سنة 1205.

89. المحدث الفقيه محمد هبة اللّه البعلي، مؤلف "حديقة الرياحين – في طبقات مشايخنا المسندين". ومؤلف "التحقيق الباهر في شرح الأشباه والنظائر" في خمس مجلدات ضخام، المتوفى سنة 1224.

90. صاحب "رد المحتار" العلامة محمد أمين بن السيد عمر المشهور "بابن عابدين"، المتوفى سنة 1252، صاحب المؤلفات المشهورة، وأسانيده ومروياته في ثبته المشهور باسم "عقود اللآلي – في الأسانيد العوالي".

91. الشيخ محمد عابد السندي صاحب "حصر الشارد" و"طوالع الأنوار" – على الدر المختار" في ستة عشر مجلداً ضخماً، وشارح "مسند أبي حنيفة" في مجلدات، سماه: "المواهب اللطيفة"، المتوفى سنة 1257.

92. الشيخ عبد الغني المجددي، المتوفى سنة 1296، أسانيده في "اليانع الجني".

93. الشيخ محمد عبد الحي اللكنوي، أعلم أهل عصره بأحاديث الأحكام، المتوفى سنة 1304، إلا أن له بعض آراء شاذة، لا تقبل في المذهب، واستسلامه لكتب التجريح من غير أن يتعرف دخائلها، لا يكون مرضياً عند من يعرف ما هناك.

94. شيخ مشايخنا، الشيخ المحدث أحمد ضياء الدين بن مصطفى الكمشخانوي، المتوفى سنة 1311 ألَّف "راموز أحاديث الرسول" في مجلد ضخم، وشرحه "لوامع العقول" في خمسة مجلدات، وله نحو خمسين مؤلفاً سوى ذلك.

یہ تمام وہ اسماء ہیں جو شیخ علامہ محقق امام محمد زاہد الكوثري رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فقه أهل العراق وحديثهم" میں ذکر فرمائے ہیں اور برصغیر پاک ہند میں موجود محدثین میں سے کچھ کہ نام یہ ہیں:

95. علامہ شیخ علی متقی متوفی ۹۷۵ھ شیر زہند جون پور۔[1]

96. علامہ شیخ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ۔[2]

97. علامہ شیخ ابو السعادات نور الحق محدث دہلوی متوفی ۹۸۳ھ۔[3]

98. شیخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ۔[4]

---

[1] له مؤلفات في الحديث وغيره، منها «كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال – ط» ثمانية أجزاء، و «مختصر كنز العمال – ط» و «منهج العمال في سنن الأقوال» في الرباط (د 255) و «المواهب العلية في الجمع بين الحكم القرآنية والحديثية» و «جوامع الكلم في الواعظ والحكم» قال العيدروسي: مؤلفاته نحو مئة ما بين كبير صغير. وأفرد الفاكهي – عبد القادر بن أحمد – مناقبه في تأليف سماه «القول النقي في مناقب المتقي» وقال صديق حسن خان:«وقفت على تواليفه فوجدتها نافعة ممتعة». وللشيخ عبد الوهاب المتقي كتاب «إتحاف التقي، في فضل الشيخ علي المتقي» ولعبد القادر بن أحمد الفاكثي «القول النقي، في فضل الشيخ علي المتقي» ولعبد القادر بن أحمد الفاكهي «القول النقي في مناقب المتقي» كلاهما في سيرته.

[2] كتبه:(تذكرة الموضوعات) و(المغني في ضبط أسماء الرجال ومعرفة كنى الرواة وألقابهم) و(قانون المضوعات) و(لطائف الأخبار) و(كفاية المفرطين في شرح الشافية) و(مجمع البحار) قد طبع بالهند لهذا العهد، واشتهر اشتهار الشمس في رابعة النهار، وهو كتاب جمع فيه كل غريب الحديث، وما أُلِف فيه، فجاء كالشرح للصحاح الستة، فإن لم يكن عند أحد شرح لكتاب من الأمهات الست، فهذا الكتاب يكفيه لحل المعاني، وكشف المباني، وهو كتاب متفق على قبوله، متداول بين أهل العلم، منذ ظهر في الوجود.

[3] له مصنفات جليلة يلوح عليها أثر القبول الرحماني، أشهرها شرح الجامع الصحيح للامام البخاري في ستة مجلدات كبار بالفارسي، صنفه امتثالاً لأمر والده، وله شرح على شمائل الترمذي بالفارسي، وله رسالة في إثبات رفع المسبحة في التشهد، وله زبدة في التاريخ، وله تعليقات على شرح هداية الحكمة وعلى شرح المطالع وعلى العضدية وعلى غيرها من الكتب الدرسية.

[4] ألف الشيخ أكثر من مائة كتاب ورسالة –كما ذكر النوشهروي–، وطُبع كثير منها، وبعضها مخطوط، وآخر فُقد، ومنها ما انتشر في الخافقين، وعلى رأسها كتابه الرائد: حجة الله البالغة.

و من مؤلفاته: **في التفسير**: الخير الكثير، وفتح الخبير، وترجمة القرآن بالفارسية سماها بفتح الرحمن، والفوز الكبير في أصول التفسير بالفارسية (ترجمه إلى العربية بعض العلماء وهو شامل في المنهاج الدراسي عند أهل الهند وباكستان)، وفي الحديث النبوي :المصفى بالفارسية والمسوّى بالعربية (شرحان على الموطأ)، وشرح تراجم صحيح البخاري، وتأويل الأحاديث، والإرشاد إلى مهمات الإسناد، والفضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمينﷺ ومن مصنفاته في السير والأدب :أطيب النغم في مدح سيد العرب والعجم، و(سرور المحزون) مختصر بالفارسي، ملخص من (نور العيون في تلخيص سير الأمين المأمون) لابن سيد الناس، صنفه بأمر الشيخ جان جانان العلوي الدهلوي، وفي الرد على الشيعة :إزالة الخفاء عن تاريخ الخلفاء بالفارسية، وقرة العينين في تفضيل الشيخين، وله غير ذلك. وذكر صاحب اليانع الجني: أن نسخة من إزالة الخفاء وقعت بيد الشيخ العلامة فضل الحق الخير آبادي فكان مولع بها ويكثر النظر فيها، وقال

بمحضر من الناس: إن الذي صنف هذا الكتاب لبحر زخار لا يرى له ساحل- **في الحديث:**" الأربعين": مجموعة من أربعين حديثا جامعا، جمعها الشيخ على طريقة الأئمة السابقين بالسند المتصل عن طريق شيخه أبي طاهر المدني ، رغبة في بشارة الرسول حيث قال: "من حفظ على أمتي أربعين حديثا فيما ينفعهم من أمر دينهم، بعثه الله يوم القيامة من العلماء"، وترجمه الشيخ عبد الماجد دريابادي إلى اللغة الأردية، وطبع الكتاب في مطبعة أنوار محمدي، لكناو، الهند، عام 1319هـ. "الإرشاد إلى مهمات الإسناد":كتيب باللغة العربية جمع فيه الشيخ أحوال مشايخه الذين درس عليهم في رحلة الحج، وتكلم فيه على أسانيدهم، وطبع الكتاب في مطبع أحمدي، جشن خان، دهلي، عام 1307هـ. "شرح تراجم أبواب البخاري": وهو كتاب نفيس باللغة العربية، تحدث فيه عن شرح تراجم الأبواب (عناوين الأبواب) في "صحيح البخاري"، وتحدث فيه عن كيفية الاستدلال بالأحاديث الواردة في كل باب على ترجمة الباب، فإن هذين الأمرين يدق فهمهما على العلماء وشراح الحديث، ومن هنا قالوا: "فقه البخاري في تراجمه"، وقد وُفق الإمام ولي الله الدهلوي أيما توفيق في ذلك. هذه الرسالة تطبع باستمرار مع نسخة صحيح البخاري المطبوعة في الهند بتعليق الشيخ أحمد علي السهارنفوري. "تراجم أبواب البخاري": رسالة مختصرة باللغة العربية، تحدث فيها عن قواعد وأصول لفهم تراجم الإمام البخاري في كتابه "الصحيح"، طُبعت هذه الرسالة في مطبع نور الأنوار، آره، عام 1899م، ثم طُبعت مع كتاب "شرح تراجم أبواب البخاري" من قبل دائرة المعارف، حيدر آباد، الدكن، الهند، عام 1323هـ. "فضل المبين في المسلسل من حديث النبي الأمين": كتاب صغير كتبه الشيخ باللغة العربية عن الحديث المسلسل. "المسوى شرح الموطا": شرح وجيز لـ"موطأ الإمام مالك" باللغة العربية، اهتم فيه ببعض القضايا المتعلقة بشرح الحديث، طبع الكتاب عدة طبعات، وهو كتاب متداول معروف. "المصفى شرح الموطا": ترجمة لـ"موطأ مالك"، وشرحه الإمام شرحا وجيزا باللغة الفارسية، وهو متداول معروف طبع عدة طبعات، منها طبعة كتب خانه رحيمية، سنهري مسجد، دهلي، الهند. ويظهر من هذا الاهتمام أهمية "الموطأ" لدى الإمام، والسبب في ذلك كما يقول في مقدمة الكتاب أنه "كان مشوشا لفترة غير قصيرة لاختلاف الفقهاء، ولكثرة مذاهب العلماء وآرائهم، ومنازعاتهم الكثيرة، وسبب التشويش أن التعيين أمر مهم للعمل، ولا يمكن ذلك إلا عن طريق الترجيح، ولكنني وجدت وجوه الترجيح مختلف فيها كذلك، فسعيت هنا وهناك، واستعنت بكل واحد، لكن لم أعد بطائل، فتوجهت إلى الله عز وجل أتمتم بهذه الكلمات الدعائية {لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ}، {إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ}، فتمت الإشارة إلى كتاب "الموطأ" للإمام مالك بن أنس". "النوادر من أحاديث سيد الأوائل والأواخر": كتب هذا الكتاب باللغة العربية، وطبعته مطبعة نور الأنوار، آره. "الدر الثمين في مبشرات النبي الأمين": وهو رسالة صغيرة جمع فيها المؤلف الرؤى التي بشره فيها النبي هو وآباؤه، وقد أورد بعض هذه البشارات في آخر كتابه "التفهيمات الإلهية" كذلك، وقد طبع "الدر الثمين" في مطبع أحمدي، دهلي، الهند. "أنسان العين في مشايخ الحرمين": رسالة مختصرة جمع فيها تراجم مشايخه في مكة المكرمة والمدينة المنورة، وضمنه كتابه أنفاس العارفين.**في أصول الدين وفلسفة الشريعة:**"حجة الله البالغة": يعتبر هذا الكتاب لدى المحققين من أهم كتب الإمام ولي الله الدهلوي على الإطلاق، كتبه باللغة العربية، ويرى بعض المحققين أنه أول كتاب يدون في موضوع فلسفة الدين عموما وفي فلسفة الإسلام خصوصا، تحدث فيه عن أسرار الشريعة، و–في رأي الأستاذ المودودي– قدم الشيخ من خلاله تصوره الكامل للنظام الحضاري المتكامل للإسلام. وهو كتاب متداول معروف، وقد ترجم إلى لغات كثيرة منها اللغة الأردية، واللغة الفارسية، واللغة الإنجليزية (ترجمه إلى اللغة الإنجليزية الدكتور محمد الغزالي) طبع في اللغة العربية أكثر من طبعة، ومن أواخر الطبعات المتداولة طبعة دار الجيل بتحقيق: الشيخ سيد سابق.

"البدور البازغة": هو أيضا من أهم كتب الإمام ولي الله الدهلوي، وموضوعه يقرب من موضوع الكتاب السابق، كتبه باللغة العربية، طبع في سلسلة مطبوعات المجلس العلمي بدابهيل سورت، الهند، عام 1354هـ. "حسن العقيدة": رسالة مختصرة بالعربية عن العقيدة. "المقدمة السنية في انتصار الفرقة السنية". "التفهيمات الإلهية": كتاب باللغتين العربية والفارسية، وعدّه البعض من كتبه في التصوف والسلوك، لكنه في الحقيقة كتاب جمع فيه الشيخ آراءه في مسائل متنوعة جدا، على غرار كتاب "صيد الخاطر "لابن الجوزي، منها قضايا متعلقة بالتصوف والسلوك، ومنها حوادث ووقائع وقعت للمؤلف، ومنها آراؤه في تفسير بعض الآيات، ومنها شرحه لبعض الأحاديث، ومنها قضايا متعلقة بطبيعة الدين والشريعة، وفلسفتهما، ومنها قضايا متعلقة بالإصلاح والتقويم للأوضاع القائمة في عصره، ومنها الإشارات إلى الانحرافات العقدية، فهو كشكول عالم حوى معارف متنوعة، وقد طبع الكتاب ضمن سلسلة مطبوعات المجلس العلمي بدابهيل

سورت، الهند، عام 1355هـ. **في التصوف والسلوك**:"ألطاف القدس": كتبه باللغة الفارسية، تحدث فيه عن فلسفة التصوف ولطائفه، وعن مقامات النفس، وعن قوى الإنسان الباطنية، طبع في مطبع أحمدي، دلهي، الهند. "فيوض الحرمين": كتبه باللغة العربية، تحدث فيه عن المشاهدات المنامية، والمعارف الروحانية، طبع في مطبع أحمدي بدهلي، مع ترجمته باللغة الأردية عام 1308هـ. "القول الجميل في بيان سواء السبيل": كتبه باللغة العربية، تحدث فيه عن آداب الشيخ والمريد، وعن البيعة، وتاريخ نظام التصوف والسلوك. "سطعات": كتبه الشيخ ولي الله= =الدهلوي بالفارسية، تحدث فيه عن قضايا علم الكلام والعقيدة، وعن بعض المسائل في التصوف والسلوك، طبع في مطبع أحمدي، دهلي، عام 1929م، ثم توالت طبعاته في أماكن أخرى أيضا. "الانتباه في سلاسل الأولياء": كتب هذا الكتاب باللغة الفارسية عن سلاسل الصوفية المختلفة وتاريخها، طبع في مطبع أحمدي، عام 1311هـ. "همعات": كتبه باللغة الفارسية، تحدث فيه عن مراحل أربع في نشأة التصوف وارتقائه، وبيّن خصائص كل مرحلة، طبع الكتاب في تحفه محمدية، دهلي، الهند. "شفاء القلوب": باللغة الفارسية. "لمعات": باللغة الفارسية.

"كشف الغين عن شرح الرباعيتين": باللغة الفارسية، شرح في هذا الكتاب باللغة الفارسية رباعيتين لأحد الصلحاء المعروفين وهو خواجه باقي بالله، وطبع الكتاب عام 1310هـ، في مطبعة مجتبائي، دهلي، الهند. "فتح الودود لمعرفة الجنود": كتبه باللغة العربية. رسالة في جواب رسالة الشيخ عبد الله بن عبد الباقي حسب اقتضاء كشفه. "الهوامع": كتاب شرح فيه القصيدة الدعائية بعنوان "حزب البحر" للشيخ أبي الحسن الشاذلي. **في أصول الفقه**:" الإنصاف في أسباب الاختلاف": هذا الكتاب مع وجازته من أفضل الكتب المؤلفة في هذا الموضوع، وخاصة إذا نظر الإنسان إليه في الظروف التي ألف فيها، وقد طبع الكتاب مرات عديدة باللغة العربية، آخرها طبعة دار النفائس، بيروت، بتحقيق: الشيخ عبد الفتاح أبو غدة، وقد ترجم إلى عدة لغات، منها اللغة الأردية، ترجمه إليه الشيخ صدر الدين إصلاحي، وهذه الترجمة متداولة معروفة، وترجم إلى اللغة الفارسية كذلك. "عقد الجيد في أحكام الاجتهاد والتقليد": تحدث في هذا الكتاب عن حكم الاجتهاد، وعن شروط المجتهد، وأنواعه، ومواصفاته، وعن تقليد المذاهب الأربعة، عن تقليد العالم للعالم، وغير ذلك من المسائل المتعلقة بهذا الموضوع، وقد ضمن الأستاذ فريد وجدي هذا الكتاب في دائرة معارفه تحت كلمة "جهد"، وقد طبع الكتاب مع ترجمته المسماة بـ"سلك مرواريد" في مطبع مجتبائي، دهلي، الهند، عام 1310هـ. **في السيرة والتاريخ والأدب**:"قرة العينين في تفضيل الشيخين": كتبه الإمام باللغة الفارسية لإثبات فضل الشيخين أبي بكر الصديق، وعمر الفاروق، ورد فيه على مزاعم الشيعة، والكتاب مطبوع متداول. "إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء": كتبه باللغة الفارسية، ويعتبر من أشهر كتب الشيخ الشاه ولي الله وأهمها بعد "حجة الله البالغة"، هذا الكتاب ضمنه الشيخ أفكاره السياسية، وتحدث فيه عن مفهوم الخلافة وإثباتها بالكتاب والسنة. ويتضمن الرد على كثير من فِرق الشيعة والروافض، وطبع عدة طبعات. "أنفاس العارفين": هذا الكتاب يتضمن سبع رسائل تالية: "بوارق الولاية"، "شوارق المعرفة"، "الإمداد في مآثر الأجداد"، "النبذة الإبريزية في اللطيفة العزيزية"، "العطية الصمدية في الأنفاس المحمدية"، "أنسان العين في مشايخ الحرمين"، "الجزء اللطيف في ترجمة العبد الضعيف". في الغالب تتضمن هذه الرسائل السبع تراجم آباء الشيخ ولي الله الدهلوي وأجداده ومشايخه، لكنه ضمن هذا الكتاب بحكايات خيالية كثيرة، ولم يسلك فيه المنهج العلمي في التأكد من القصص والأخبار في الغالب، والكتاب مطبوع، في مطبع مجتبائي، دهلي، الهند، عام 1917م. "سرور المحزون": لخص فيه سيرة الرسول بالفارسية من كتاب "نور العيون في سيرة الأمين والمأمون"، بطلب من الشيخ مظهر جان جانان، وطبع الكتاب في مطبع جيون بركاش، دهلي، الهند. "أطيب النغم في مدح سيد العرب والعجم": شرح فيه قصيدته البائية في نعت الرسول ، وطبع في مطبع مجتبائي، دهلي، عام 1308هـ. "ديوان الشعر العربي": جمعه ولده الشاه عبد العزيز، ورتبه ابنه الثاني الشاه رفيع الدين. **في التفسير وعلوم القرآن**:"الفوز الكبير في أصول التفسير": هذا الكتاب أصله في اللغة الفارسية، لكنه ترجم إلى اللغات الأخرى، وهذه التراجم هي المتداولة الآن، ترجم إلى اللغة العربية مرتين؛ الترجمة الأولى قام بها الشيخ محمد منير الدمشقي الأزهري، والترجمة الثانية للشيخ سيد سليمان الندوي، ولم يترجم أحدهما مبحث "الحروف المقطعات" فترجمه الشيخ محمد إعزاز علي الأمروهي، وألحقه بالكتاب، والكتاب يشتمل على أربعة أبواب على النحو التالي: الباب الأول: في العلوم الخمسة التي بينها القرآن العظيم بطريق التنصيص؛ وهي علم الأحكام، وعلم مناظرة أهل الكتاب والمشركين والمنافقين، وعلم التذكير بآلاء الله، وعلم التذكير بأيام الله، وعلم التذكير بالموت وما بعده. الباب الثاني: في بيان وجوه الخفاء في معاني نظم القرآن. تناول في هذا الباب

شرح الغريب، المواضيع الصعبة في فن التفسير، حذف بعض أجزاء وأدوات الكلام، المحكم والمتشابه، الكناية، التعريض، والمجاز العقلي. الباب الثالث: في بديع أسلوب القرآن. وتناول في هذا الباب إعجاز القرآن. الباب الرابع: في بيان فنون التفسير وحل اختلاف ما وقع في تفسير الصحابة والتابعين. والكتاب مطبوع متداول مشهور، ومعه الرسالة الثانية التي تعتبر ملحقة بـ"الفوز الكبير"، وهي "فتح الخبير"."فتح الخبير بما لابد من حفظه في علم التفسير": كتبه الشاه باللغة العربية، ويعتبر تكملة لـ"الفوز الكبير"، تناول فيه حسب السور القرآنية تفسير غريب القرآن، وبعض أسباب النزول وخاصة ما لا يمكن فهم الآية إلا بها، يقول الشيخ في مقدمته: "يقول العبد الضعيف ولي الله بن عبد الرحيم –عاملهما الله بلطفه العظيم– هذه جملة من شرح غريب القرآن من آثار حبر هذه الأمة عبد الله بن عباس ما، سلكت فيها طريق ابن أبي طلحة، وكملتها من طريق الضحاك عنه، كما فعل ذلك شيخ مشايخنا الإمام الجليل جلال الدين السيوطي في كتابه "الإتقان" –أعلى الله درجته في الجنان–، ورأيت بعض الغريب غير مفسر في تينك الطريقين، فكملته من طريق نافع بن الأزرق عنه، وبما ذكره البخاري في "صحيحه" فإنه أصح ما يروى في هذا الباب، ثم بغير ذلك مما ذكره الثقات من أهل النقل، و قليل ما هو، وجمعت مع ذلك ما يحتاج إليه المفسر من أسباب النزول منتخبا له من أصح تفاسير المحدثين الكرام أعني "تفسير البخاري" و"الترمذي" و"الحاكم" –أعلى الله منازلهم في دار السلام–، فجاءت بحمد الله رسالة مفيدة في بابها عدة نافعة لمن أراد أن يقتحم في عبابها، وسميتها "فتح الخبير بما لابد من حفظه في علم التفسير"."تأويل الأحاديث في رموز قصص الأنبياء": كتيب صغير كتبه باللغة العربية طبع مع ترجمته بالأردية في مطبع أحمدي بدهلي في حوالي ثمانية وثمانين صفحة، وقد تناول فيه قصص بعض الأنبياء بالبحث. ويعتبر هذا الكتاب من أهم كتب الشاه؛ لأن الموضوع الذي تناوله فيه خطير، ولأن الشيخ تناول القصص القرآنية المتعلقة بالأنبياء ومعجزاتهم بالتأويل، وحاول أن يقربها إلى الأفهام عن طريق التأويل. والخطورة فيه أنه أخرج هذه الحوادث من أن تكون معجزات أو خوارق للعادات؛ فإنه يرى كل القصص والمعجزات التي حصلت للأنبياء عليهم السلام أنها من قبيل المنامات والرؤى، ومن ذلك في رأيه: إخراج آدم من الجنة، وإلقاء إبراهيم في النار من قبل نمروذ، وعصا موسى، عليهم السلام، يقول:"اعلم أن الأحوال الطارئة على نفوس الكمال والواقعات المنتظمة في المثال تكملة لهم، حكمها حكم المنام، وكذلك الحوادث الواقعة كلها منامات"، وقد ذكر في هذا الكتاب بعض القواعد والضوابط بناها على فلسفته المتعلقة بـ"عالم المثال"، وأول قصة آدم وخروجه من الجنة بناء على تلك الفلسفة كنموذج، ثم قال: "هذا كله منام ورؤيا، تعبيره أن الله أراد به أن يصير خليفة في الأرض، ويبلغ إلى كماله النوعي، وأما نهيه عن الشجرة، ثم إلقاء وسواس الشيطان ثم معاتبته، وإخراجه فكله صورة التقريب بحسب خروجه عن عالم المثال إلى الناسوت تدريجا". ويرى الشيخ ولي الله الدهلوي أن المعجزات لا تكون خارقة للعادة تماما، ولا تكون مخالفة لها بالكامل، بل تبقى واسطة العادة معها في مرتبة ما، يقول في ذلك: "اعلم أن الله إذا أظهر خارق عادة لتدبير فإنه إنما يظهر في ضمن عادة ولو ضعيفة؛ فالخوارق أسباب ضعيفة كأنها وجدت مشايعة لنفاذ قضاء الله وعنايته بالأسباب الأرضية لئلا يخترق العادة من كل وجه، وفي القرآن والسنة إشارات تدل عليها، وفي القصة إيماء وفحوى مما يعرفها العارف، بل كل لبيب منصف"، وهكذا يستمر في تأويل= =القصص القرآنية، ويذكر التوجيهات المادية للحوادث التي حصلت للأنبياء عليهم السلام، فيرى على سبيل المثال أن نار نمروذ بردت لأن الله سبحانه وتعالى أرسل عليها هواء من الزمهرير، وأن البحر انفلق لموسى ولقومه بسبب الهواء، وأن مساكن ثمود كانت الجبال والمغارات فكان أقرب أنواع العذاب في حقهم الزلزال والصيحة. ويقول عن معجزة شق القمر لرسول الله: "وليس يجب انشقاقه البتة انشقاقا لعين القمر، بل يمكن أن يكون ذلك بمنزلة الدخان وانقضاض الكوكب، والكسوف، والخسوف، فما يظهر في الجو لأعين الناس، فيستعمل بإزائها في اللغة العربية ألفاظ وضعت لا يقع على نفس هذه الأشياء"، وبهذا قد شذ الشيخ الشاه ولي الله في كثير من تأويلاته لقصص الأنبياء ومعجزاتهم في كتابه هذا واختار منهجا يتعارض مع المنهج المختار لدى عامة أهل السنة. "المقدمة في قوانين الترجمة": هذه الرسالة التي لا يتجاوز حجمها عشر صفحات كتبها الشيخ أثناء ترجمته للقرآن الكريم، وهي رسالة مهمة جدا؛ لأن الشيخ عانى من مشاكل الترجمة بنفسه، ومن هنا تكون لها قيمتها وأهميتها برغم صغر حجمها.

99. شیخ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ۔[1]

100. شیخ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی متوفی ۱۳۳۴ھ۔[2]

---

[1] له مصنفات عديدة : تفسير القرآن، المسمى بـ"فتح العزيز"، صنَّفه في شدة المرض، ولحوق الضعف إملاءً، وهو في مجلدات كبار، ضاع معظمها في ثورة الهند، وما بقي منها إلا مجلدان من أول وآخر." الفتاوى في المسائل المشكلة"، إن جمعت ما تحويها ضخام الدفاتر، والميسَّر منها أيضًا في مجلدين." :تحفة اثنا عشرية في الكلام على مذهب الشيعة"، كتاب لم يسبق مثله. :كتابه "بستان المحدثين"، وهو فهرس كتب الحديث، وتراجم أهلها ببسط وتفصيل، ولكنه لم يتم." :العجالة النافعة"، رسالة له بالفارسية في أصول الحديث." :رسالة فيما يجب حفظه لطالبي الحديث" :."ميزان البلاغة"، متن متين له في علم البلاغة" :.ميزان الكلام"، متن متين له في علم الكلام :.السر الجليل في مسألة التفضيل"، رسالة له في تفضيل الخلفاء بعضهم على بعض". سر الشهادتين"، رسالة نفيسة له في شهادة الحسنين – عليهما السلام. رسالة له في الأنساب. رسالة عجيبة له في الرؤيا .في المنطق والحكمة:"حاشية على مير زاهد"، رسالة، وحاشية على مير زاهد ملا جلال، وحاشية على مير زاهد شرح المواقف، وحاشية على حاشية ملا كوسج المعروفة بـ"العزيزية"، و"حاشية على شرح هداية الحكمة للصدر الشيرازي." له مراسلات إلى العلماء والأدباء، وتخميس نفيس على قصيدتي والده: البائية والهمزية." و "عزيز الاقتباس في فضائل أخيار الناس"، بالعربية، في مناقب الخلفاء الأربعة. تقرير دلبذير في شرح عديم النظير" بالفارسية، وترجم للأردية، يتكلم عن أركان الخمسة، "هداية المؤمنين" في سؤالات يوم عاشوراء بالأردية، تعليقاته على "المسوى من أحاديث الموطا" "سعادة الدارين في شرح حديث الثقلين"، وهو ردٌّ قوي على الرافضة، وعرَّبه العلامة محمود شكري الألوسي، وطُبع مؤخرًا بتحقيق الشيخ عبدالعزيز بن صالح المحمود. ومن مراسلاته مع أهل عصره ما جمعه رفيع الدين المراد آبادي، مما أرسله المترجم له في الفوائد الغريبة من التفسير، وأسماها "الإفادات العزيزية"، مراسلاته مع حسن علي اللكهنوي، ومنها :ما جمعه أبو القاسم الهنسوي الفتحبوري، ضمن رسائل العلماء إلى أبي سعيد البريلوي المسماة: "مكتوب المعارف"، وله رسالة في الرد على عبدالرحمن اللكهنوي في تفسيره التوحيد بوحدة الوجود.

[2] مولده ونشأته: ولد الشيخ بـ مدينة "راندير" إحدى مدن سورت بمحافظة غجرات بالهند ، اشتهرت أسرته بالعلم و الفضل التربية الإسلامية، ترعرع الشيخ في هذه الأسرة الشريفة حيث كان جده الشيخ قاسم رحمه الله تعالى يقوم بمهمة الدرس و الإرشاد وكان تاجرا للأقمشة مع اشتغاله بإلقاء الدروس للطلبة ، وربما كان له فيه شبه بالإمام الهمام الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان الذي كان يجمع بينهما . وكان الشيخ على ذلك حتى قامت الثورة الهندية ضد حكم الاحتلال الإنجليزي في الهند وذلك سنة 1857م و سلب الإنجليز المحتلون محله و أحرقوا بما فيه من أعراض التجارة و استشهد عدد كبير من أقاربه وبذلك اختفى الشيخ وصي أحمد مع والديه و أخيه فترة خوفا من بطش الظالمين الإنجليز و بعد فترة من الزمن فكروا في مغادرة البلاد و ارتحلوا إلى العراق أقاموا ثلث سنين بها ثم سافروا إلى الحرمين الشريفين و أقاموا شهورا بالمدينة المنورة على صاحبها أفضل الصلاة و أتم التسليم لأنهم كانوا يحبون سيدنا رسول الله صلى عليه وسلم واشتهروا بذلك ثم عادوا إلي شبه القارة الهندية. تعليمه : اشتغل الشيخ بتحصيل العلوم الإسلامية واهتم والده الكريم بتربيته على منهج الخلق الإسلامي وعلّمه مبادئ العلوم العربية والإسلامية و بعد الرجوع من العراق ألحق هو وأخوه بمدرسة إسلامية كانت تعرف بـ مدرسة الشيخ حسين بخش بـ دهلى، كما تلقي العلوم الشرعية لدى الشيخ أستاذ العلماء مولانا محمد لطف الله عليجرهي و الشيخ أحمد على السهارنفوري و حصل على الإجازة و السند المتصل بالنبي صلى الله عليه وسلم فى علم الحديث من الشيخ آخر الذكر. وهكذا تلقى الشيخ العلوم الإسلامية وأتقنها ونال قسطا كبيرا من كل العلوم والفنون. علاقته بالتصوف : من المعروف أن أهل الهند مسلميها وهندوسها جبلوا على حب الصالحين لأنهم نشروا فيها نور الإسلام وتوجد أضرحتهم في كل مدينة من مدن الهند التاريخية، ومن هنا أولى الشيخ وصي أحمد بالتربية الروحية والسلوك عناية فائقة وكان شيخه ومربيه الشيخ الشاه فضل الرحمن غنج المرآدآبادي رحمه الله تعالى وبايع على يديه فى الطريقة النقشبندية حتى أصبح شيخا و ربى خلقا كثيرا من مختلف أنحاء الهند. إلقاء الدروس للطلبة: تم تعيين الشيخ ككبير المدرسين(عميد الكلية) بالمدرسة الحافظية بمدينة بيلي بهيت لما كان يتميز بالعلم والفقه والثقافة الموسوعية. وخلال هذه الفترة كان دائما

101. شیخی وسندی مجدد دین وملت محدث اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی متوفی ۱۳۴۰ھ۔[1]

يفكر في تأسيس مدرسة خاصة لنشر السنة النبوية الشريفة وعلوم الحديث وقد وفقه الله تعالى لإنجاز هذه المهمة و بالفعل قام بإنشاء مدرسة لهذا الهدف النبيل و حضر في حفلة افتتاح المدرسة عدد غير قليل من علماء الهند و وضع حجر الأساس الشيخ أحمد رضا خان البريلوي و كان مترجمنا يدرس فيها من الفجر الى منتصف الليل وشهرة الهند في خدمة الحديث الشريف وعلومه غير خافية على أهل العلمأشهر تلامذته: الشيخ ضياء الدين المدني 1294هـ – 1981م والسيد الشيخ سليمان أشرف البهاري 1878م – 1939م والشيخ ظفر الدين البهاري 1303هـ – 1382هـ والعلامة مشتاق أحمد الكانبوري 1295هـ – 1360هـ صدر الشريعة العلامة أمجد على خان الأنصارى 1296هـ - 1367هـ ونثار أحمد الكانبوري 1880م – 1931م والسيد محمد محدث الكجهوجهوي 1311هـ – 1383هـ.

له مصنفات رائعة جدا حاشية على السنن للإمام النسائى (مطبوعة) وحاشية مختصرة على شرح معانى الآثار (مطبوعة) و التعليق المجلى لما فى منية المصلى وجامع الشواهد بإخراج الوهابيين من المساجد.

[1]هو إمام المتكلّمين، وقامع المبتدعين، الذابّ عن حوزة الدين، وحجّة الله للمؤمنين، وفخر الإسلام والمسلمين، والعالم المتبحّر، قدوة الأنام، تاج المحقّقين، وشمسهم الساطعة، وقمرهم البازغ، نصير أهل السنة والجماعة، العالم العلاّمة الإمام الشيخ أحمد رضا خان الهندي ابن الشيخ المفتي نقي علي خان، حنفيّ المذهب، قادريّ الطريقة، المحدث، المفسر، الأصولي، عبقريّ الفقه الإسلامي، صاحب التصانيف الوافرة في العلوم والفنون المتناثرة. وُلد الإمام أحمد رضا خان الهندي رحمه الله تعالى في ١٠ شوّال سنة ١٢٧٢ هـ الموافق ١٤ من حزيران سنة ١٨٥٦ م) .ونشأ في أسرة دينيّة وبيئة صالحة وربّاه جده الكريم إمام العلماء والصالحين الشيخ المفتي رضا علي خان قدس سرّه الرحمن (المتوفى ١٢٨٦ هـ) ووالده الشفيق رئيس المتكلمين المفتي نقي علي خان القادري رحمه الله تعالى .)(المتوفى ١٢٩٧ هـ). أسرة الإمام أحمد رضا خان رحمه الله تعالى كانت أصلًا من "قندهار"، "أفغانستان"، لكن هاجر بعض أجداده إلى بلاد "الهند" في عصر المغول، ونال بعضهم منصبًا من الحكومة وبعضهم الآخر رغب عن وظيفة الحكومة إلى الرياضة والمجاهدة والذكر وكثرة العبادة، فأصبح عمله سنّة أولاده، وتحوّلت الأسرة من مَنْحى الأمراء إلى منهج الزهّاد والفقراء الصوفيّة .وكان جدّه من كبار العلماء والصالحين، يقوم بالإفتاء والإرشاد والتصنيف والتدريس فتتلمّذ عليه كثيرٌ من أهل "الهند" وأثنوا عليه كثيراً. وأبوه الشيخ المفتي نقي عليّ خان القادري أيضاً كان عالماً شهيراً، وصاحب الفتاوى والتصانيف الجليلة، منها: "الكلام الأوضح في تفسير سورة ألم نشرح" في نحو خمس مئة صفحة. أخذ الإمام العلوم الدينية النقلية والعقلية من والده وتلقّى بعض العلوم عن المشايخ الآخرين حتى أكملها في شعبان المعظم سنة ١٢٨٦ هـ، وهو ابن ١٤ سنة، وأصبح عالماً مفسّرًا فقيهًا متكلّماً إماماً كبيرًا عظيمًا، وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء. وقد أجمع عدد كبير من العلماء على كونه عبقريًّا، تبدو مخايل عبقريّته منذ صباه فكان يستحضر كل ما يدرّسه أستاذه على الفور، فيقع الأستاذ في الحيرة الاستغراب.

حفظ الإمام القرآن الكريم في غضون شهر واحد، وهذا مما يدل على قوة ذاكرته، وما اقتصر على ذلك بل خلّف المصنفات في كلّ علم وفن. صنّف أوّل كتاب "شرح هداية النحو "باللغة العربية في الثامن من عمره، ثم كتابًا آخر في الثالثة عشر من عمره، ثم ما زال يكتب ويصنّف حتى زاد عدد مصنفاته على الألف. ونفس اليوم الذي أكمل فيه الدراسة اشتغل بكتابة الإفتاء، وأوّل ما أفتى عن مسألة الرضاعة، ثم عرضه على والده الذي كان مفتي "الهند" ففرح جدًّا لصحّة الجواب وفوّض إليه أمور الإفتاء كلّها فاستمرّ الإمام بالإفتاء إلى خمسين سنة تقريبًا. لَم يكن الإمام عالماً في العلوم الدينيّة المعروفة فقط، بل كان متبحرًا في كثير من العلوم الدينيّة والفنون الأخرى، وفي أكثر من خمس وخمسين علْماً. ذهب الإمام أحمد رضا مع والده سنة ١٢٩٤ هـ قرية "مَارَهْره" إلى حضرة السيّد مجمع الطريقين ومرجع الفريقين من العلماء والعرفاء الأطاهر، ملحق الأصاغر بالأكابر، سيدنا الشيخ الشاه آل الرسول القادري المارَهْرَوِي رحمه الله تعالى فبايعه

الإمام أحمد رضا في السلوك على الطريقة القادريّة، ونال منه الإجازة والخلافة في سلسلة الأولياء؛ وإجازة في الحديث وجميع الفنون أيضاً، وكان الشيخ آل الرسول من كبار تلاميذ الشيخ عبد العزيز الدهلوي رحمه الله تعالى. أساتذته ومشايخه: أسماء بعض المشايخ والعلماء الذين أسند إليهم الإمام أحمد رضا خان الهندي رحمهم الله تعالى في الحديث والفقه وجميع العلوم والفنون.. كما ذُكر في المجلد الأول من جدّ الممتار على رد المحتار وذُكر فيها نبذة عن سيرتهم أيضاً: وجدّه الأمجد إمام العلماء والصالحين المفتي الشيخ رضا علي خان النقشبندي الأفغاني. وشيخ الإمام في الطريقة، الشيخ السيد الشاه آل الرسول القادري المارَهْرَوي. ووالده الكريم رئيس المتكلمين الشيخ المفتي نقي علي خان القادري. وحفيد شيخه الشيخ السيد الشاه أبو الحسين أحمد النوري. والإمام الشيخ السيد أحمد بن زيني دحلان الشافعي المكي. ومفتي الحنفية بـ "مكة المحميّة" الشيخ عبد الرحمن سراج المكي. والشيخ حسين بن صالح جمل الليل المكي. والشيخ العلامة عبد العلي الرامفوري. والشيخ الأستاذ غلام قادر بيك. رضي الله تعالى عنهم أجمعين وعنّا بهم آمين بجاه سيد المرسلين عليه وعلى آله وصحبه أفضل الصلاة والتسليم.

تلامذته:وحصل لبعض علماء العرب استفادات ظاهرة من الإمام رحمه الله تعالى ومنهم: محدّث المغرب الشيخ السيّد محمّد عبد الحيّ ابن الشيخ الكبير السيّد عبد الكبير الكتّاني الحسني الإدريسي الفاسي. ومفتي الحنفيّة بـ"مكة المحمية" الشيخ صالح كمال المكي.
وأمين مكتبة الحرم: العلامة الجليل السيد إسماعيل بن خليل المكي. والشيخ عبد القادر الكردي المكي. والشيخ السيد عبد الله دحلان وهو ابن أخ الإمام الشهير سيدنا أحمد بن زيني دحلان المكي. والشيخ السيد محمد بن عثمان دحلان المكي. والشيخ أسعد الدهان المكي. والشيخ أحمد الدهان المكي. والشيخ عبد الرحمن الأفندي الشامي.وغيرهم من العلماء ذوي المكانة العالية والدعاة البارزين، ويزيد عدد خلفائه في الطريقة على مائة خليفة انتشروا في "الهند" و"باكستان" وفي مشارق الأرض ومغاربها، رحمهم الله تعالى أجمعين ودامت بركاتهم وفيوضهم..

زيارته للحرمين الشريفين:حجّ الإمام أحمد رضا أوّل مرة في سنة ١٢٩٥ هـ مع والده، فلمّا رآه في الطواف إمام الشافعية في المسجد الحرام الشيخ حسين بن صالح جمل الليل ابتدره قائلًا وهو يعبر عن شعوره" :والله إنّي لأرى نور الله من هذا الجبين." وأقوال أهل العلم في الشيخ أحمد رضا خان:هذا وقد أثنى عليه علماء كبار وأئمة عظام من العرب والعجم، من الذين عاصروه وأخذوا عنه أو ممن سمعوا به فيما بعد وقرؤوا كُتُبه، وهذا يدلّ على عظيم أثره حتى بين أهل العلم؛ وقد ذاع صِيتُه في شرق آسيا والهند، ولذا نقتصر على بعض أقوال أهل العلم من العرب في حقّه:

١ –قال الإمام الحافظ السيد محمد عبد الحي الكتاني في كتابه: ومنهم العلامة الصاعقة في كثرة التصانيف والقلم السيّال والجمع، شهاب الدين، أحمد رضا (علي) خان البريلوي البركاتي الهندي، لقيتُه بمكة المكرّمة حاجاً وهو عظيم الصيت كثير التصنيف، بلغت مؤلفاته إذ ذاك أزيد من مائتي مجلد، منها فتاويه المسمّاة بـ »العطايا المحمدية من الفتاوى الرضوية) «وهي بطبعتها الجديدة تحتوي ثلاثين مجلداً الآن (كانت إذ ذاك بلغت سبع مجلدات..، وهو شديد الانتصار لطريق القوم ومذاهبهم، عظيم الحب في الجناب النبوي والآل والأصحاب)..(ترجمة الإمام أحمد رضا خان من كتاب أداء الحق الفرض.. صـ١٠ – ١١)

٢ –وكتب العلاّمة الشيخ يوسف بن إسماعيل النبهاني البيروتي عن كتاب "الدولة المكية" للشيخ أحمد رضا فقال:
قرأتُه أي" :(الدولة المكيّة") من أوّله إلى آخره، فوجدته من أنفع الكتب الدينيّة وأصدقها لهجةً، وأقواها حجّةً، ولا يصدر مثله إلاّ عن إمام كبير علاّمة نحرير، فرضي الله عن مؤلّفه وأرضاه.. إلخ(لدولة المكية: صـ٢١٢)

٣ –وقال الشيخ محمّد أمين سويد الدمشقي في تقريظه لأحد كُتُب الإمام: العلاّمة الكبير، والفهامة الشهير، الألمعي المحقّق، اللوذعيّ المدقّق، الشيخ أحمد رضا خان.. إلخ).(الدولة المكية: صـ٢٣٥)=

٤ –الشيخ محمّد الدمشقي: مرشد السالكين، الملحوظ بعناية المعيد المبدي العالم الفاضل الشيخ أحمد رضا خان الهنديّ البريلوي، أسكنه الله الجنّة بفضله وكرمه، آمين).(الدولة المكية:صـ٢٣٩)

٥ –أما الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن سراج مفتي الحنفيّة بـ"مكّة المحميّة" فقال: أمّا بعد: فله الحمد –جلّ وعلا– قد أوجد العلماء في الأعصار والأمصار، وجدّد بهم الدين، وأودع في قلوبهم من الأسرار والأنوار، ما أوزعت به نفوسهم تمام التبيين، وضمائرهم كمال

التحقيق واليقين، وإنّ منهم العلاّمة الفهّامة الهمام والعمدة الدراكة، ألا! إنّه ملك العلماء الأعلام الذي حقّق لنا قول القائل الماهر: "كم ترك الأوّل للآخر."(الدولة المكية: ص١٤٣)

كتبه ومؤلّفاته: ذكرنا أن الشيخ أحمد رضا خان كان متبحراً في علومٍ كثيرة، وشديد الانتصار للدين، ولذا كان حريصاً في الدفاع والذبِّ عن حماه وخصوصاً فيما يتعلق في الجناب النبوي صلى الله عليه وسلم وأهل بيته وأصحابه، إلى جانب الحرص على عقيدة أهل السنة والجماعة، والرد على الشبهات؛ ولذلك كثرت مؤلّفاته ورسائله، حتى قاربت ألف كتاب وزيادة؛ وتنوّعت مواضيعها، وظهرتْ أهمّيتها لدى أهل العلم ومنها:

له حواش :جليلة، وتعليقات أنيقة على كتب التفسير والحديث والفقه والسيرة وغيرها من العلوم والغنون، تمتاز حواشيه بأنها فيض خاطره، وما كان يفرغ لكتابتها كغيره من المحشين الذين إذا أرادوا كتابة حاشية على كتاب، جمعوا حولهم ذخائر من كتب وشروح وحواش، وأخذوا منها ونقلوا عنها ما أحبوا حتى تتكون حاشية ضخمة — وهذا أيضا عمل نافع له قدره- بل كان العلامة أحمد رضا إذا طالع كتابا ورأى مبحثا عويصا، أو زللا من صاحب الكتاب، أو مسألة تحتاج إلى زيادة الكشف والإيضاح، أو موضعا اختلفت فيه الأفكار والاقلام كتب هناك جملا يسيرة تنحل بها العقد، ويندفع الزلل، وتنكشف العلل، ويتجلى الحق الأبلج، وهذا فضل لا يحظى به كل من كتب الحواشي، واشتهر بها.

له حواش: حاشية الاتقان في علوم القران.و حاشية إرشاد الساري. وحاشية الأشباه والنظائر لابن نجيم. وحاشية أشعةاللمعات لعبد الحق الدهلوي . وحاشية أصول الهندسة. وحاشية تحريرأقليدس. وحاشية تحفة اثنا عشرية للشيخ عبد العزيز. وحاشية جامع الرموز. وحاشية خلاصة الفتاوي. وحاشية رسالة فى علم اللوغارثم. وحاشية شرح التذكرة. وحاشية شرح المقاصد للتفتازاني. وحاشية عناية القاضى شرح البيضاوي. وحاشية غنية المستملى. وحاشية فتاوى خيرية. وحاشية فتح المغيث للسخاوي. وحاشية الكشف عن تجاوز الأمة من الألف. وحاشية مجمع الأنهرلعبد الرحمنِ بن محمد (مجلدين). وحاشية مرقاة المفاتيح للملاّعلي القاري. وحاشية المسامرة و المسايرة. وحاشية مسند الإمام أحمد ابن حنبل. وحاشية مسند الإمام أبي حنيفة. وحاشية المقاصد الحسنة للسخاوى. وحاشية معالم التنزيل. وحاشية ميزان الاعتدال لابن حجر (مجلدين). وحاشية الهداية للمرغيناني. وحاشية اليواقيت و الجواهر. وحاشية إحياء العلوم للغزالي. وحاشية الإصابة لابن حجر. وحاشية التعقبات على الموضوعات للسيوطي. وحاشية تيسير شرح الجامع الصغير للسيوطي. وحاشية خلاصة تذهيب الكمال.

أسماء الكتب للإمام أحمد رضا خان في الردّ على البدعة والخرافات: حياة الموات في بيان سماع الأموات (سنة 1305 هـ) .إتيان الأرواح إلى ديارهم بعد الرواح (سنة 1321 هـ). بذل الجوائز على الدعاء بعد صلاة الجنائز (سنة 1311 هـ). النهي الحاجز عن تكرار صلاة الجنائز (سنة 1315 هـ). منير العين في تقبيل الإبهامين (سنة 1301هـ). الحجة الفائحة لطيب العينين والفاتحة (سنة 1307هـ).

أسماء الكتب للإمام أحمد رضا خان في الرد على حركة الديوبندية: المعتمد المستند بناء نجاة الأبد (1320هـ)تمهيد الإيمان بآيات القرآن (1324هـ)الدولة المكية بالمادة الغيبية (1323هـ). إقامة القيامة على طاعن القيام لنبي تهامة (1299هـ).سبحان السبوح عن عيب كذب مقبوح. أنوار الانتباه في حل نداء يا رسول الله (1303هـ). بركات الإمداد لأهل الاستمداد (1311هـ) .سلطنة المصطفى في ملكوت كل الورى (1297هـ). الأمن والعلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء (1311هـ). حسام الحرمين على منحر الكفر والمين (1323هـ). مزة تلبيس ادعائي تقديس (1309هـ). الهيبة الجبارية على جهالة الاخبارية. دامان باغ سبحان السبوح. بيكان جانكلداز برجان مكذبان بي نياز (1327هـ) القمع المبين لأمال المكذبين (1329هـ).

أسماء الكتب للإمام أحمد رضا خان في الرد على حركة القاديانية: جزى الله عدوه بإبائه ختم النبوة — ط . مكتبة نبوية – لاهور – باكستان. المبين في ختم النبيين (1326 هـ) . قهر الديان على المرتد بقاديان . السوء والعقاب على المسيح الكذاب. حسام الحرمين على منحر الكفر والمين (1324هـ) الجراز الدياني على المرتد القادياني (1340هـ).

یہ تمام وہ حنفی نجوم ہیں جو دنیا میں خوب چمکے اور اپنے علم و خداد صلاحیتوں سے اس دنیا کو اس میں رہنے والوں کے دلوں کو منور کیا۔ از امام زفر رحمۃ اللہ علیہ تا شیخ محدث ضیاء الدین بن مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیات ہیں جنکا ذکر امام محقق زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "" میں ترجمہ ان اشخاص کے اسماء اور حدیث شریف میں ان کی جد جہد مختصر ذکر فرمائی محقق زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۰ سے زائد نام شمار کئے لیکن بعض کا حنفی ہونا مشکوک تھا فقیر نے وہ اسماء ذکر نہیں کئے۔ از علامہ شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ تا اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ یہ وہ اشخاص ہیں جنہوں نے بر صغیر میں رہتے ہوئے کئی زبانوں میں اپنی صلاحیتوں کا سکہ پورے عالم میں منوایا، ان حضرات کی جد جہد حاشیہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ یہ تمام کلام جو ہم ابتداء سے یہاں تک ذکر کر چکے یہ اختصار ہے انحصار نہیں۔ بندے کو اس بات کا بلکل اعتراف ہے کہ اس موضوع کا حق ادا نہیں کر سکا چند صفحات کو سیاہ تو کر دیا لیکن مقصود ابھی بھی دور ہے، تاہم اس بات کی خوشی سے یہ عبد بے نوا اللہ کریم جل جلالہ کی بار گاہ مقدسہ میں سر بسجود اور شکر گزار ہے کہ اس نے اپنے حبیب مکرم، شفیع کل جہاں، صاحب لولاک،

أسماء الكتب للإمام أحمد رضا خان في الرد على حركة الطبيعيين الدهريين:لمعة الضحى في إعفاء اللحى 1315هـ /1897م .تمهيد الإيمان بآيات القرآن 1326هـ / 1908م. صمصام حديد 1305هـ / 1887م.

أسماء الكتب للإمام أحمد رضا خان في الرد على حركة الشيعة: رد الرافضة 1320هـ. أعالي الإفادة في تعزية الهند وبيان الشهادة 1321هـ. غاية التحقيق في إمامة العلي الصديق. الكلام البهي في تشبيه الصديق بالنبي 1297هـ. اعتقاد الأحباب في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب . وجه المشوق بحلوة أسماء الصديق والفاروق 1297هـ. جمع القرآن وبما عزوه لعثمان 1322هـ . مطلع القمرين في إبانة سبقة العمرين 1297هـ . البشرى العاجلة من تحف آجله 1300هـ . الزلال الأنقى عن بحر سبقه الأتقى. أعلام الصحابة الموافقين للأمير معاوية وأم المؤمنين 1312هـ . عرش الاعزاز والإكرام لأول ملوك الإسلام 1312هـ . ذب الأهواء الواهية في باب الأمير معاوية 1312هـ .الأحاديث الراوية لمدح الأمير معاوية 1313هـ. الجرح الوالج في بطن الخوارج 1305هـ . الصمصام الحيدري على حمق العيار المفتري 1304هـ. الرائحة العنبرية عن الجمرة الحيدرية 1305هـ . لمعة الشمعة يهدى شيعة الشنعة 1312هـ . شرح المطالب في مبحث أبي طالب 1316هـ.

امام الانبیاء رحمت عالمین، جان عالم، سرور کونین، راحت عاشقین جناب رسول اللہ ﷺ کے وارثوں میں سے سب سے چمکتا ستارہ امام الائمہ، سراج الامہ، فقیہ الملہ، سیدنا وشیخنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شان اور آپ کے دفاع میں چند سطریں لکھنے کی توفیق بخشی۔ اور اس کریم سے امید واثق ہے کہ جس طرح اس ذات نے اپنے عاجز بندے کو یہ توفیق دی وہ ہی کریم اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے بھی سرفراز فرمائے گا۔ اور امت کے لئے نافع اور معترضین کے لئے راہ ہدایت بنائے گا۔

اس مختصر کتاب کا اختتام ۱۲ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ، ۲۱ اگست ۲۰۲۰ بروز پیر بعد نماز مغرب جامع ابن عطاء سکندری قاہرہ مصر میں حصول برکت کے لئے امام محمد بن واحد السیواسی السکندری المعروف کمال الدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ صاحب "فتح القدیر شرح ہدایہ" و "المسایرہ" وغیرہما کی بارگاہ میں کیا اللہ کریم آپ کے علم کی برکتیں اس حقیر کو نصیب فرمائے اور بندے کی آخرت صالحین کے ساتھ فرمائے ۔

آمیں یا کریم

وصلى الله وسلم وبارك بجميع صلواته وتسليماته وبركاته على سيد الكونين رحمة للعالمين سيدنا و مولانا محمد رسول الله و على كل عبد مصطفى.